زیست کی شام سے پہلے

اِقراء صغیر احمد

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاؤں فگار جس میں ہوئے وہ سفر نہ تھا
جس گھر میں عمر کٹ گئی وہ میرا گھر نہ تھا
تنہائیوں کے دشت تھے بیگانگی کی دھوپ
میں جل رہا تھا اور کوئی چارہ گر نہ تھا

دوپہر کی چلچلاتی گرمی سے بے حال وجود سیاہ سندھی کڑھائی والی شال میں وہ تیز تیز قدم اٹھاتی مکئی کے کھیتوں کے قریب سے گزر رہی تھی۔ گلابی چہرہ دھوپ کی تمازت سے سرخ ہو رہا تھا۔ گہرے خوب صورت آنکھوں میں سورج کی شعاعیں نیزے کی مانند چبھ رہی تھیں۔ شانے پر پھسلنے والا پرس اس نے ہاتھ میں تھام لیا تھا معاً دور سے سیاہ لینڈ کروزر آتی دیکھ کر اس نے تیزی سے شال کا ایک حصہ پکڑ کر اپنے چہرے کے گرد حجاب کیا اور ابھی چند قدم ہی چلی تھی وہ کہ گاڑی قریب آ رکی۔

''سلام ٹیچر صاحبہ! اتنی گرمی میں آپ پیدل کیوں جا رہی ہو؟ یہ گاڑی ہوتے ہوئے' یہ گاڑی آپ ہی کی ہے۔'' درمیانی عمر کے وڈیرے عاشق علی نے عاشقانہ انداز میں اس کو دیکھتے ہوئے کہا تو ساتھ بیٹھا ملازم اتر آیا۔

''شکریہ سائیں! گھر زیادہ دور نہیں ہے میں چلی جاؤں گی۔'' سورج کی ساری تپش اس کے لہجے میں در آئی تھی وہ رکی نہیں تھی۔

''ارے بابا! بات تو سنو رکو تو سہی' مانا کہ حسین لوگ غصہ میں بہت اچھے لگتے ہیں..... مگر ایسی گرمی میں میلوں پیدل چلوگی تو بابا' نہ حسن رہے گا نہ غصہ! میں کہتا ہوں' میری بات مان لو اور غصہ تھوک دو۔'' بولتے ہوئے وہ ریورس میں گاڑی لا رہا تھا' جبکہ وہ رکی ہی نہیں تھی۔

''میں ایک ہفتے سے کہہ رہا ہوں بابا' گاڑی اور ڈرائیور روزانہ حاضر ہوں گے جو آپ کو پک بھی کریں گے اور ڈراپ بھی اجرت بھی نہ دینا پڑے گی آپ کو۔'' اس کے کھردرے لہجے میں لجاجت سی در آئی تھی۔

''آپ مجھ پر یہ عنائتیں اور مہربانیاں کیوں کرنا چاہتے ہیں سائیں؟''

''ارے کیسی بات کردی بابا! میرا دل توڑ دیا' مہربانی وعنایت کی کیا بات ہے' تم ہماری لڑکی ہو یہ گاؤں تمہارا ہے' عاشق علی یہ کیسے برداشت کرسکتا ہے کہ اس کے گاؤں کی لڑکی اس طرح خوار ہو؟'' اس کی بے تاب نگاہیں سیاہ شال میں حجاب سے ڈھکے چہرے کو ایسے ہی تک رہی تھیں جیسے کوئی پیاسا کنویں کو قریب دیکھ کر حواس کھونے لگتا ہے۔

''آپ کو گاؤں کی ایک عام سی لڑکی کی اتنی فکر ہے سائیں! پھر تو گاؤں کی فکریں آپ کو بے انتہا رہتی ہوں گی......'' وہ رک گئی اور گاڑی میں بیٹھے عاشق علی سے گویا ہوئی۔

''تم...... عام نہیں بے حد خاص لڑکی ہو بابا! کیا بات کرتی ہو؟''

''آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں' میں پیدل چلنے کی عادی ہوں یہ میری روٹین ورک ہے۔ اگر آپ کچھ کرنا ہی چاہتے ہیں تو اسکول کی عمارت میں کچھ کنسٹرکشن کا کام ہے وہ کروادیں' کئی کلاسز میں فرنیچر ٹوٹ پھوٹ گیا ہے وہ نیا منگوادیں' طلباء چٹائیوں پر بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔'' وہ دیکھ رہی تھی وڈیرے کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا' آنکھیں سکڑ کر رہ گئیں۔

''کیوں نہیں...... کیوں نہیں بابا' جو آپ کہیں گی وہ ہوجائے گا۔'' کچھ توقف کے بعد وہ پست آواز میں بولا اور اسے آگے بڑھتے دیکھتا رہا۔

''سائیں! کیا گھر تک چھوڑ کر آؤ گے چھوری کو......؟'' وہ ہوا کی طرح منٹوں میں اس کی نگاہوں سے اتنی دور ہوئی تھی کہ اب نقطے کی صورت میں جاتی نظر آرہی تھی وہ ٹکٹکی باندھے وہیں دیکھ رہا تھا اس کے ساتھی نے شوخی سے کہا تو وہ لینڈ کروزر میں سیدھا ہوتا ہوا ٹھنڈی آہ بھر کر کہنے لگا۔

''پھولوں کو مات دے دی ہے سلامو کی دھی نے' میرے ہوش گم کردیے ہیں' مجھے نہیں پتہ تھا اس مینڈک کے منہ والے کی بیٹی بالکل پری ہوگی پری......'' وہ آنکھیں بند کیے اس کے تصور میں گم تھا۔

''سائیں! نخرے دیکھے ہیں چھوکری کے خود کو ملکہ سمجھتی ہے کیسے گردن اکڑا کر بات کررہی تھی' جیسے اس گاؤں کے آپ نہیں وہ مالک ہو۔''

''ارے بابا بخشو! جب وہ اس دل کی مالک بن گئی ہے تو گاؤں کی بھی سمجھو مالک بننے والی ہے۔'' وہ سیٹ سے ٹیک لگا کر اس کے تصور میں گم ہوکر بولا۔ بخشو نے گاڑی چلاتے ہوئے مسکرا کر سائیں کو ایک نظر دیکھتے ہوئے کہا۔

''سائیں! شکار کا موڈ ہو رہا ہے کیا؟ لیکن اس بار لگ رہا ہے ہرنی بہت دوڑائے گی' ہاتھ آنے والی نہیں لگ رہی ہے۔'' اس کا لہجہ ذومعنی تھا۔

''تو بڈھا ہوگیا ہے بخشو اور ساتھ چریا بھی' کوئی شکار پہلے کبھی عاشق علی کے ہاتھ سے نکلا ہے جو اب نکلے گا؟'' وہ اپنی سیاہ رنگی مونچھوں کو تاؤ دیتا اکڑ کر بولا۔

''ٹھیک کہتے ہو سائیں! میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جس کے پیچھے آپ تھوڑا ہاتھ رکھ دو گے تو شکار کے پیچھے بھاگنے کی بالکل ضرورت نہیں پڑے گی اور شکار بھی آپ کے قدموں میں ڈھیر ہوجائے گا۔'' عاشق جیلانی نے اس کی طرف بارعب انداز میں دیکھا پھر مسکراتے ہوئے معنی خیزی سے بولا۔

''ایسی کیا بات ہے؟ مگر جو بات تو کرے گا وہ کام کی ہی ہوگی۔''

❁......☾......❁

صاف ستھرے وسیع وعریض کچے صحن میں گرمی سے زمین تپ رہی تھی۔ صحن میں ایک طرف چھوٹا سا چھپر ڈال کر باورچی خانہ بنایا گیا تھا جہاں مٹی کا چولہا تھا اور قریب ہی دیوار میں تختہ پیوست تھا جس پر مٹی اور سلور کے برتن سجے ہوئے تھے۔ باورچی خانے سے کچھ فاصلے پر ہینڈ پمپ نصب تھا جس میں کچھ عرصہ قبل زبیدہ نے کمیٹی ملنے پر موٹر لگوائی تھی جو بہت جلد سلامو کی ضرورت کی بھینٹ چڑھ گئی تھی۔ زبیدہ دھان پان سی ستھری رنگت و تیکھے نقوش کی سادہ عورت تھی گو کہ اس کی عمر سینتیس اڑتیس کے درمیان تھی مگر غربت وتنگ دستی کی مار اور جواری وشرابی ہڈحرام وکاہل خاوند کے ظلم وستم نے اسے وقت سے پہلے ہی بوڑھا کردیا تھا۔ اس نے تیزی سے کام کرتے ہوئے دھوپ کے بڑھتے سائے سے وقت کا اندازہ لگاتے ہوئے دھوپ میں پڑی چارپائی گھسیٹ کر دیوار کے ساتھ کی' پھر اس پر چادر بچھائی۔ صراحی سے جگ میں پانی انڈیل کر اس میں لال شربت بنایا برابر گھر سے لائی برف کی ٹکڑیاں جو بوری کے صاف ٹکڑے میں لپیٹ رکھی تھیں تاکہ کم پگھلیں وہ شربت میں ڈال کر جگ گلاس طاق میں رکھ دیا اور چونک کر انار کے پیڑ کی شاخ کو دیکھنے لگی جس پر دھوپ چڑھ آئی تھی اور وہ نہیں آئی تھی۔

وہ روز اسی طرح اپنی اکلوتی بیٹی کا سواگت کیا کرتی تھی جو اس دھوپ جیسی زندگی میں اس کے لیے گھنا سایہ تھی' اس کے جینے کی امنگ تھی۔

''دھوپ انار کی اس ٹہنی پر چڑھنے سے پہلے رائمہ گھر کی دہلیز پر قدم رکھ دیتی ہے پھر آج کیا ہوا جو دھوپ ٹہنی پر چڑھ گئی اور وہ دہلیز نہ چڑھ سکی؟'' وہ انار کی شاخ کو دیکھتے ہوئے بڑبڑائی معاً ایک خیال بجلی کی مانند ذہن میں کوندا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کہیں اس مردار نے پھر تو رائمہ کا راستہ روک نہ لیا ہو......؟" یہ خیال آتے ہی وہ پھرتی سے اندر کمرے میں گئی شال اوڑھ کر تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی لکڑی کے دروازے پر لگی کڑی ہٹائی تھی۔

"ماں! خیریت کہاں جارہی ہو؟" رائمہ کا دستک کے لیے اٹھا ہاتھ اٹھا رہ گیا۔ وہ حیران و پریشان تھی' جبکہ بیٹی کو سامنے دیکھ کر زبیدہ کے لبوں سے اطمینان بھری سانس خارج ہوئی' وہ دروازہ بند کرکے اس کے پیچھے آتی ہوئی بولی۔

"اتنی دیر کیوں ہوگئی' ٹہنی پر دھوپ چڑھی دیکھ کر میں گھبرا گئی تھی اور تمہیں ہی دیکھنے جارہی تھی۔" رائمہ نے شال اور پرس چارپائی پر رکھتے ہوئے صحن کے کونے میں لگے انار کے درخت کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"یہ تمہارا اچھا وال کلاک ہے ماں' اس کی ٹہنیاں گھڑی کی سوئیوں کی مانند تمہیں ٹائم بتاتی ہیں' صبح سے رات اور رات سے صبح ہر ٹائم اس میں موجود ہے۔" اس نے شربت کا گلاس گھونٹ گھونٹ پیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تمہارے باپ نے شادی کے ایک ہفتے بعد ہی میرے جہیز کی وال کلاک فروخت کردی تھی' تب سے اس پیڑ کو ہی میں نے وال کلاک بنالیا تھا اور بہت جلد یہ مجھ سے اور میں اس سے مانوس ہوگئی تھی' قدرت کی ہر شے انسان سے پیار کرتی ہے' بس ذرا اس کے قریب جانے کی دیر ہوتی ہے پھر یہ ہم سے مانوس ہونے میں دیر نہیں کرتی۔" بیٹی کے ساتھ اس نے بھی شربت پیا اور اب گلاس اٹھا رہی تھی تب ہی دوپٹہ سر سے ڈھلکا اور دائیں رخسار پر نیل اور تھوڑی پر لگا زخم جو ابھی بھی سرخ ہورہا تھا عیاں ہوا' رائمہ جو شال اور پرس اٹھائے اندر جارہی تھی رک گئی۔

"اب پھر یہ زخم لگادیے بابا نے؟ ابھی رات والے زخم بھی نہیں بھرے تھے۔"

"معمولی سے زخم ہیں بیٹی! شام تک ٹھیک ہوجائیں گے۔" وہ عجلت بھرے انداز میں اس کے سوالوں سے بچنے کے لیے آگے بڑھنا چاہتی تھی لیکن وہ راہ میں حائل ہوگئی۔

"اب کیوں مارا ہے بابا نے؟ اب کیا چیز گھر میں رہ گئی ہے جس کو بیچنا چاہتے ہیں؟"

"تم میری فکر نہ کرو' سالوں سے مار کھاتی آرہی ہوں' عادی ہوگئی ہوں۔"

"اب میں مار کھانے نہیں دوں گی آپ کو' بہت مار کھالی ہے آپ نے۔"

"جاؤ جاکر کپڑے بدلو میں کھانا لاتی ہوں' چھوڑو ان باتوں کو تمہارے باپ کو تو عادت پڑگئی ہے' جب تک وہ میری دھلائی نہیں کرتا اسے نشہ نہیں چڑھتا' تم اس سے کچھ مت کہنا' وہ تمہارا بھی لحاظ نہیں کرے گا اور تم پر بھی ہاتھ اٹھائے گا۔" وہ نرمی سے کہتی ہوئی باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

درد ہمیں رشتے نہیں دیتے' ان رشتوں سے جڑی چاہتیں دیتی ہیں۔ اس کے باپ نے کبھی اسے اپنے ہونے کا احساس نہیں دیا تھا وہ بچپن سے باپ کے روپ میں ایک ایسے مرد کو دیکھتی آرہی تھی جو بیوی کو مارنے پیٹنے جوڑی ہوئی رقم چھیننے اور کھانے' سونے کے لیے گھر میں آتا تھا۔ نشے میں دھت غلیظ گالیاں بکتا ہوا اس کی چیختی چلاتی آواز پر وہ سوتے میں اٹھ کر ڈر کے مارے ٹوٹے پھوٹے سامان کے پیچھے چھپ جایا کرتی تھی۔ کبھی ہوش میں وہ اسے دیکھتا تو کہتا۔

"منحوس عورت! جب بیٹا پیدا کرنے کی طاقت تجھ میں نہ تھی پھر یہ بدبخت بیٹی پیدا کرنے سے بہتر تھا تو بانجھ ہوجاتی' پیدا کیے بنا مرجاتی' میں تیرے پیٹ کا دوزخ بھروں گا...... یا اس کے پیٹ کی آگ بجھاؤں گا؟ تو جس دن سے زندگی میں آئی ہے جہنم میں جلنے لگا ہوں میں۔"

"کیا سوچ رہی ہو رائمہ' تم نے دوپہر میں بھی ڈھنگ سے کھانا نہیں کھایا تھا اور اب بھی کھانے سے

انکار کررہی ہو۔" وہ عشاء کی نماز ادا کرکے کمرے میں آئی تو رنگین پایوں والی چارپائی پر اسے افسردہ بیٹھے دیکھ کر استفسار کر بیٹھی۔

"ماں! سارے مرد کیا بابا جیسے ہوتے ہیں؟ اگر ایسے ہی ہوتے ہیں تو میں کبھی بھی شادی نہیں کروں گی' مجھے مردوں سے نفرت ہوگئی ہے۔" وہ سر اٹھا کر گویا ہوئی۔

"نہیں بیٹا' سارے مرد تمہارے بابا جیسے نہیں ہوتے۔" اس نے قریب بیٹھ کر بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا وہ اسی ہاتھ کو پکڑ کر سنجیدگی سے کہنے لگی۔

"نہیں ماں! سارے مرد میرے باپ جیسے ہوتے ہیں...... ظالم' جابر' سنگ دل' عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھنے والے' کوئی عورت کو ہاتھ کی مار مارتا ہے' کوئی نگاہوں کی۔"

"نہیں بیٹی! عورت کو اس کے نصیب کی مار مارتی ہے اگر مقدر کھرا ہے تو پھر مٹی بھی سونا بن جاتی ہے' ورنہ سونا بھی مٹی کی ڈھیری ہوتا ہے میں نے تمہاری پیدائش والے دن سے لے کر آج تک تمہارے بہت اچھے نصیب کی دعائیں مانگی ہیں۔ ماں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی ہے مجھے اپنے رب پر پورا یقین ہے اس نے میری بیٹی کا نصیب بہت اعلیٰ بنایا ہوگا' محلوں کی رانی بنوگی تم۔" فرط مسرت سے اس کی پیشانی چومی اور ایک دردآمیز مسکراہٹ رائمہ کے لبوں پر در آئی۔

"جھونپڑوں میں رہ کر محلوں کے خواب دیکھنے کی عادت غریبوں کی بے حد پرانی ہے ماں' لیکن میں نے ایسے خواب کبھی نہیں دیکھے نہ دیکھنا چاہتی ہوں' میری زندگی کا مقصد آپ کو خوش دیکھنا ہے۔ آپ نے جو دکھ اٹھائے ہیں' بلکہ اٹھا رہی ہیں وہ سب میں اپنی پلکوں سے چننا چاہتی ہوں ماں۔" اس نے عقیدت بھرے انداز میں ان کے ہاتھوں کو چوما۔

"تم میرا فخر ہو رائمہ! تم نہ ہوتی تو میں بھی زندہ نہ ہوتی۔" وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئی تھیں' آنسو دونوں کی آنکھوں سے رواں تھے۔

معظمہ منور

میرا نام معظمہ منور ہے' نک نیم لکی ہے۔ ہم پانچ بہنیں اور دو بھائی ہیں' بہنیں میری پوری افلاطون ہیں' بھائی بلال' اجمل اینڈ عثمان علی دونوں معصوم ہیں۔ کھانے میں چکن بریانی اور حلیم پسند ہے' سویٹ ڈش میں کھیر بہت پسند ہے۔ فیورٹ کلرز' وائٹ' بلیک اینڈ میرون ہیں۔ پسندیدہ خوشبو' شی اینڈ شلیز ہے' ڈریسز میں فراک اور لہنگا اچھا لگتا ہے۔ گھومنے پھرنے کا بہت شوق ہے' بہت کم کہیں جاتی ہوں۔ بہنوں میں میری فیورٹ سسٹر عظمیٰ اور مریم ہیں ان کی کمپنی میں بھی کوئی بور نہیں ہوتا۔ ہمیشہ ہنستی اور ہنساتی ہیں اور مجھے بہت سمجھتی بھی ہیں۔ میری بُری عادت ہے میں نیند میں بولنے لگتی ہوں' جب میں سو کے اٹھوں تو یہ دونوں کہتی ہیں معظمہ پاکستان کب بنا؟ پہلا کلمہ سناؤ؟ اور ہنستی ہیں اگر میں بتادوں تو کہتی ہیں ہم چیک کررہی تھیں کہ تم نیند میں تو نہیں ہو۔ میری اچھی فرینڈ' صائقہ' عماریہ' نفیسہ' عالیہ' عتیقہ' مبرا' انعم' زنیرا' سلیمہ' مسرت' صبا' مدیحہ' قیصرہ' طیبہ اینڈ تہمینہ ہیں اور میری بہت اچھی فرینڈز سارہ اینڈ سائرہ ہیں۔ میری نیچر نہیں ہے شو آف کرنے کی لیکن سائرہ میں تم سے بہت بہت پیار کرتی ہوں' تم ہمیشہ میرے ساتھ رہنا' تمہارا ساتھ مجھے بہت اسٹرونگ بناتا ہے۔ اجازت چاہتی ہوں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ سب کو ڈھیروں خوشیاں دے اور صحت وتندرستی دے آمین۔

فضائیں سوچ رہی ہیں کہ ابن آدم نے
خرد گنوا کر' جنوں آزما کر کیا پایا
وہی شکست تمنا وہی غم ایام
نگاہ زیست نے سب کچھ دے کے کیا پایا......!!

گاؤں کے وسط میں قائم چند کمروں' دالان و وسیع وعریض گراؤنڈ والا وہ پیلا اسکول جس کی لال اینٹیں جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار اکثر گر کر کسی طالب علم یا ٹیچر کو گھائل کرتی رہتی تھیں سینکڑوں مرتبہ وزارت تعلیم کو لیٹرز

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھیجنے کے باوجود کسی نے کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔ اسکول کی ہیڈ مسٹریس مہ جبین علم دوست و ہمدرد دل کی مالک تھیں وہ اپنی مدد آپ کے تحت اپنے دوست واحباب سے فنڈز لے کر عمارت کے ان مخدوش حصوں کو مرمت کراتی تھیں پھر اسکول کی جو ضروریات ہوتی تھیں اس کے علاوہ وہاں زیر تعلیم غریب طلباء کی بھی کچھ نہ کچھ مدد کرنی پڑتی تھی جس کے لیے یہ تمام فنڈز بھی کم پڑتے تھے اس طرح ہی یہ اسکول چل رہا تھا۔

''رائمہ! اینی پرابلم؟ چند دنوں سے دیکھ رہی ہوں اپ سیٹ ہیں آپ۔'' وہ بیٹھی بچوں کی ٹیسٹ کی کاپیاں چیک کررہی تھی معا مہ جبین کی آواز سن کر احتراماً کھڑی ہوگئی۔ وہ مسکرا کر شفقت سے گویا ہوئیں۔

''بیٹھ جائیں۔'' خود بھی اس کے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''کوئی پرابلم تو ہے آپ کو جو آپ کے چہرے سے عیاں ہورہی ہے اگر مجھ سے شیئر کرنے والی ہے تو ضرور کریں شاید میں کچھ ہیلپ کرسکوں آپ کی۔''

''میڈم! میری زندگی کھلی کتاب کی مانند آپ کے سامنے ہے ہر بات میں خود آپ سے شیئر کرتی ہوں کہ ایسا کرکے مجھے طمانیت ملتی ہے آپ نے ہمیشہ اچھی دوست، بہن اور مخلص و بے غرض ہستی ہونے کا حق ادا کیا ہے۔'' اس کے لہجے میں ان کے لیے احترام کے ساتھ دوستی و اعتماد کا مان بھی تھا۔

''آپ کو میں اپنی بیٹی سمجھتی ہوں رائمہ! ماں تو بیک وقت کئی رشتے نبھاتی ہے وہ دوست، بہن، ماں اور محافظ بھی ہوتی ہے آپ بتائیں کیا ہوا؟ وڈیرے سائیں نے زیادہ تنگ کرنا شروع کردیا ہے کیا؟''

''نہیں...... اس نے کچھ دنوں سے میرے راستے میں آنا چھوڑ دیا ہے مگر ان کچھ دنوں سے بابا کے اندر تبدیلی آئی ہے وہ گھر میں جھگڑا نہیں کررہے ماں کو مارنا بھی چھوڑ دیا ہے۔'' اس کے لہجے میں الجھن تھی۔

''یہ تو اچھی بات ہے کیا آپ کے بابا نے شراب پینا چھوڑ دی ہے؟'' وہ استعجابیہ انداز میں اس کی آنکھوں میں بکھرے اضطراب کو دیکھ کر پوچھنے لگیں۔

''اب وہ برانڈڈ شراب پی رہے ہیں نہ ماں سے پیسے مانگ رہے ہیں اور نہ ہی گھر سے کوئی سامان لے کر جارہے ہیں کچھ عجیب سا رویہ ہے۔''

''ڈونٹ وری! اچھا ہے وہ سب خود ہی کررہے ہیں اور گھر میں بھی سکون ہے۔ زبیدہ بہن کو بھی ان کے وحشی پن سے چھٹکارا ملا ہوگا۔''

''نجانے کیوں میڈم! مجھے یہ سکون، یہ خاموشی ایک انجانی سی وحشت میں مبتلا کیے ہوئے ہے کیا ہم شور ہنگامے و خوف میں مبتلا رہنے کے اس قدر عادی ہوگئے ہیں کہ ہمیں گھر کی خاموش فضاؤں میں پراسرار سی سرگوشیاں سنائی دینے لگی ہیں۔''

''وہ اپنی ضرورتیں کہاں سے پوری کررہے ہیں؟ کون دے رہا ہے ان کو پیسہ؟'' زبیدہ اور رائمہ کو ڈستے سوال آج لبوں پر موجود تھے۔

''اور کیوں، کس مقصد کے لیے دے رہا ہے؟ ان کی خالی رہنے والی جیبیں نوٹوں سے بھری رہنے لگی ہیں۔ ماں نے پہلی بار دیکھا تو پوچھا تھا جواب میں وہی گالیاں اور مار کھانے کو ملی تھیں پھر ماں کی ہمت ہی نہ ہوئی پوچھنے کی۔''

''فکر نہیں کریں آپ اللہ سے بہتری کی امید رکھیں، حالات کیسے بھی ہوں، ہر قدم پر آپ مجھے اپنے ساتھ پائیں گی۔'' انہوں نے محبت سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر تسلی آمیز لہجے میں کہا۔ اس کے ستے چہرے پر بہار سی آگئی تھی۔

❁......☪......❁

عاشق علی کے عالیشان کمرے میں تازہ پھولوں کی خوشبوئیں بکھری تھیں۔ وہ وہائٹ شلوار سوٹ میں گردن اکڑائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس کمرے سے ملحقہ دوسرے کمرے کے کارپٹ پر سلامو بیٹھا ازحد ندیدے پن سے بھنی ہوئی مرغی کھا رہا تھا، قریب ہی اس کے امپورٹڈ برانڈ کی بوتل رکھی تھی جس کو وہ کھانے کے دوران گھونٹ گھونٹ پیتا جارہا تھا۔

''ارے بابا بخشو! ایک مہینہ ہوگیا ہے صبر کرتے ہوئے اور کتنا صبر کروائے گا؟'' وہ قریب کھڑے بخشو سے آہ بھرتے ہوئے بولا۔

''سائیں! صبر کا پھل بہت میٹھا ہوتا ہے...... ویسے پھل پک چکا ہے بس کبھی بھی سائیں کی جھولی میں گر جائے گا۔'' اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے خوشامدی لہجے میں کہا پھر سلامو کی طرف اشارہ کرکے سرگوشی میں گویا ہوا۔

''کبوتر گردان ہوگیا ہے دانہ ڈالنا کام رہا ہے۔''

''مجھ سے اب برداشت نہیں ہوتا ہے بخشو! یہ کتا روز ہڈیاں چبانے آجاتا ہے، تجھے اس کی بھوک کا خیال ہے، میری بھوک تجھے نظر نہیں آتی ہے؟ بس اب ختم میری برداشت جاکر اس کو بتا میں کیا چاہتا ہوں؟'' بخشو آہستہ آہستہ سلامو کی کمزوریوں پر اپنی عنایتوں کی مہر لگاتا گیا تھا۔ سلامو جیسے بے دین، بے ضمیر و نفس پرست لوگوں کو خریدنا آسان ہوتا ہے وہ کھانے پینے سے فارغ ہوا تو بخشو نے دوستانہ لہجے میں کہا۔

''اوا سلامو! تجھ جیسا خوش نصیب باپ پورے گاؤں میں دوسرا نہیں ہے سائیں نے تیری چھوکری کو اپنی بیوی بنانے کی خواہش ظاہر کی ہے۔''

''سائیں عاشق علی نے......؟'' نشے سے بند ہوتی اس کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں۔

''ہاں ہاں سائیں عاشق علی نے، تیری چھوکری کے بھاگ جاگ گئے ہیں۔ ٹکے ٹکے کو ترسنے والی اب حویلی میں راج کرے گی، آج ہی نکاح پڑھا کر رخصت کردے۔'' اس نے ہاتھ پکڑ کر دباتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔

''لیکن وڈیرے سائیں اور میری بیٹی کی عمروں میں بڑا فرق ہے۔'' بلا ارادہ ہی اس کے منہ سے نکلا اور جواباً وہ ترش لہجے میں بولا۔

''سچ کہتا ہے سائیں کمی کمین لوگوں سے دو باتیں میٹھی بولو تو اپنی اوقات بھول جاتے ہیں یہاں تجھے بھی پیسہ مل رہا ہے اور تیری بیٹی کو عزت بھی اور تو بکواس کررہا ہے؟ اگر سائیں تیری بیٹی کو اٹھا کر ڈیرے پر لے جائیں تو کیا کرلے گا تو؟'' پھول برساتی زبان ایک دم ہی شعلے اگلنے لگی تو وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔

''مائی باپ! معاف کردو نہ جانے کیسے میرے منہ سے نکل گیا۔ میں نے سائیں کا نمک کھایا ہے نمک حلال ہوں میں...... اس بیٹی کو میں نے بیٹی سمجھا ہی نہیں کبھی بھی آؤ اور لے جاؤ۔'' اس نے بیٹھ کر اس کے پاؤں

نظم سالگرہ

دوست زاریہ کے نام

میری گڑیا تیرے لیے یہ دعا ہے کہ
ہمیشہ مسکرائے، جگمگائے، ٹمٹمائے تُو
خدا سے دعا ہے کہ وہ تیرے استقبال میں
سورج کی کرنوں سے رحمت کی لو برسائے
پھول، خوشبوؤں سے تیری راہوں کو سجائے
چاند، ٹھنڈی میٹھی نرم سی روشنی پھیلائے
بہاروں کے سنگ سنگ دھنک کے رنگ لہرائے
دل چاہتا ہے تیری سالگرہ پر میں
تجھے وفاؤں کے تحفے دوں
تمناؤں کے رنگ بھردوں
دعا ہے تجھ کو مالا مال کردوں
خود کو تیرے سنگ کردوں
چاہت کے دیپ جلا کر تیری روشی کو بڑھاؤں
یہ سال تیرے لیے خوشیوں کا پیغام لائے
گڑیا! تیرے سنگ بیتے لمحے
جو گزرے پل ہیں وہ ہمیشہ یاد آئیں گے
دعا ہے مسکرائے، جگمگائے، ٹمٹمائے تُو
ہزاروں جنم دن منائے تُو
تمہیں میں بس دعائیں اور اپنی وفائیں دوں

سویرا وقاص...... حافظ آباد

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

پکڑ لیے تھے۔

''وہ بیٹی نہیں سونے کی چڑیا ثابت ہوئی تیرے لیے وارے نیارے ہوگئے ہیں تیرے۔'' وہ ابھی آنکھیں دکھا رہا تھا' اب اس کے گلے لگتا ہوا بولا اور ساتھ ہی کچھ فاصلے پر بیٹھے عاشق علی کو فتح کا نشان بنا کر دکھایا۔

''ویسے بیٹی کا رشتہ کرتے وقت مرد کی عمر نہیں! آمدنی دیکھی جاتی ہے۔''

''معافی چاہتا ہوں ادا! چریا ہوگیا تھا میں۔'' وہ اپنی بات پر شرمندہ وخوف زدہ تھا پہلی بار اس کو عزت ملی تھی وہ بھی وڈیرے سائیں کی طرف سے' جو جوا کھیلنے کے لیے منہ مانگی رقم دے رہا تھا اور پہلی بار وہ ایسی ولائتی شرابیں پی رہا تھا جن کے نام بھی نہیں جانتا تھا' کس طرح سے وہ ان لذتوں سے بچھڑ کر زندہ رہ سکتا تھا' اپنے عیش وآرام کے لیے ایک سے زائد بیٹیوں کو بھی قربان کرسکتا تھا اگر ہوتیں تو......!!

⚙......◉......⚙

وہ مٹھائی کے ڈبے اور ایک پیک شدہ ڈبے کے ہمراہ بہت خوش گھر میں آیا تھا۔

''زبیدہ' زبیدہ! باہر نکل کر دیکھ میں کیا لایا ہوں......؟'' وہ دونوں ابھی کھانا کھانے کے لیے بیٹھی تھیں کہ خلاف معمول اس کی چہکتی آواز سن کر دونوں ماں بیٹی نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا' روٹی کی طرف بڑھتے ہاتھ رک گئے۔

''الٰہی خیر! یہ آج کیا ماجرہ ہونے کو ہے...... اسلام الدین کا اتنا میٹھا لہجہ!''

''بابا کافی دنوں بدلے بدلے لگ رہے ہیں مجھے بھی پیار سے دیکھنے لگے ہیں شاید ان کو اپنی غلطیوں کا ادراک ہونے لگا ہے ان کو احساس ہوگیا ہے۔'' اس نے ماں کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر تسلی دینے کی سعی کی...... جبکہ وہ ان کو پکارتا ہوا کمرے کی طرف ہی آرہا تھا۔

''تم مجھ کو بہلاوا دے رہی ہو...... یا خود کو سمجھانے کی کوشش کررہی ہو؟''

''ارے تم کیا یہاں دال روٹی کھا رہی ہو۔'' وہ ڈبے اٹھائے اندر چلا آیا۔

''اب ہمارے دال کھانے کے دن گئے' لے مٹھائی کھا مقدر بدل گئے ہیں ہمارے' وڈیرے نے ہماری بیٹی کا ہاتھ مانگا ہے وہ آرہا ہے شام میں نکاح پڑھا کر ساتھ لے جائے گا راج کرے گی راج ہماری بیٹی۔'' زمین ان کو اپنے قدموں سے سرکتی محسوس ہوئی تھی' سارا کمرہ گھوم گیا تھا۔ رائمہ بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے باپ کو دیکھ رہی تھی۔

''میری طرح یہ سن کر تم دونوں کو بھی یقین نہیں آیا' میری بھی یہی حالت ہوئی تھی' کہاں وڈیرا' کہاں ہم کمی کمین لوگ چلو جلدی سے گھر صاف کرو' عاشق علی آتا ہی ہوگا چار لوگوں کو لے کر۔''

''وہ چار لوگوں کو لے کر آئے گا تیرا جنازہ اٹھانے کے لیے' کس کی اجازت سے تو نے یہ فیصلہ کیا؟ کون ہوتا ہے تو میری بیٹی کا سودا کرنے والا؟'' دھان پان سی زبیدہ میں بیٹی کی خاطر چٹانوں جیسی قوت آگئی تھی۔

''باپ ہوں میں اس کا' تیرے فیصلے کی مجھے قطعی ضرورت نہیں ہے۔''

''باپ ہوں میں اس کا ہونہہ' ایک دن بھی باپ ہونے کا حق نبھایا ہے تو نے؟ تیرے بدلے ہوئے اطوار دیکھ کر میں یہی سوچ سوچ کر پریشان تھی کہ گھر میں کوئی قیمتی چیز بچی نہیں ہے' جس کو بیچ کر تو عیش کررہا ہے میں یہ بھول گئی تھی' تجھ جیسا بے غیرت آدمی اپنی عیاشیوں کے لیے بیٹی کا بھی سودا کرسکتا ہے' اپنی عمر سے دگنی عمر کے مرد کے ساتھ' عزت سے زیادہ قیمتی شے کوئی نہیں ہوتی ہے۔''

''رائمہ! بیٹی تو ہی اپنی ماں کو سمجھا یہ سب میں نے تیرے بھلے کے لیے کیا ہے۔'' وہ شعلہ جوالہ بنی زبیدہ کو دیکھتے ہوئے پہلی بار شفقت سے رائمہ سے مخاطب ہوا اور بے ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ باپ نہیں غرض کا پتلا تھا۔

''ماں صحیح کہہ رہی ہے بابا! اس خبیث بڈھے سے ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش
یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے
ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

www.paksociety.com

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
Online Library For Pakistan
Like us on Facebook
fb.com/paksociety
twitter.com/paksociety1

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں میں کسی سے بھی شادی نہیں کروں گی آپ جا کر اسے منع کرکے آجائیں وہ یہاں نہ آئے۔'' زبیدہ کی طرح اس کا لہجہ بھی اٹل تھا۔

سلامو کو آتی ہوئی دولت راستے سے ہی واپس لوٹتی دکھائی دینے لگی وہ جو یہ سوچ کر آیا تھا ان ماں بیٹی کو پیار ومحبت سے بہلا پھسلا کر راضی کرلے گا اب اپنی ساری ترکیب خسارے میں جاتے دیکھ کر اس کی بربریت ودرندگی عود کر آئی غصے سے چیختے ہوئے اس نے رائمہ کے دراز بالوں کی چوٹی پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے آنکھیں نکال کر کہا۔

''بے حیا' بے شرم! باپ کے آگے زبان چلاتے شرم نہیں آتی تجھے؟''

''چھوڑ میری بیٹی کو سلامو! چھوڑ دے۔'' زبیدہ اس کے ہاتھوں پر لپٹ گئی' رائمہ کی مارے تکلیف کے آنکھیں پھٹ گئی تھیں وہ اپنے دفاع میں ہاتھ پاؤں بھی نہیں چلا رہی تھی' فقط آنسو بہہ رہے تھے۔ زبیدہ کی مداخلت پر اس نے زوردار دھکا دیتے ہوئے اس کے بال چھوڑ دیے تھے۔

''یہ اٹھا یہاں سے اور نکل جا۔'' زبیدہ نے مٹھائی اور دوسرا ڈبہ اٹھا کر صحن میں پھینکا تھا۔ زمین پر گرتے ہی ڈبہ کھل گیا تھا اور اس سے سرخ عروسی جوڑا نکل کر دھوپ میں چمکنے لگا تھا۔ سلامو نے ایک نظر صحن کی زمین پر بکھرے سامان پر ڈالی اور دوسری زبیدہ پر جو آگے بڑھ کر رائمہ کو اٹھا رہی تھی۔

''میں سوچ رہا تھا گھی سیدھی انگلی سے نکل جائے گا' مگر یہ میری بھول تھی اب مجھے انگلیاں ٹیڑھی ہی کرنی ہوں گی' گھر آنے والی دولت کو میں لات نہیں مار سکتا' رائمہ کو شادی عاشق علی سے ہی کرنی ہوگی۔'' وہ بھاگ کر صحن سے ایک بھاری ڈنڈا اٹھا لایا تھا۔ رائمہ جو درد سے بے حال تھی اس کے بے رحم تیور دیکھ کر خوف سے ماں سے لپٹ گئی۔

''میں مر کر بھی تیری یہ خواہش پوری نہیں ہونے دوں گی تو چاہتا......'' لفظ ادھورے ہی رہ گئے تھے۔ سلامو کے پے در پے وار نے اس کو لمحوں میں خون میں نہلا دیا تھا۔ رائمہ کو دھکا دے کر اس نے دور کیا تھا۔

''ماں کو چھوڑ دو' چھوڑ دو...... بابا......'' وہ چیختی ہوئی زبیدہ سے لپٹ گئی تھی' سلامو کے جنونی انداز میں چلتے ہوئے ہاتھ رک گئے' اس نے حقارت بھری نگاہ خون میں لت پت پڑی زبیدہ پر ڈالی' ہاتھ میں پکڑا خون سے سرخ ڈنڈا زور سے زمین پر پھینکا اور صحن میں چلا گیا۔

''ماں! ماں' آنکھیں کھولو' دیکھو میری طرف۔'' اس کے سر سے خون بھل بھل بہہ رہا تھا' اس کا چہرہ' لباس اور زمین خون سے سرخ ہو رہی تھی' اس کی آنکھیں بند تھیں اور سانس تیز چلنے لگی تھیں۔

''ماں! آنکھیں کھولو۔'' اس نے چادر گیلی کرکے اس کے سر پر باندھی تھی۔ دوپٹہ گیلا کرکے چہرہ اور گردن صاف کی اور گلاس میں پانی لا کر اس کے لبوں سے لگایا' زبیدہ بمشکل چند گھونٹ پانی پی سکی۔

''ماں! میری طرف دیکھو نہ۔'' وہ اس کا سر ہاتھوں میں تھامے روتے ہوئے کہہ رہی تھی' بار بار پکارنے پر بڑی مشکل سے اس نے آنکھیں کھولیں' چند لمحے اسے دیکھا...... ان بے نور ہوتی آنکھوں میں خواہشوں کے الاؤ بجھ رہے تھے۔ کئی حسرتیں دم توڑ رہی تھیں' بیٹی کو تکتے ہوئے زبیدہ نے آخری ہچکی لی تھی۔

ماں کی زندگی کا چراغ گل ہوا تو اس کی زندگی میں اندھیرا چھا گیا۔ لمحوں میں ماں اس سے ہمیشہ کے لیے جدا ہوگئی تھی' چیخ وپکار ہنگامہ روز گھر کا معمول تھا' پڑوسیوں کی ہمت نہ تھی ان کے گھر کے معاملے میں دخل دینے کی' سلامو کی جھگڑالو طبیعت سے سب ہی دور رہنا پسند کرتے تھے۔ زبیدہ کے قتل پر بھی کسی نے منہ نہ کھولا تھا' پھر اس کی پشت پناہی وڈیرا کر رہا تھا' پولیس بھی اس کی مٹھی میں تھی' سنوائی کہیں بھی ممکن نہ تھی۔

عاشق علی جو بڑے جوش وخروش کے ساتھ دولہا بن رہا تھا اس کی نشیلی آنکھوں میں سرخ جوڑے میں ملبوس چاند

ایسے نکھرے والی رائمہ کا حسین سا تصور ہلکورے لے رہا تھا' اس کے ساتھ گزارے جانے والے لمحات ابھی سے اسے کیف وسرور میں مست کر رہے تھے' لمحہ لمحہ صدی لگ رہا تھا۔

ایسے میں سلامو کی بیوی کی موت کی خبر اس کے ارمان پر بجلی بن کر گری تھی۔ وہ زہریلے ناگ کی طرح کمرے میں بل کھانے لگا۔

''اس چریا کو آج ہی عورت کو مارنا تھا' بیٹی کو رخصت کرکے یہ کام نہیں کرسکتا تھا؟ میرے دل پر چھری چلادی ہے اس نے میرے سامنے ہوتا وہ تو گولی ماردیتا۔''

''سائیں آپ کی خاطر اس نے گھر والی کو مارا ہے وہ اس رشتے کے خلاف تھی۔'' بخشو نے ہاتھ جوڑ کر اطلاع بہم پہنچائی۔

''اور وہ چھوکری راضی ہے......؟'' وہ آئینے میں اپنا بے ڈول سراپا دیکھتا ہوا بولا۔

''سائیں' وہ تو دل وجان سے راضی ہے۔'' سلامو کی بات اس نے دہرائی۔

''ہوں...... یہ بات تجھے سلامو نے بتائی ہے؟'' وہ بھی ایک گھاگ تھا رائمہ کی آنکھوں میں اپنے لیے سخت ناپسندیدگی وہ دیکھ چکا تھا یہ بات اسے ہضم نہیں ہوئی تھی۔

''ہاں سائیں! سلامو نے بتائی تھی آپ کے معاملے میں وہ جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔''

''اگر جھوٹ بھی کہے گا تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑنے والا' اکڑی عورت کو سیدھا کرنا ہی مردانگی ہے بخشو! جا کر کہہ دے میں رات میں ہی آؤں گا کل تک انتظار نہیں ہوگا اس لیے بیٹی کو تیار رکھے۔'' اس نے رعونت بھرے لہجے میں حکم دیا۔

❁......☾......❁

مجھ سے پوچھتے کیا ہو زندگی کے بارے میں
اجنبی بتائے کیا اجنبی کے بارے میں
یہ غریب لوگوں کے گھر سے دور رہتی ہے
تجربہ ہے میرا چاندنی کے بارے میں

وہ کسی بت کی مانند ساکت وصامت تھی' زبیدہ کی میت جا چکی تھی۔ گاؤں کی عورتیں اس کے دکھ میں شریک تھیں جن میں سب سے آگے مہ جبیں تھیں۔ اس اندوہناک گھڑی میں وہ اسے کانچ کی گڑیا کی مانند سنبھالے ہوئے تھیں۔ اس نے ماں کو مرتے دیکھا تھا' ماں نے آخری ہچکی اس کے ہاتھوں میں لی تھی۔ وہ ساری زندگی اپنے حقوق فراموش کیے مار کھاتی' دکھ سہتی رہی تھی۔ مگر جب بات بیٹی کے حق کی آئی تو اس بے رحم مرد کے آگے ڈٹ گئی تھی اور بھربھری دیوار کی مانند اسے راستے سے ہٹا دیا گیا تھا۔

مہ جبین کے شانے سے لگی وہ بے آواز رو رہی تھی۔ شام ہوگئی تھی' جب وہ قبرستان سے واپس آیا' صحن عورتوں سے بھرا تھا۔ اس نے آتے ہی سب کو گھر سے بھگا دیا تھا۔ عورتیں جو اس کی بدلحاظی سے واقف تھیں' لمحوں میں صحن خالی ہوگیا تھا۔

''میڈم! آپ بھی جاؤ حالت دیکھتی ہو بچی کی یہ بھی

نازیہ کنول نازی کے نام

دعا

تجھ کو اے ناز خدا کرے ایسا گھر عطا
جہاں محبت کی تتلیاں محو رقص ہوں
خوشیاں ملے بے حساب
دکھ درد غم سب ہوں فنا
تجھ کو ملے ایسا ہمیشہ چند لماآب
اترے تیرے آنگن میں محبت کا چاند چلے پیار کی بادِ صبا
تجھ کو ملے ایسی گرہستی کی کتاب
جس میں درج ہو محبتوں کا نصاب
تجھ کو خدا نے نکاح کے مقدس بندھن میں باندھ دیا
تیرے آنگن میں اترے رحمتوں کے شام وسحر سحاب
مولا سے یہ دعا ہے خدیج
کہ وا ہو تجھ پر محبتوں کے باب

کے ایم نور الشال...... قصور

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اب آرام کرے گی۔" وہ مہ جبین کو اس کے پاس بیٹھا دیکھ کر بدلحاظی سے گویا ہوا۔

"رات تک چلی جاؤں گی میں بھی رائمہ ابھی ماں کی جدائی کے دکھ میں ہے۔" وہ برا مانے بنا شائستہ و نرم لہجے میں گویا ہوئیں۔

"یہ دکھ تو ساری زندگی کا ہے' کیا ساری زندگی اس کے پاس بیٹھی رہوگی؟ اس کی ماں کی موت آئی تھی سیڑھیوں سے گری اور مرگئی' یہ کب تک سوگ منائے گی' جانے والے واپس نہیں آتے اب تم جاؤ بابا' کل سے یہ اسکول بھی نہیں آئے گی' ختم اس کی نوکری' اب تم بھی ادھر کبھی نہ آنا۔" اس کے لہجے میں ذرا بھی پشیمانی و ملال نہ تھا' وہ دوبارہ انہیں وہاں سے جانے کا کہہ کر چلا گیا۔ رائمہ مہ جبین سے لپٹ کر رونے لگی۔

"ماں چلی گئیں آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ میڈم! ماں کو قتل کرکے بھی بابا کو افسوس نہیں ہے...... وہ مجھے بیچ دیں گے عاشق علی نے انہیں اپنے قابو میں کرلیا ہے۔"

"گھبراؤ نہیں رائمہ! ابھی مجھے جانا ہے ورنہ بدمزگی ہوجائے گی۔"

"میرا کیا ہوگا؟ مجھے بابا سے خوف آرہا ہے۔ اس گھر سے خوف آرہا ہے مجھے بھی آپ ساتھ لے جائیں میڈم!" وہ ان سے لپٹی ہوئی کہہ رہی تھی۔ مہ جبین کا دل بھی اس کو اس حالت میں چھوڑ کر جانے کو نہیں چاہ رہا تھا مگر سلامو کی عادت سے وہ واقف تھیں کہ اگر وہ یہاں سے نہ گئیں تو وہ دھکے دے کر نکال دے گا۔ پھر جانے سے قبل پرس سے موبائل نکال کر اسے دیتے ہوئے وہ سرگوشیاں کرنے لگیں۔

......☆☆☆......

وہ اسکول کی میڈم کو گھر سے جانے کا کہہ کر بیٹھک میں آکر اپنے مشاغل میں مشغول ہوگیا تھا۔ ایک زندگی اس نے موت میں بدل دی تھی' وہ عورت جو صبر و برداشت کے ساتھ اس کے سنگ زندگی گزارتی آئی تھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا اسے مٹی کے سپرد کرکے آیا تھا' کوئی نرم گوشہ دل میں بیدار نہ ہوا تھا' وہ بوتل منہ سے لگائے پی رہا تھا' چہرے پر آسودگی پھیلی ہوئی تھی وہ جانتا تھا زبیدہ کبھی بھی اسے اپنے مقصد میں کامیاب ہونے نہیں دے گی سو پہلے اسے اس نے راستے سے ہٹایا تھا اب راہ میں کوئی رکاوٹ نہ رہی تھی' وہ خود پر بارش کی طرح نوٹوں کو برستے دیکھ رہا تھا' نامعلوم کب تک وہ نوٹوں کی بارش میں ڈوبا رہتا تبھی باہر گاڑی رکنے کی آواز آئی پھر دروازے پر دستک ہونے لگی۔

دروازے کے باہر بخشو کھڑا تھا' اندر آتے ہی بلاتمہید گویا ہوا۔

"چھوکری کو تیار کر عاشق سائیں لینے آرہا ہے۔"

"ادا! سائیں ابھی لینے آرہا ہے؟ میری بیوی کو مرے ایک رات بھی نہیں گزری ہے...... کچھ رحم کرو سائیں۔" وہ ہاتھ باندھ کر بولا۔

"سائیں بہت غصے میں ہے سلامو! تو جانتا ہے سائیں کا غصہ......"

"میں چلتا ہوں تیرے ساتھ ادا! سائیں کے پاؤں پکڑ کر منالوں گا اسے' ابھی اس کی حالت بھی اچھی نہیں ہے' صبح تک وہ کچھ بہتر ہوجائے گی تو میں خود حویلی چھوڑ جاؤں گا اس کو' میں تیرے ساتھ چلتا ہوں۔" بخشو کو دیکھ کر سارا نشہ ہرن ہوگیا تھا۔

معاملے کی نزاکت سے بخشو بھی واقف تھا لہٰذا اس نے کوئی بحث نہ کی' گاڑی میں بیٹھ کر سلامو کا انتظار کرنے لگا۔

وہ بیٹھک کا دروازہ بند کرکے دبے قدموں سے کمرے کی طرف بڑھنے لگا کمرے میں زرد بلب کی روشنی میں اداسی بین کررہی تھی وہ اسی انداز میں رائمہ کے پلنگ کی طرف بڑھا' وہ بے خبر سو رہی تھی۔ وہ لمحے بھر جھک کر یہ دیکھتا رہا کہ وہ سو رہی ہے یا ناٹک کررہی ہے' جب اسے اچھی طرح تسلی ہوگئی کہ وہ واقعی سو رہی ہے پھر وہ وہاں سے نکل گیا۔ گاڑی کی آواز دور ہوتے ہوتے بالکل ہی ختم ہوگئی۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور تیزی سے اٹھ

کر طاق میں بچی کپڑے کی گڑیا کے پیچھے چھپا موبائل نکال کر نمبر ملایا' چند منٹ بعد کال ریسیو کرلی گئی۔

اس نے بابا اور بخشو کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو دہرا دی تھی' جو بیٹھک کے اندرونی دروازے سے لگ کر اس نے سنی تھیں اور پھر بابا کو اس طرف آتے دیکھ کر بستر میں سوتی بن گئی تھی۔ اگر وہ ہوش مند آدمی ہوتا تو جان لیتا وہ کس طرح ایسی بے خبری کی نیند سو سکتی ہے جس کی ماں کو اس کے سامنے بے دردی سے قتل کردیا جائے' جان سے بڑھ کر چاہنے والی ماں کے بغیر نیند کہاں ممکن تھی؟

"تمہاری عزت و جان کو خطرہ ہے رائمہ! فوراً گھر چھوڑ کر میرے پاس آؤ' میرے کزن شام میں آئے تھے ابھی وہ نکلنے ہی والے ہیں' اسکول کے گراؤنڈ کے پیچھے ان کی کار کھڑی ہے' میں اس کے لاک کھلوا دیتی ہوں' آپ اس میں چھپ کر بیٹھنا کوئی دیکھے نہ' میں ان کو آپ کے متعلق بتا دیتی ہوں' وہ شریف و قابل بھروسہ ہیں اور آپ کی مدد کریں گے' پھر میں بھی آپ سے رابطے میں رہوں گی' آپ ایک لمحہ ضائع کیے بنا یہاں سے نکل جائیں۔" مہ جبین کے لہجے میں اسے ماں کے لہجے کی مہک محسوس ہوئی تھی۔ ایک آہ دل سے اٹھی تھی' تو اتر سے آنسو بہنے لگے' بہتے آنسوؤں کے ساتھ اس نے سیاہ کڑھی ہوئی شال نکال کر اوڑھی الوداعی نگاہوں سے در و دیوار کو دیکھا' ساتھ لے جانے کے لیے کوئی چیز ہی نہ تھی اس نے مہ جبین کا دیا ہوا موبائل ہاتھ میں پکڑا اور صحن میں آگئی جہاں چاند کی روشنی پوری طرح بکھری ہوئی تھی۔ اس نے صحن کے آدھے حصے پر چھائے انار کے درخت کو دیکھا تو گھٹی گھٹی چیخیں نکل گئیں' یہ انار کا درخت اس کی ماں کے دکھ سکھ کا ساتھی تھا' اپنوں کی طرح اس نے سہارا دیا تھا اور اب بھی وہ اس کی ایک مضبوط شاخ پر چڑھ گئی جو سرخ اینٹوں سے بنی نچلی دیوار پر پھیلی تھی۔ اس پر چڑھ کر گلی میں اس نے چھلانگ لگائی تھی۔

تنگ لمبی گلی سنسان پڑی تھی۔ آوارہ کتے رات کے اندھیرے میں بھونکتے پھر رہے تھے یا جھینگروں کی آوازیں ماحول میں پراسراریت پھیلا رہی تھیں' وہ زمین سے اٹھی اور سرپٹ بھاگنا شروع کردیا۔ گلی کے اختتام پر آموں کے باغات کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا' گلی کے نکڑ پر پہنچ کر اس نے بہتی آنکھوں کے ساتھ آخری نگاہ گھر پر ڈالی۔ انار کا درخت بھی گویا اسے الوداع کہہ رہا تھا۔ وہ سسکیاں دباتی ہوئی وہاں سے بھاگ کر آم کے باغ سے گزرتی اسکول تک پہنچی تھی جب اس نے وہاں سے وڈیرے کی گاڑی گزرتے دیکھی تھی۔ مارے خوف کے اس کی سانسیں تھمنے لگیں۔

"یااللہ! ان لوگوں کو اتنی جلدی خبر ہوگئی......؟ یہ مجھے ڈھونڈ رہے ہیں۔" دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے قرار ہوگیا' وہ درخت کے تنے سے لپٹ گئی۔

"سائیں! پتھر تھا میں نے راستے سے ہٹا دیا ہے۔" بخشو کی آواز سناٹے میں گونجی تھی پھر گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی اور دور ہوتی چلی گئی۔ اب عبرت ناک انجام قریب تھا' اس کی گاڑی سے تیز رفتار اسے اپنے قدموں کی کرنی تھی' اپنی بقا کے لیے وہ بھاگی تھی' ہرنی کی مانند اندھیروں میں گڑھوں میں گری تھی' کانٹوں میں الجھی تھی' اس وقت نہ تکلیف تھی نہ درد' فکر تھی' تو اپنی عزت کی چادر محفوظ کرنے کی' بھاگتے بھاگتے وہ کار تک پہنچ گئی یہ وہی کار تھی' جس کا مہ جبین نے بتایا تھا۔

ڈور لاک نہیں تھے وہ تیزی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر اپنے حواسوں کو درست کررہی تھی' معاً اسے ماحول میں عجیب سی ہلچل محسوس ہوئی' کئی گاڑیوں کی روشنیاں دور سے روشن دکھائی دینے لگی تھیں گویا اس کے فرار کی خبر ہوچکی تھی۔ وہ پوری جان سے کانپی اور سیٹ سے نیچے دبک کر بیٹھ گئی تھی۔ چند لمحوں بعد کار کے دونوں اگلے دروازے وا ہوئے اور بند ہوگئے' کوئی بیٹھا تھا دلاویز سی مہک گاڑی میں پھیلی تھی۔ ساتھ ہی اے سی کی ٹھنڈک بھی' کار اسٹارٹ ہوئی اور اجنبی راستے پر گامزن ہوگئی تھی۔

وہ دبکی ہوئی بے آواز بیٹھی تھی' سیٹ کے نیچے بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

خاصی کھلی جگہ تھی جہاں وہ آسانی سے ایڈجسٹ ہوگئی تھی کار نامعلوم کس راستے پر جارہی تھی جو باہر سے آتی آوازیں بند ہوگئی تھیں۔

وہ خود کو محفوظ تصور کرنے لگی تھی مہ جبین جیسی ہمدرد ونفیس عورت سے کسی قسم کی بدگمانی نہیں کی جاسکتی تھی انہوں نے اسے کسی محفوظ ہاتھوں میں ہی سونپا ہوگا وہ سوچ رہی تھی۔

❁......◉......❁

"بیگم صاحبہ! یہ دیکھیے فوٹو ایک سے ایک حسین لڑکی کی فوٹو لائی ہوں' ساری خاندانی' ماڈرن اور امیر ترین گھرانوں سے تعلق رکھتی ہیں' لوگوں میں چرچے ہیں ان کے حسن وخوب صورتی کے' ہر ایک ان کو بہو بنانے کی آس رکھتا ہے۔" رشتے کرانے والی ماجدہ نے کئی تصویریں ٹیبل پر بکھیر دی تھیں۔ ربیعہ بیگم نے مسکرا کر ماجدہ کی طرف دیکھا۔

"مجھے نہیں...... فوٹو دیکھیں آپ۔" ماجدہ نے تصویریں ان کی طرف بڑھائیں۔

"آنٹی! مما کو فوٹوز کیوں دکھا رہی ہیں آپ' شادی بھائی کو کرنی ہے' مما کو نہیں پھر لڑکی بھی بھائی خود پسند کریں گے۔" مونا نے شانے اچکاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی' آپ کے بھائی کو کوئی لڑکی پسند نہیں آئی ہے؟"

"جب بھائی کو لڑکی پسند نہیں ہے پھر شادی کس طرح ہوگی؟"

"میں زبردستی کی قائل نہیں ہوں ماجدہ' مجبوری کے تحت قبول کیے گئے رشتے سلامت نہیں رہتے اور میں احد کو ایسے کسی مسئلے میں پھنسانا نہیں چاہتی۔" ربیعہ نے متانت سے اس بحث کو سمیٹتے ہوئے ٹیبل پر بکھری تصویوں کو یکجا کرکے بنا دیکھے ماجدہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ ایک نظر ان تصاویر کو دیکھ تو لیں بیگم صاحبہ!" اس بار بھی اپنی ناکامی پر وہ دل ہی دل میں تلملا کر رہ گئی مگر اوپری دل سے مسکراتے ہوئے ان سے کہنے لگی۔

"ماجدہ! بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں' مجھے کوئی حق حاصل نہیں ہے ان بچیوں کی بے عزتی کرنے کا' جب مجھے معلوم ہے ان پھولوں کو میرے آنگن میں مہکنا ہی نہیں ہے پھر میں کیوں انہیں رد کروں؟" انہوں نے سنجیدگی سے اپنا موقف بیان کیا۔

"بھابی! میری مانیں تو آپ ایک بار احد کا میڈیکلی چیک اپ کروا ہی لیں۔ اس نے بچپن سے ہی لڑکیوں سے دشمنی رکھی ہے اور جوان ہوکر تو گویا وہ ان کی پرچھائیوں سے بھی گریزاں رہتا ہے' میری بجل اور کاجل ایک گھر میں رہتی ہوئی بھی اس کی نگاہوں سے اوجھل تھیں' گھر کی ہوں یا باہر کی ساری لڑکیاں اس کے لیے گھاس کوڑا ہیں۔" ان کی دیورانی رامین وہاں آکر بیٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

"احد بالکل نارمل ہے رامین' اسے کسی چیک اپ کی ضرورت نہیں۔"

"مسلسل شادی سے انکار' لڑکیوں سے گریز' یہ سب کیا ہے؟" ان کے اپنائیت بھرے لہجے میں حسد اور چبھن کی کاٹ پنہاں تھی۔

"آج کل تو لڑکے ڈھنگ سے پالنے سے نکل بھی نہیں پاتے اور ان کو لڑکیوں کا ساتھ چاہیے ہوتا ہے' ایک آپ کا انوکھا لاڈلا ہے' جس نے بھائی جان کو بھی ناراض کردیا' کاجل سے شادی سے انکار کرکے اور جنگل میں پڑا۔"

"احد غیرت مند' شریف اور نفس کو اپنے قدموں تلے دبا کر چلنے والا بچہ ہے' میں نے اس کی تربیت ایسی نہیں کی کہ وہ جانوروں کی طرح ادھر ادھر منہ مارتا پھرے جیسے آج کل کے بچے بے راہ روی کی غلاظت میں جکڑے ہوئے ہیں...... نہ ان کو اپنے ایمان کی فکر ہے نہ اپنی اور نا ہی خاندان کی حرمت کی پروا' اگر سب میرے بیٹے جیسے خود دار مضبوط اور نگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہوجائیں تو ہر لڑکی کی عزت وناموس محفوظ ہوجائے گی۔"

"میں چلتی ہوں بیگم صاحبہ! پھر آؤں گی۔" ان کا موڈ آف ہوتے دیکھ کر ماجدہ نے سینڈوچز' دہی بڑے اور چائے سے جلدی جلدی انصاف کیا پھر اٹھ گئی۔

"آؤ' بے شک ہر روز آؤ مگر خالی ہاتھ آنا' کوئی تصویر لانے کی ضرورت نہیں۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے تنبیہہ کی وہ پرس سنبھال کر گردن ہلاتی نکل گئیں۔

"ارے بھابی! آپ تو برا ہی مان گئیں' میں تو احد کی محبت میں اس کی بھلائی کے لیے کہہ رہی تھی' احد کوئی غیر تھوڑی ہے جو میں اس کا برا چاہوں گی۔"

"زبان کی نرمی وتختی ہی اپنوں وغیروں کا تعین کرتی ہے رامین! تم ایک ایسی عورت کے سامنے احد کے کردار کو' اس کے وقار وانا کو مجروح کررہی ہو' یہ جانتے ہوئے بھی وہ گھر گھر جانے والی' جھوٹ وسچ بیان کرنے والی عورت ہے۔"

"سوری بھابی! آپ نے بات کا بتنگڑ بنا ڈالا' میرا یہ مقصد ہرگز نہ تھا۔"

"میرے بیٹے کو صاف انداز میں تم نامردی کا طعنہ دے رہی ہو پھر الزام بھی مجھ پر ہی لگا رہی ہو بات بڑھانے کا' ذرا اپنے رویے پر تو غور کرو۔"

"چلیں معاف کردیں' بہت بڑی غلطی ہوگئی مجھ سے بھابی' بس زبان ہے جو چلتی ہے تو بریک فیل گاڑی کی طرح بے قابو ہوجاتی ہے۔"

رامین نے آگے بڑھ کر ان کا بازو تھامتے ہوئے لجاجت سے کہا ربیعہ جن کو شاذونادر ہی غصہ آتا تھا اب بھی دیورانی کی بے سروپا لغو باتوں پر بیٹے کی حمایت میں کہہ اٹھی تھیں مونا خاموش سی بیٹھی رہ گئی تھی۔

❁......◉......❁

گاڑی چلتی رہی تھی وہ خاصے محتاط تھے' دونوں میں سے کسی نے بھی گفتگو نہ کی تھی۔ رائمہ کا سارا دن کانٹوں پر سفر میں گزرا تھا اور رات تو گویا دہکتے ہوئے انگارے لے کر آئی تھی' وہ بری طرح آبلہ پا تھی' روح تک جیسے گھائل ہوکر رہ گئی تھی' کار چلانے والا شاید اڑانے کی سعی کررہا تھا' بے حد تیز رفتار تھی راہ میں آتے گڑھے ٹوٹی پھوٹی سڑک پر کار بری طرح اچھلتی کودر ہی تھی۔

اس کے زخموں سے ٹیسیں اٹھنے لگیں' کراہیں دبانے کے لیے شال کو منہ میں دبائے وہ درد برداشت کرنے کی سعی میں بے ہوش ہوگئی تھی اور جب ہوش آیا وہ اسی طرح سیٹ کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔ چند ثانیے وہ خوابیدہ انداز میں پڑی رہی پھر شدید گرمی کے احساس نے اس کے حواس بیدار کیے' درد سے سن ہوتے وجود کو گھسیٹ کر وہ سیٹ پر بیٹھی اور باہر دیکھا تو چھوٹے سے خوب صورت لان میں دھوپ خوب چمک رہی تھی۔ ایک طرف کیاری میں پھولوں کی بہار تھی' سامنے وہائٹ گیٹ بند تھا اور گیٹ سے سرخ بجری کی روش تھی جو لان کے درمیان میں بنی مار بل کی کشادہ سیڑھیوں پر ختم ہوتی تھی' وہ تین سیڑھیاں تھیں جس کی آخری سیڑھی چبوترے کی مانند وسیع تھی۔ جس کے درمیان میں خوب صورت گلاس ڈور تھا اور اس دروازے کے دونوں طرف بڑے بڑے گملوں میں خوب صورت پودے لگے ہوئے تھے۔ وہ حیران سی باہر نکل آئی۔ مہ جبین کے کزن کا اس کو اس طرح گاڑی میں چھوڑ کر جانے کا کیا مقصد تھا؟ اب دوپہر تھی وہ رات سے گاڑی میں پڑی رہی تھی...... وہ بے خبر رہے تھے؟ وہ کیسے بے حس لوگوں کی مہمان بن گئی تھی جو ایک مصیبت کے صحرا سے نکال کر لائے اور پھر مڑ کر خبر بھی نہ لی تھی' اس کی آنکھیں پھر لبالب بھرنے لگی تھیں۔ پاؤں میں سے چپل کہاں گری اسے معلوم نہ تھا' پاؤں اتنے زخمی تھے کہ اسے کھڑا ہونا مشکل لگ رہا تھا' دروازہ کھول کر اس نے موبائل ڈھونڈا تاکہ مہ جبین سے رابطہ کرسکے' مگر موبائل وہاں نہ تھا' نہ جانے کب اور کہاں گر گیا تھا؟ اب کیا ہوگا اور وہ کس طرح مہ جبین سے رابطہ کرے گی؟ سوچوں کے ناگ اسے ڈسنے لگے تھے' وہ خود کو اندھے کنویں میں مقید محسوس کررہی تھی۔

گیٹ کھلا ایک ادھیڑ عمر شخص کے ساتھ نوجوان اندر داخل ہوا تھا' رائمہ پھرتی سے ستون کے پیچھے ہوگئی'

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

قدموں کی چاپ اس طرف آ رہی تھی۔

''بابا! گاڑی کا ڈور کیوں اوپن ہے؟'' بھاری و سنجیدہ آواز ابھری۔

''ارے یہ کیوں کھلا ہوا ہے رات میں نے خود لاک کیا تھا۔''

''جی ہاں! آپ نے بند کیا تھا وہ برگد والی چڑیل بھی رات ہمارے ساتھ سفر کرتی رہی ہوگی' صبح بیدار ہوئی ہوگی تو ڈور اوپن کرکے چلی گئی ہوگی۔''

''ارے میاں کیوں اس کا نام لے رہے ہو' اس کا نام مذاق میں بھی لو تو وہ تچی حاضر ہوجاتی ہے۔'' ان کا چہرہ خوف سے زرد ہوگیا تھا' وہ گہرا سانس لے کر آگے بڑھا اور دروازہ بند کرنے کے لیے ہاتھ ہی بڑھایا تھا معاً اس کی نگاہ آف وہائٹ سیٹ پر جم کر رہ گئی' جہاں خون کے دھبے تھے' مٹی بھرے خون آلود پاؤں کے نشان گڈمڈ تھے سیٹ سے نیچے بھی یہی حالت تھی۔

''کیا ہوا بیٹا! پریشان لگ رہے ہو؟'' مجید بابا اس کے قریب چلے آئے اور جھانک کر دیکھا تو بدک کر پیچھے ہٹے اور خوف سے گڑگڑانے لگے۔

''آل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو۔''

''بابا! فارگاڈ سیک کیا ہوا ہے آپ کو؟'' وہ دروازہ بند کرتا جھنجلایا۔

''میں نے کہا تھا نام لینے سے وہ حاضر ہوجاتی ہے۔''

''شٹ' یہ انسان کا خون ہے جو ابھی بھی ہمارے درمیان موجود ہے۔'' وہ کہتا ہوا گھوم کر ایک پل میں اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ سیاہ گرد آلود شال میں وہ لپٹی بیٹھی تھی۔

''کون ہو تم؟'' گرج دار لہجے میں وہ اس سے مخاطب ہوا مجید بابا بھی قریب پہنچ گئے تھے۔

''ارے کون ہو بھئی' اور یہ کیا طریقہ ہے کسی کے گھر میں گھسنے کا بی بی؟'' جواب ندارد تھا وہ چہرہ شال میں چھپائے روئے جارہی تھی' قسمت یہاں بھی اس کے ساتھ گیم کرگئی تھی' نامعلوم کن لوگوں میں آ گئی تھی وہ؟

''آنسوؤں کی زبان سمجھ نہیں آتی ہے ہماری زبان بولوگی تو کچھ سمجھ آئے گی۔'' ان کے لہجے میں نرمی در آئی تھی وہ اس کے آنسوؤں سے متاثر ہوگئے تھے مگر ساتھ کھڑے شخص کے وجیہہ چہرے پر بے رحمی و اکتاہٹ تھی وہ جھلا کر بولا۔

''میں پولیس کو فون کر رہا ہوں' وہ خود ان کی ہسٹری معلوم کرلیں گے۔''

''پولیس کو نہ بلائیں۔'' ایک دم سیاہ بادلوں کی گرفت سے چاند نمودار ہوا تھا' لمحے بھر کو وہ دونوں دیکھتے رہ گئے تھے' پھر یکلخت اس کی آنکھوں میں سرد مہری اتر آئی تھی۔

''بیٹی! کون ہو تم؟ تمہاری حالت تو بے حد خراب ہے۔'' بابا کو وہ لڑکی بے حد دکھی و خوف زدہ محسوس ہوئی تھی۔ وہ اس کے سر پر شفقت و ہمدردی سے ہاتھ رکھتے نرمی سے گویا ہوئے رائمہ کے صبر کے طنابیں چھوٹ گئیں وہ بے تحاشا رونے لگی' جدائی' کرب' لاچاری و بے بسی ہر احساس تھا ان آنسوؤں میں۔

''بیٹی' بیٹی چپ ہوجاؤ گھبراؤ نہیں' تم یہاں محفوظ ہو ڈرو نہیں......''

''بابا! اسے آپ یہاں سے نکال رہے ہیں یا میں نکالوں......؟'' مجید بابا کو اس لڑکی سے ہمدردی کرتے دیکھ کر وہ سرد لہجے میں گویا ہوا۔

''احد بیٹا! مجھے یہ لڑکی بے حد مظلوم و غم زدہ لگ رہی ہے کچھ وقت دے دو' حقیقت معلوم ہوجائے تو میں خود اس کو گھر چھوڑ آؤں گا۔''

''نو نیور! اس لڑکی کو ابھی اور اسی وقت یہاں سے نکالیں' نامعلوم کون ہے؟ کس گینگ سے تعلق ہے اس کا' موقع دیکھتے ہی یہ لڑکی اپنے لوگوں کو بلائے گی اور لمحوں میں گھر کا صفایا کرجائے گی۔'' وہ نہ اس کے حسن سے مرعوب ہوا نہ آنسوؤں سے متاثر۔

''میری بات سنو بیٹا! طیش میں نہ آؤ' ادھر چلو میرے ساتھ......'' اس کو غصے سے بھرتا دیکھ کر انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور لان میں آئے' وہ مجبوراً ان کے

ساتھ وہاں چلا آیا۔

''بیٹا! میری عمر کا تجربہ کہتا ہے یہ لڑکی کسی بڑی مصیبت کا شکار ہے' کوئی چور ڈاکو نہیں ہے حالت دیکھو اس کی لگتا ہے غموں کے پہاڑ ٹوٹے ہیں اس پر شاید فاقہ زدہ بھی ہے وہ اور زخمی بھی۔''

''جی درست کہہ رہے ہیں آپ' ساری دنیا کی ستائی ہوئی لڑکی ہے وہ...... مگر مجھے اس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے میں ایسے فراڈیوں کو خوب جانتا ہوں۔ اس کو فوراً نکالیں یہاں سے۔'' وہ کہہ کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔ مجید بابا واپس اس کے پاس آئے تو وہ ڈری سہمی کھڑی تھی' بھیگی آنکھوں میں ویرانیاں لیے ان کی باتوں کی آواز اس تک آرہی تھی۔

''آؤ بیٹی! منہ ہاتھ دھو کر اپنا حلیہ درست کرو' میں اتنے میں کھانا گرم کرکے لاتا ہوں' خدا جانے تم نے کب سے کھانا نہیں کھایا ہے۔'' وہ اپنائیت سے بولے۔

''بابا وہ منع کرکے گئے ہیں آپ مجھے باہر چھوڑ دیں۔'' وہ خوف سے گویا ہوئی۔

''احد میاں کی باتوں کا برا نہیں ماننا بیٹی! وہ ابھی غصہ کررہے ہیں' رات تک بھول جائیں گے' ان کی زبان کڑوی ضرور ہے مگر دل بالکل شہد کی طرح میٹھا ہے۔'' وہ تقدیر کے حوالے خود کو کرکے ان کے پیچھے لنگڑاتے ہوئے چل پڑی تھی۔

❀......☾......❀

''احد! میرے بچے! ماں کو اپنی صورت سے ترسا دیا ہے کب آؤ گے؟ میں رات دن آپ کی واپسی کی دعائیں مانگتی ہوں' مونا بھی آپ کے بنا اداس اداس پھرتی ہے یہ گھر آپ کے بغیر گھر نہیں لگتا۔''

''ناخلف' نامراد تم نے جرأت کیسے کی میرے فیصلے کو رد کرنے کی؟'' مما کی ممتا بھری آواز پپا کی بارعب و پرجلال آواز پر حاوی ہوئی۔

''میں نے پہلے ہی کہا تھا میں کاجل کو مونا کی طرح سمجھتا ہوں۔''

''تمہارے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے کاجل سے تمہیں شادی کرنی ہوگی۔''

''پپا پلیز! میں کاجل کو وہ حق کبھی نہ دے پاؤں گا جو لائف پارٹنر کو حاصل ہوتا ہے' اس کے لیے میری فیلنگز الگ ہیں۔''

''یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے......؟'' شعلے اس کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

''یس آف کورس۔'' اس کا لہجہ پتھریلا تھا۔

''اسی وقت میرے گھر سے نکل جاؤ' مڑ کر بھی نہ دیکھنا کبھی اس طرف' تم میں کسی کا ہاتھ تھامنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے' جاؤ گیٹ لاسٹ' چوڑیاں خرید لو اپنے لیے اسی قابل ہو تم۔''

''احد......احد! کیوں چپ ہوگئے ہو؟ اپنی صورت سے ترسا دیا ہے اب آواز سے بھی محروم کرنے کا ارادہ ہے؟'' ان کی نم آواز اسے حواسوں میں واپس لائی تھی۔

''سوری مما! میں آپ کو ہرٹ کرنا نہیں چاہتا' پپا کی باتیں میں بھول نہیں پایا ابھی تک......شاید تازیست نہ بھول پاؤں۔''

''دور رہو گے تو کبھی نہیں بھولو گے بیٹا' تنہائیوں میں دکھ دینے والی باتیں سانپوں کی طرح ڈستی ہیں' دیمک کی طرح اندر ہی اندر کھوکھلا کر ڈالتی ہیں' آپ واپس آجاؤ ماں کے پاس رہ کر ہر دکھ کا ازالہ ہوجاتا ہے۔''

''آپ پریشان مت ہوں' کبھی نہ کبھی آجاؤں گا آپ کے پاس۔'' اس نے دلاسہ دیا۔

''کبھی نہ کبھی! زندگی کا پل بھر کا بھروسہ نہیں ہے۔'' ان کی آواز بھیگنے لگی۔

''پلیز مما! میں آؤں گا یہ وعدہ ہے میرا' آپ ایسی باتیں نہ کریں۔'' ان کی اداسی اسے بری طرح مضطرب کرگئی وہ بے ساختہ بولا۔

''باپ بیٹے کی جنگ میں نقصان میرا ہورہا ہے' میری ممتا سزا پارہی ہے اور جس کی خاطر یہ طوفان اٹھایا گیا تھا' وہ ڈھنگ سے دو ماہ بھی سسرال میں تک نہ سکی لڑ جھگڑ کر

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میکہ بسائے بیٹھی ہوئی ہے تب بھی آپ کے پپا کی عقل کام نہیں کررہی۔‘‘

’’مونا کے پیپرز کیسے ہورہے ہیں؟ ایگزام کی وجہ سے میں کال نہیں کررہا۔‘‘ وہ موضوع بدلتے ہوئے بہن کے متعلق پوچھنے لگا ربیعہ مونا کے ایگزامز کے علاوہ عزیز واقارب کی غمی وخوشی کی باتیں کرنے لگیں۔

’’مجید بابا کیسے ہیں؟ مجھے یقین ہے وہ اچھی طرح آپ کا خیال رکھتے ہوں گے ان کو میرا اسلام کہنا‘ اگلی بار فون کروں گی تو مجید بابا سے ضرور بات کروانا میری۔ اچھا بیٹا خیال رکھنا اپنا‘ میری آنکھیں روز آپ کی راہوں پر لگی رہیں گی۔‘‘ حسب توقع انہوں نے آبدیدہ ہوکر الوداعی جملے ادا کیے تھے۔ اس نے بھی سیل فون ٹیبل پر رکھ کر چیئر کی بیک سے ٹیک لگالی تھی اسے محسوس ہوا گھنی ٹھنڈی چھاؤں سے ایک دم صحرا کی تپتی دھوپ میں آ کھڑا ہوا ہو۔

’’بیٹا! چائے کے ساتھ کیک اور بسکٹ لایا ہوں۔‘‘ مجید بابا ٹرے میں چائے کے لوازمات لیے کمرے میں داخل ہوئے۔

’’میں چائے کے سوا کچھ نہیں لوں گا آپ واپس لے جائیں۔‘‘ اس کی سفید رنگت میں اضمحلال کی سرخی تھی‘ براؤن روشن آنکھوں میں سرد اداسی تھی وہ اس وقت بے حد بکھرا بکھرا تنہا واداس لگ رہا تھا۔

’’کیک یا بسکٹ کچھ تو لے لیں بیٹا! لنچ بھی نہیں کیا ہے آپ نے۔‘‘ وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر چائے بناتے ہوئے شفقت بھرے انداز میں گویا ہوئے۔

’’صرف چائے دیں بابا۔‘‘ اس کے بھاری لہجے میں قطعیت تھی۔

’’ربیعہ بیٹا سے فون پر بات ہوئی ہے کیا؟‘‘ وہ اس کے انداز پر کھٹکے تھے۔

’’ہوں۔‘‘ اس نے مگ پکڑتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی۔

’’ربیعہ بیٹا اور وہ چھوٹی مونا خیریت سے تو ہیں نا؟‘‘

’’ہوں۔‘‘ اس بار بھی اس نے ہوں پر اکتفا کیا وہ سمجھ گئے وہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں۔ وہ خاموشی سے ٹرے اٹھائے آگے بڑھے تھے معاً وہ چونک کر بولا۔

’’آپ نے اس لڑکی کو گھر سے باہر نکال دیا......؟‘‘

’’میں آپ سے پوچھ رہا ہوں‘ دیواروں سے نہیں بابا! میرے سوال کا جواب دیں۔ وہ لڑکی کہاں ہے؟‘‘ ان کو خاموش دیکھ کر اس کے لہجے میں سرد مہری ابھر آئی۔

’’اس بچی کو میں انیکسی میں ٹھہرا چکا ہوں۔‘‘ انہوں نے اطلاع دی۔

’’کیا کہہ رہے ہیں آپ؟‘‘ وہ مگ ٹیبل پر رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

’’کس کی اجازت سے آپ نے انیکسی اس لڑکی کو دی ہے؟‘‘

’’بیٹا خود ہی سوچیں اب شام ڈھل رہی ہے رات سر پر ہے وہ جوان وتنہا لڑکی اس جنگل میں کہاں جائے گی؟ پھر وہ بہت پریشان وزخمی ہے‘ میں نے ڈریسنگ کردی ہے اس کی پاؤں بری طرح گھائل ہیں غریب کے۔‘‘ ان کے لہجے میں اس لڑکی کے لیے ہمدردی وترس کا دریا بہہ رہا تھا۔

’’مائی گاڈ! ہمارے درمیان وہ لڑکی کس طرح رہ سکتی ہے......کون ہے وہ......کہاں سے آئی ہے......اس کو زخمی کس نے اور کیوں کیا ہے......یہ پوچھا آپ نے؟‘‘

’’وہ لڑکی بے حد پریشان ونڈھال تھی‘ خاصی خوف زدہ بھی لگ رہی تھی‘ میں نے کھانے کے بعد اسے چائے کے ساتھ نیند آور گولیاں بھی دے دیں ہیں تاکہ وہ سکون سے سوئے‘ صبح اٹھے گی تو طبیعت ٹھیک ہوگی‘ جب معلوم کرلوں گا۔‘‘

’’یہ آپ کا دور نہیں ہے بابا! جہاں کسی پر بھی آنکھیں بند کرکے بھروسہ کرلیا جاتا تھا۔ اس دور میں جو جیسا نظر آتا ہے‘ وہ ویسا نہیں ہوتا‘ نامعلوم یہ لڑکی اپنے ساتھ کیا مصیبت لے کر آئی ہے اور آپ اس کو گھر سے نکالنے کے بجائے تیمارداریاں کررہے ہیں؟‘‘ اس کے چہرے سے

غصے کی لالی پھوٹ رہی تھی‘ لیکن بزرگ ملازم کی عزت کے خیال سے آواز قدرے پست تھی۔

’’وہ لڑکی ایسی ویسی نہیں ہے شریف وباکردار لڑکی ہے‘ اس کی باتوں سے اندازہ ہوگیا ہے وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہے۔‘‘

’’آپ نے کسی سے دو باتیں کیں اور فوراً اسے شرافت کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔‘‘

’’اس ادھیڑ عمری میں آکر بھی اچھے وبرے کی پہچان نہیں ہوگی بیٹا کیا؟‘‘

’’ایی وے‘ کل وہ لڑکی گھر میں نظر نہیں آنی چاہیے‘ یہ لاسٹ وارننگ ہے آپ کے لیے۔‘‘ اس نے تنبیہ کی۔

’’اچھا......اچھا وہ آپ کو نظر نہیں آئے گی۔‘‘ وہ کہہ کر چلے گئے۔

چائے پینے کے دوران وہ لیپ ٹاپ پر سرچنگ کرنے لگا تھا۔ چند ہفتوں قبل ہی وہ محکمہ وائلڈ لائف کی طرف سے یہاں تعینات ہوا تھا۔ اندرون سندھ کا وسیع وعریض جنگل خوب صورت واعلیٰ نسل پرندوں سے بھرا ہوا تھا۔ وہاں قدیم درختوں کی بہتات تھی جن کی لکڑی نادر ونایاب تھی‘ ایک عرصے سے ان قدرتی خزانوں کو ضمیر فروش لوگ بے دردی سے لوٹ رہے تھے۔ احد سے پہلے آنے والے آفیسرز ان اسمگلرز کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور ملی بھگت سے درختوں کی کٹائی اور معصوم پرندوں کو پکڑ کرلے جایا جارہا تھا......مگر احد قدرت کے بنائے ان شاہکاروں کے عشق میں مبتلا تھا۔ فیملی بزنس کو چھوڑ کر پپا کی ناراضگی وخفگی جھیل کر یہ جاب کی تھی۔ اس کو بھی پرکشش آفرز ہوئی تھیں وہ ایمان دار اور اصولوں کا پکا تھا‘ نہ بکنے والا تھا نہ جھکنے والا‘ الٹا خود پر گھیرا تنگ ہوتے دیکھ کر ان لوگوں نے راہ فرار اختیار کی تھی جو وقتی تھی۔ وہ بھی اس حقیقت سے واقف تھا اور پوری طرح چوکنا بھی کہ وہ باز نہیں آئیں گے۔

❁......◉......❁

ماں کے مرنے کے بعد دنیا اس کے لیے ختم ہوگئی تھی۔

وہ ابھی بھی زندہ تھی‘ اس نے یہی سوچا تھا ماں نہیں رہی تو کیا کرے گی‘ زندہ رہ کر......کس کے لیے جئے گی؟ لیکن چلتی سانسوں نے سوچوں کو شکست دے ہی دی تھی۔ ماضی ڈراؤنے خواب کی مانند سوتے جاگتے مضطرب وبے کل کیا کرتا تھا۔ اس کے باپ نے مردوں کے لیے اس کے دل میں نفرت پیدا کردی تھی اور ماں کی موت کے چند گھنٹوں بعد ہی وہ وڈیرے سے اس کا سودا کرنے گیا تھا۔ اس عمل نے تو گویا باپ کی طرف سے دل بالکل پتھر کرڈالا تھا‘ وہ اس کے لیے مرچکا تھا۔

اس ریسٹ ہاؤس میں اس کو پناہ مجید بابا نے دی وہ جو ذہنی وجسمانی طور پر بری طرح گھائل تھی‘ اس خوش اخلاق ونیک شخص نے بیٹی کی طرح اسے ہمت وحوصلہ دیا‘ زخموں پر مرہم لگایا تحفظ کا احساس دیا۔ پہلی بار اس کو احساس ہوا سارے مرد اس کے باپ کی طرح نہیں ہوتے ہیں۔

ایک ہفتہ لگا تھا پاؤں کے زخم ٹھیک ہونے میں مجید بابا نے خوب تیمارداری کی تھی آنکھیں خشک ہوگئی تھیں لیکن دل کی زمین آنسوؤں سے نم ہی رہتی تھی۔ مجید بابا نے اس سے ایک لفظ نہ پوچھا تھا کہ وہ کون ہے؟ رات کی تاریکی میں گھائل حالت میں وہ کہاں سے اور کیوں آئی تھی...... اور یہاں سے کب جائے گی؟ وہ بس کسی صلے کی توقع نہ رکھتے ہوئے اسے زندگی سے قریب لارہے تھے‘ اور جب نیت غرض ولالچ سے مبرا ہوتی ہے پھر یقین واعتبار پروان چڑھ جاتا ہے۔ اس نے بنا پوچھے مجید بابا کو اپنا ماضی حرف بہ حرف سناڈالا تھا۔

’’بیٹیاں رحمت ہوتی ہیں بیٹا! آپ کے والد جہالت کے سبب جان ہی نہ سکے کہ جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے لڑکی! تو زمین میں اتر‘ میں تیرے باپ کی مدد کروں گا‘ کس قدر بڑی خوش خبری ہے بیٹیوں والوں کے لیے رب کی طرف سے ایسی باتیں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔‘‘ ان کو بتاتے ہوئے وہ زار وقطار رو رہی تھی وہ بھی رو پڑے تھے۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''جو آپ کے ساتھ ہوا بیٹی! اس کو بھولنا آسان نہیں ہے پھر بھی کہوں گا' دکھ کی گھڑیوں کو یاد کرتے رہنا وقت کو برباد کردیتا ہے آپ کی والدہ میری دینی بہن تھیں اور اتنا ہی وقت ان کے مقدر میں لکھا گیا تھا جو وہ گزار گئیں' آج سے آپ میری بیٹی ہو' کبھی بھی خود کو تنہا مت سمجھنا' میں کل احد بیٹے کے کام سے کراچی جاؤں گا' تو آپ کے لیے کپڑے اور چپل بھی لے آؤں گا' اور جو کچھ چاہیے اس کی لسٹ بنا کردے دو میں لیتا آؤں گا۔'' ان کا لہجہ بے حد شفقت آمیز تھا۔

''بابا! یہ سوٹ جو میں نے پہنا ہوا ہے کس کا ہے؟'' وہ زیب تن کیے پرپل اور وہائٹ فراک سوٹ کی طرف اشارہ کرکے استفسار کرنے لگی۔

''یہ مونا بیٹی کا سوٹ ہے احد بیٹے سے چھوٹی بہن ہیں وہ' کچھ ہفتے قبل آئی تھیں تو تین دن رہ کر چلی گئی تھیں اور سوٹ یہیں چھوڑ گئی تھیں۔'' معاً وہ باتیں کرتے کرتے سرگوشیانہ انداز میں گویا ہوئے۔

''دیکھو بیٹی! احد میاں کو معلوم نہیں ہے آپ کی یہاں موجودگی کا' پہلی بار میں نے ان سے غلط بیانی سے کام لیا ہے اور آپ کی موجودگی کو پوشیدہ رکھا ہے۔''

''لیکن بابا میں کب تک چھپی رہ سکتی ہوں......؟ یہ ممکن نہیں ہے۔'' احد کی سخت پتھریلی آواز سماعت میں گونجی تو گھبرا کر کہہ اٹھی۔

''اتنے دن بھی تو چھپی رہی ہونا بیٹی! احد میاں کو معلوم نہیں ہوا آگے بھی معلوم نہیں ہوگا' ویسے بھی وہ صبح کے نکلے شام کو واپس آتے ہیں پھر ریسٹ کرکے رات کو بھی گشت پر نکل جاتے ہیں۔ وہ اپنے کام سے کام رکھتے۔ اپنے پورشن کی طرف رہتے ہیں انیکسی کی طرف نہیں آتے کچن اسی طرف ہونے کی وجہ سے میرا آنا جانا رہتا ہے۔'' انہوں نے کسی قابل طالب علم کی مانند اپنا سبق فرفر سنایا تھا۔

''مجھے ڈر لگ رہا ہے بابا! احد صاحب کو معلوم ہوگیا تو وہ اسی وقت مجھے یہاں سے نکال دیں گے' میں نے دیکھا تھا اس دن ان کا غصہ میرے بابا کی طرح نے بے رحم وظالم' عورت کا ذرا بھی لحاظ نہ کرنے والے ہیں وہ بھی۔''

''ارے اتنا بدگمان ہونا اچھا نہیں ہے بیٹی! میں نے کہانا احد میاں جیسے دکھائی دیتے ہیں ویسے نہیں ہیں۔ یہ حالات کی تلخی ہے جو ان سے چمٹ گئی ہے' خیر جلد ہی میں کوئی موقع دیکھ کر ان کو سب بتادوں گا۔''

❁......☾......❁

''شاہ رخ بھائی! آپ کب تک احد کو اس کی من مانیاں کرنے دیں گے؟ اس کی عمر کے تمام لڑکوں کی شادیاں ہوگئی ہیں۔ خاندان بھر میں باتیں بن رہی ہیں اس کے خلاف' کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ۔'' وہ سب لنچ کرنے میں مصروف تھے تب ہی رامین اپنے مخصوص لہجے میں بولیں۔

''احد ابھی تیس کا بھی نہیں ہوا اور خاندان والوں کو میرے بچے کی شادی سے کیوں اس قدر دلچسپی ہے؟ یہ بھی حیرت انگیز بات ہے لوگ صرف تم سے ہی پوچھتے ہیں مجھ سے کوئی ایسی بات نہیں کرتا۔'' ربیعہ نے انہیں دیکھ کر کہا۔

''بڑی مما! آپ شروع سے لوگوں سے ملتی جلتی کم ہی ہیں' آپ نے تعلقات لوگوں سے محدود رکھے ہیں اور ممی تو خاندان اور باہر کے لوگوں سے ملتی جلتی رہتی ہیں اس لیے ممی سے ہی لوگ پوچھتے ہیں' ممی احد بھائی سے محبت بھی بہت کرتی ہیں اسی لیے لوگوں کے الٹے سیدھے سوالوں سے دکھی ہوجاتی ہیں۔'' رامین کے برابر میں بیٹھی کاجل نے ماں کے انداز میں ہی جواب دیا تھا۔

''جن لوگوں سے آنٹی ملتی ہیں ان جیسے لوگوں سے نہ ملنا بہتر ہے کاجل آپی! ایسے لوگ دوستی کے قابل نہیں ہوتے جو ہر وقت دوسروں کے معاملات کی کھوج میں رہیں' حسد وغیبت میں مبتلا رہیں دوسروں کا تماشا بنانا جن کا محبوب مشغلہ ہو۔'' مونا نے نرمی سے کہتے ہوئے ماں کی طرف داری کی۔

''رامین اور کاجل درست کہہ رہی ہیں بیٹا! باتیں بنانا

دنیا کا دستور ہے اور جب بات ہم جیسے لوگوں کی آتی ہے تو لوگ بڑھ چڑھ کر باتیں بناتے ہیں کیونکہ اللہ کے حکم سے ہمیں عزت بھی ملی ہے اور نام بھی' جس کو اس بدبخت نے رسوا کرنے میں کوئی عذر باقی نہ رکھا۔'' بارعب وباوقار شاہ رخ صاحب کے لہجے میں دکھ وملال کی گہری تہہ تھی انہوں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا تھا۔

''یہ غلط روش ہے پپا! جب ہم کسی کے پرسنل افیئر میں انٹرفیئر نہیں کرتے پھر کسی کو بھی ہمارے ذاتی معاملات میں تاک جھانک کی ضرورت نہیں ہے۔''

''لیکن...... لوگوں کی روٹین کا حصہ بن گیا ہے خوش رہنا نہ دوسروں کو خوش رہنے دینا' عجیب دستور فروغ پارہے ہیں دوسروں کے غموں سے خوشیاں کشید کرتے ہیں لوگ' اسی لیے ناآسودہ وذہنی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔''

''مونا بیٹا! اسٹرونگ سی چائے بنا کر لائیں۔'' شاہ رخ صاحب اٹھ گئے۔ ان کے لہجے میں تھکن اتر آئی تھی احد کا ذکر ان کو خلفشار میں مبتلا کردیتا تھا۔ وہ کھانا ادھورا چھوڑ کر اٹھے تو مونا اور ربیعہ سے بھی نہیں کھایا گیا وہ بھی ان کے پیچھے ہی اٹھ کر چلی گئی تھیں۔ ٹیبل کھانوں سے بھری تھی۔

کاجل اور رامین نے مسکراتی نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر روسٹڈ چکن سے پلیٹیں بھریں' کیچپ' مایونیز' سلاد رائتہ ڈال کر مزے سے کھاتی ہوئی کہنے لگیں۔

''کیا سمجھا تھا اس احد کے بچے نے' میری کاجل کو ٹھکرا کر اس گھر میں رہ پائے گا؟ ہونہہ' دیکھنا ابھی گھر اور شہر سے دور کیا ہے میں اسے ملک سے باہر نکلوا کر چھوڑوں گی' میرا ڈسا پانی نہیں مانگتا۔'' ان کا لہجہ زہر آلود تھا۔

''ممی! میں نے بھی کتنی منتیں کی تھیں اس کی کہ مجھ سے شادی کرلو...... مگر اس کے سینے میں دل نہیں پتھر ہے' میری ایک نہیں مانی اس نے' ایک ادا سے نہ پگھلا' اس کے ہاتھوں اپنی انسلٹ میں کبھی بھول ہی نہیں سکتی ہوں۔'' کھاتے ہوئے وہ بری طرح روہانسی ہوگئی رامین تڑپ کر بولیں۔

''میں بھی انگاروں پر لوٹ رہی ہوں کاجل! اس نے تمہاری نہیں میری بے عزتی کی ہے' اگر بھابی بیگم اس مجید کو ساتھ نہ کرتیں اس کے تو میں جنگل میں منگل اس کا کب سے منوا چکی ہوتی' مگر مجھے پتہ ہے وہ بڈھا سائے کی طرح اس کے ساتھ ہوگا۔ یہاں بھی میرا بہت کام بگاڑا ہے اس بڈھے نے۔''

''ایک کمزور بڈھے اور وہ بھی ملازم سے آپ کو کیا فرق پڑتا ہے؟'' اس نے ان کی بات کا مضحکہ اڑایا تو وہ جل کر گویا ہوئیں۔

''ارے بڑا کمینا ومکار بڈھا ہے وہ' بھابی اور احد پر جان دیتا ہے۔''

❁......☾......❁

اس نے اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا' تدبیر' تقدیر کسی نے ساتھ نہیں دیا تھا۔ مجید بابا کے موبائل سے کئی بار میڈم مہ جبین کو کال کرتی رہی تھی اور ہر بار ان کے تینوں نمبرز آف ملے تھے ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ نمبرز آف کرنے پر مجبور تھیں۔ مجید بابا کی صورت میں اس کو بہت بڑا سہارا ملا تھا وہ اس کا پوری طرح خیال رکھتے تھے' بڑی شفقت ومحبت سے پیش آتے تھے ان کی بدولت ہی وہ احد کی نگاہوں سے محفوظ تھی۔

ویسے بھی وہ اردگرد سے لاتعلق اپنی دنیا میں مگن رہنے والا بندہ تھا' جس کو اپنے کام سے جنون کی حد تک لگاؤ تھا اور آج کل تو وہ زیادہ تر راتیں بھی ان حساس جگہوں کی نگرانی میں گزار رہا تھا جہاں کچھ دنوں سے پراسرار نقل وحرکت محسوس کی جارہی تھیں یقیناً یہ وہی لوگ تھے' جو دوسرے افسران کی پشت پناہی میں نایاب درختوں' پرندوں اور قیمتی دھاتوں کی چوری میں ملوث رہے تھے۔ احد کی طرف سے تعاون نہ ملنے پر پہلے ان لوگوں نے اسے لمبی لمبی آفرز کی پھر بات نہ بننے پر دھمکیاں اور دو تین

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مرتبہ اس پر حملے بھی ہوئے تھے جن میں دوبار وہ بچ نکلا تھا' تیسری بار گولی اس کے بازو کو چھوتی گزر گئی تھی اور اس کو خوف میں مبتلا کرنے کے بجائے اس کے عزم و حوصلے کو مضبوط کر گئی تھی۔ یہ سب معلومات اسے وقتاً فوقتاً مجید بابا دیتے رہتے تھے۔

گھر کا سودا سلف اور دیگر اشیاء کی خریداری کے لیے آج صبح ہی وہ شہر چلے گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد اس نے انیکسی کی صفائی کی پھر احد کے کمرے سے ملحقہ مجید بابا کے کمرے کو صاف کرنے لگی تھی' ان کا کمرہ بھی ان کے مزاج کی طرح سادہ اور خوب صورت تھا۔ سنگل بیڈ' نماز کی چوکی اور چھوٹے سے ریک میں موجود قرآن پاک اور دیگر اسلامی کتب' ان کے مذہبی ذوق کی آئینہ دار تھیں' وہ بڑے عقیدت بھرے انداز میں وہاں سے نکلی تھی۔

پرشکوہ لاؤنج سے گزرتے ہوئے احد کے کمرے کے دروازے پر نگاہ پڑی تھی۔ براؤن دروازے پر خوب صورت پھولوں کی باسکٹ بجی تھی' کھڑکیوں کے شیشوں پر دبیز پردوں کی خوب صورتی باہر سے ہی نگاہوں کو خیرہ کر رہی تھی' اندر سے اس کی آرائش یقیناً قابل دید ہوگی وہ سوچتی ہوئی انیکسی میں آ گئی تھی۔ اس نے کچن میں آ کر چیز سینڈوچ اور چائے تیار کیا۔

مجید بابا بھی شام تک واپس آتے اور احد کی بھی کوئی خاص میٹنگ تھی' اس کو بھی واپسی میں رات ہونی تھی وہ فریز روغیرہ کی صفائی کر کے لنچ سینڈوچ چائے کی صورت میں ٹرے میں سجائے لان میں چلی آئی تھی۔ شدید گرمی کے بعد آج آسمان گھرے سرمئی بادلوں سے بھرا ہوا تھا اور ہوا ٹھنڈی چل رہی تھی۔

اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھی' ابھی بیٹھنا ہی چاہتی تھی کہ گیٹ کے باہر کار رکنے کی آواز آئی اور وہ کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔

''بابا کہہ رہے تھے اس کی خاص میٹنگ ہے رات تک آئے گا اور یہ ابھی آ گیا ہے' کیا کروں؟'' وہ بری طرح بوکھلا گئی تھی باہر سے لاک کھولا جا رہا تھا' ٹرے اٹھانے کا بھی وقت نہ رہا تھا' وہ بھاگتی ہوئی انیکسی میں گم ہوئی تھی۔

عین اسی لمحے وہ گیٹ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔ ٹیبل کے قریب آ کر ٹرے سے کور ہٹایا تھا' گرم سینڈوچ' خوش بودار چائے۔

''بابا' بالکل مما کی طرح خیال رکھتے ہیں آپ میرا' سر میں درد ہو رہا تھا اس لیے میں ہیوی لنچ چھوڑ کر چلا آیا تھا' یہی سوچتا آیا تھا کہ آپ سے سینڈوچ اور کافی کا کہوں گا' آپ نے یہاں چائے تیار کر رکھی ہے خیر یہ بھی اسٹرونگ مزے دار ہے' کچھ دنوں سے بابا ہر چیز ٹیسٹی بنانے لگے ہیں۔'' وہ ایک کے بعد ایک سینڈوچ کھاتا ہوا تصور میں ان سے ہم کلام تھا' کھانے کے دوران اس کا ذہن آج کی میٹنگ کی طرف مڑ گیا جہاں اس جیسے محب وطن و ایمان دار افسران نے شرکت کی تھی اور وہاں ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا تھا کہ اس علاقے کا ایک وڈیرہ عاشق علی ان اسمگلرز کو سپورٹ کرتا ہے اس کے آدمی بھی ان ملک دشمن عناصر کے ساتھ ملے ہوئے ہیں لیکن وہ بے حد مکار و ہوشیار آدمی ہے۔ وہ اس صفائی سے اس جرم میں شامل تھا کہ اپنے خلاف کوئی ثبوت نہ چھوڑتا تھا اور وہ اس کو بے نقاب کرنے کا عہد کر کے وہاں سے اٹھا تھا۔

سینڈوچ کی پلیٹ صاف کر کے چائے کا آخری گھونٹ بھرا تھا' معاً ذہن میں دھماکہ ہوا' صبح بابا اس کے ساتھ یہاں سے نکلے تھے' وہ آفس چلا گیا تھا اور ڈرائیور کے ہمراہ ان کو گروسری کے لیے بھیج دیا تھا ان کی واپسی اتنی جلد ممکن نہ تھی پھر؟ ''یہ سب کون بنا کر رکھ گیا؟'' کپ رکھتا ہوا وہ سخت متعجب و متفکر تھا۔ ریسٹ ہاؤس کے چاروں طرف جنگل تھا اور کچھ فاصلے پر دریا بہتا تھا' وہاں کوئی آبادی نہ تھی اگر کوئی آباد ہوتا بھی تو لاکڈ گیٹ سے کس طرح یہ سب اندر رکھ کر جا سکتا تھا؟ یہ تو کسی نے یہیں بنائے تھے اور کس نے بنائے تھے یہ سوالیہ نشان اس کے وجیہہ چہرے پر تردد پھیلانے لگا۔ وہ آنکھیں بند

کر کے ذہن کے جھروکے میں جھانکنے لگا اور چند ہفتے قبل کی وہ صبح یاد آ گئی جب وہ لڑکی چھپ کر ان کی گاڑی میں یہاں تک آئی تھی اور گئی تھی یا...... نہیں......؟

اس نے کچھ دیر بیٹھے بیٹھے سوچا پھر اٹھ کر انیکسی کی طرف بڑھ گیا۔ خوف و دہشت سے اس کا برا حال تھا' بھاری قدموں کی آوازیں قریب سے قریب تر آ رہی تھیں وہ دیوار سے لگ کر کھڑی ہوگئی کوئی جائے پناہ دکھائی نہ دے رہی تھی۔ قدموں کی آواز دروازے کے باہر رک گئی تھی ساتھ اس کے دل کی دھڑکن بھی...... دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور وہ سامنے تھی' براؤن اجرک میں لپٹی آنکھیں بند کیے دیوار سے لگی کھڑی تھی' بند پلکوں میں تیزی سے لرزش ہو رہی تھی۔

''ہوں...... میرا شک سچ نکلا' تم یہیں موجود ہو' میری مرضی' میری پرمیشن کے بغیر میرے گھر میں رہ رہی ہو؟'' چند ثانیے اسے گھورنے کے بعد گویا ہوا۔

''کون ہو تم...... کہاں سے آئی ہو...... یہاں آنے کا مقصد کیا ہے تمہارا سچ سچ بتاؤ؟'' بے اعتباری' نفرت و گریز اور بے انتہا شکوک و شبہات کے اژدھے اس کے لہجے میں پھنکار رہے تھے اور وہ پل بھر میں نیلوں نیل ہوگئی تھی' زبان گویا پتھر بن گئی۔

''دیکھو' میں تمہاری خاموشی اور ان جھوٹے آنسوؤں کے فریب میں آنے والا نہیں ہوں' جو حقیقت ہے وہ شرافت سے بتا دو۔'' وہ سینے پر بازو باندھے اس کے مقابل موجود تھا' رائمہ اس کے جارحانہ و بے لچک رویے کے آگے کچھ بول نہیں پا رہی تھی' صرف آنسوؤں کی برسات تھی جو تیز ہوتی جا رہی تھی۔

''مائی فٹ! ابھی اور اسی وقت نکلو میرے گھر سے میں جانتا ہوں خوب اچھی طرح سے تم جیسی لڑکیوں کو گھروں سے بھاگ جاتی ہیں لڑکوں کے چکروں میں' جب لڑکے اپنا مطلب نکل جانے کے بعد چھوڑ دیتے ہیں تو پھر اس طرح بھیگی بلی بن کر تم جیسی لڑکیاں دوسروں کے گھروں کو آلودہ کرنے کے لیے گھس جاتی ہیں۔'' وہ جس قدر خوب صورت تھا' دل اس کا اس قدر ہی بدصورتی سے بھرا پڑا تھا رائمہ بے بسی بھرے انداز میں صفائیاں پیش کر رہی تھی خود پر گزری سنانا چاہ رہی تھی کہ شاید اس کا پتھر دل پگھل جائے بابا کی واپسی تک وہ اسے برداشت کرے...... مگر وہ اس کی کوئی بات سننے کو تیار نہ تھا' الزامات کی بوچھاڑ کر دی تھی۔

''پلیز' مجھ پر رحم کریں' میں کہاں جاؤں گی؟'' اس نے ہاتھ جوڑ کر فریاد کی۔

''یہ تمہیں اس وقت سوچنا چاہیے تھا جب والدین کی عزت نیلام کر کے گھر سے نکلی تھیں' تم جیسی تھرڈ کلاس لڑکیوں کی پرچھائیوں سے بھی نفرت ہے مجھے......''

''آپ بابا کی واپسی تک مجھے یہاں ٹھہرنے کی اجازت دے دیں۔''

''ہرگز نہیں' تم کیا سمجھتی ہو وہ تمہیں پھر سے بچا لیں گے؟ جواب ان کو بھی دینا پڑے گا کیا سوچ کر وہ تمہیں مجھ سے چھپاتے رہے ہیں؟ میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی ایسی کیا وجہ تھی جو سالوں کی رفاقت پر حاوی ہوگئی؟'' اس کا ہر لفظ انگارہ بن کر اس کے حساس دل کو داغ رہا تھا بنا کسی لحاظ کے روبرو کھڑے ہو کر اس کے کردار پر کیچڑ اچھال رہا تھا۔

''اللہ کے واسطے صرف بابا کو آنے دیں' پھر جو آپ کہیں گے وہ کروں گی۔'' وہ عزت نفس کو بھلائے اس کی منت سماجت کر رہی تھی اور اللہ کے نام پر اس کی پیشانی پر پڑی شکنوں میں کمی آئی تھی' تیور بھی ڈھیلے ہوئے تھے۔

''ٹھیک ہے وہ آنے والے ہیں تب تک یہاں موجود رہو تم' ان کے آنے کے بعد بھی تم یہاں دکھائی دیں تو دھکے مار کر نکال دوں گا' یہاں سے یہ یاد رکھنا تم۔'' اس کے سامنے دوسرا ''اسلام الدین'' عرف سلامو کھڑا تھا جو عورت کی خاطر و تواضع گالیوں اور جوتی کی مار سے کرنا فخر سمجھتے ہیں' جن کے نزدیک عورت دنیا کی وہ حقیر ترین شے تھی جو نہ عزت کے قابل تھی نہ عنایت کے لائق' اس کا باپ ایک غریب ان پڑھ جاہل آدمی تھا اور وہ سامنے کھڑا

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

شخص ویل ایجوکیٹڈ' ویل آف رچ فیملی سے تعلق رکھتا تھا' مگر دونوں کی ذہنیت ایک تھی' جنس ایک تھی' عورت کو حقیر سمجھنے کا جذبہ ایک تھا وہ دونوں ایک ہی کشتی کے سوار تھے۔ وہ دارننگ دے کر اپنے روم میں چلا گیا تھا۔

رائمہ کے زخموں کے کھرنڈ پھر سے اکھڑنے لگے' ماں کی جدائی اور بے آسرا ہونے کے غم پر وہ بلک بلک کر رونے لگی جس کردار کو وہ سینت سینت کر رکھتی آئی تھی' اس کو بے رحم و مغرور شخص نے داغدار کردیا تھا۔

❁......◉......❁

''ارے بیٹا! آپ کو معلوم ہے بیٹیاں میری شروع سے کمزوری رہی ہیں پھر وہ رائمہ بٹی تو پہلے دن سے مظلوم و معصوم لگی تھی اور جب اس نے اپنی زندگی کی کہانی سنائی تو اس کے بدقسمت باپ کی لالچ و بے رحمی پر تاسف ہوا جس نے ساری زندگی نہ شوہر ہونے کا حق ادا کیا نہ باپ کا ہی فرض نبھایا اور بے حمیت آدمی نے بٹی کا سودا وڈیرے عاشق علی سے طے کردیا۔'' بابا مجید آتے ہی سیدھے احد کے روم میں چلے گئے تھے تاکہ پہلے اس کا منگوایا گیا سامان حوالے کرسکیں۔

وہاں وہ پہلے ہی بھرا بیٹھا تھا ان کو دیکھتے ہی پھٹ پڑا اور خاموشی سے سب سننے کے بعد وہ رسانیت بھرے لہجے میں رائمہ کی زبانی سننے والی تمام کہانی اس کو بھی سنا بیٹھے اور سچائی میں ایک طاقت ہوتی ہے جو سامنے والے پر ضرور اثر انداز ہوتی ہے۔ احد بھی رائمہ کے متعلق سن کر اپنے خیالات پر خجل سا ہوگیا تھا۔

''یہ سب آپ مجھے پہلے بھی بتا سکتے تھے' میں اسے کریکٹر لیس سمجھا تھا۔''

''ہر روز کوشش کرتا تھا بتانے کی' مگر آپ آج کل بزی اتنے ہوتے ہیں کہ وقت ہی نہیں مل پارہا تھا روز یہی سوچتا تھا کل بتاؤں گا۔'' احد کو بتا کر ایک بوجھ سا سینے سے ہٹ گیا تھا وہ شاپرز اٹھائے انیکسی میں آگئے' کچن کا سامان کچن میں رکھ کر وہ رائمہ کے لیے لائے گئے سوٹ' شیمپو اور نمکو' چاکلیٹس وغیرہ کے پیکٹس شاپر میں ڈالے رائمہ کو پکارتے ہوئے اس کے روم کی طرف آئے مگر وہ کہیں نہیں تھی۔ کمرہ' راہداری' واش روم کہیں بھی نہیں تھی وہ' شاپر ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ گھبرا کر باہر آئے۔

''کیا ہوا بابا! آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟'' وہ گیٹ کی طرف جاتا ہوا رک گیا۔

''رائمہ...... بٹی اندر نہیں ہے۔'' وہ سخت گھبرائے ہوئے تھے۔

''اندر نہیں ہے! وہ شاید واش روم میں ہوگی' کہاں جائے گی؟''

''سب جگہ دیکھ لیا ہے میں نے' وہ کہیں بھی نہیں ہے نامعلوم کیا کیا کہہ دیا ہے آپ نے وہ باحیا شریف لڑکی برداشت نہ کرسکی اور چلی گئی۔'' بابا روہانسے ہورہے تھے اور احد کو بھی اپنی کہی باتوں کی سنگینی کا احساس شدت سے ہونے لگا' وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''کہاں جائے گی وہ زیادہ دور نہیں گئی ہوگی' آیئے آپ میرے ساتھ۔'' موسم ابر آلود تھا شام کے سرمئی اجالے اندھیروں میں بدل رہے تھے۔ گاڑی درختوں کے درمیان بچی کچی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ پرندے درختوں میں بنے اپنے گھونسلوں کی جانب بڑھ رہے تھے' ان کی آوازوں اور پروں کی پھڑپھڑاہٹوں سے فضا گونج رہی تھی' جیپ احد ڈرائیو کررہا تھا ساتھ والی سیٹ پر مجید بابا بیٹھے تھے' دونوں کی نگاہیں اردگرد کا جائزہ لے رہی تھیں' خاصی آگے آنے کے بعد بھی رائمہ نہیں ملی تھی' مجید بابا کے ہاتھ میں پکڑی تسبیح کے دانے تیزی سے گرنے لگے تھے۔

''بیٹا! میرے دل کی عجیب حالت ہورہی ہے آپ گاڑی دریا پر بنے پل پر لے لو۔'' اس نے پل کی طرف جانے والے راستے پر گاڑی ڈال دی اور جن دلوں میں خلوص صرف اللہ کو راضی کرنے کے لیے بیدار رہتے ہیں وہاں راہ دکھائی دینے لگتی ہے آہستہ آہستہ پل کی بلندی پر چڑھتی اردگرد سے بے خبر وہ لڑکی رائمہ ہی تھی۔

بابا میں بجلی دوڑ گئی اور وہ پھرتی سے اتر کر اس کی طرف بڑھے' وہ بھی باہر نکل آیا تھا مگر اس طرف نہیں گیا' جہاں وہ اسے کسی چھوٹی بچی کی مانند سمجھانے' بہلانے کی سعی کررہے تھے اور وہ کسی ضدی بچے کی طرح مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی اس کو ایسے جذباتی مناظر سے کوئی دلچسپی نہ تھی' وہ صرف ضمیر کی صدا پر ان کے ساتھ چلا آیا تھا' جو اسے ضربیں لگا رہا تھا۔

دریا کا پانی روانی سے بہہ رہا تھا' پرندوں کی بڑی تعداد کنارے پر پانی پینے میں مصروف تھی' رنگین چڑیائیں' طوطے' کبوتروں' بٹیروں' تیتروں کی تعداد نمایاں تھی' یہاں دریا کا پاٹ زیادہ چوڑا نہ تھا یہاں سے گزر کر چند میل کا فاصلہ عبور کرکے اس کا پاٹ چوڑا ہونا شروع ہوتا تھا۔ دریا کے دونوں کناروں پر جنگلی پھولوں و پھلوں کے درختوں کی بہتات تھی۔ جہاں پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ اتر رہے تھے' ماحول میں عجیب سی نغمگی تھی۔ قدرت کی ایسی تخلیقات اسے اس طرح مبہوت کردیا کرتی تھیں۔

''احد بیٹا! چلیں۔'' اس نے چونک کر دیکھا بابا قریب کھڑے تھے اور وہ جیپ میں بیٹھ رہی تھی' گویا ان کے مذاکرات کامیاب ہوچکے تھے۔

''اللہ کا بے حد کرم ہے بیٹا! جو بروقت ہم یہاں پہنچ گئے' وگرنہ ذرا بھی دیر ہوتی تو وہ دریا میں چھلانگ لگا چکی تھی۔'' اس نے کچھ نہیں کہا خاموشی سے بیٹھ کر جیپ اسٹارٹ کردی تھی' وہ پیچھے سر جھکائے ابھی بھی رونے میں مصروف تھی۔ گھٹی گھٹی سسکیاں گاڑی میں گونج رہی تھیں۔

''بہت غلط فیصلہ کیا بٹی تم نے' اپنے رب کو ناراض کردیا ہے حالات کتنے ہی برے' ناقابل برداشت کیوں نہ ہوں' بندوں کو کبھی بھی اپنے پروردگار سے ناامید نہیں ہونا چاہیے' خودکشی بھی ناامید ہونے کو کہتے ہیں اور یہ سخت ترین گناہ ہے بٹی! معافی مانگو اپنے رب سے وہ غفور الرحیم معاف کرنے والا ہے۔'' وہ گردن موڑے شفقت بھرے انداز میں اسے سمجھا رہے تھے۔

''میں کس کے لیے جیوں بابا! میرے لیے سارے در بند ہوگئے ہیں' کون ہے میرا؟ کہاں...... کس کے پاس جاؤں گی میں؟ آج ایک انگلی میری طرف اٹھی ہے کل میں کس کس کو اپنے کردار پر کیچڑ اچھالنے سے روکوں گی؟ کس طرح خود کو محفوظ کروں گی؟'' اس کے دھیمے لہجے میں کچھ ایسی تڑپ تھی' کچھ ایسی کسک تھی جو احد کو چونکا گئی تھی۔ ایسی ہی جان لیوا تنہائی کا دکھ اسے بھی تھا' اپنوں کے ہوتے ہوئے بھی وہ تنہا کردیا گیا تھا' وہ مرد ہوکر بھی اس تنہائی کے کرب کو محسوس کررہا تھا پھر وہ تو ایک نازک سی لڑکی تھی جس کا دنیا میں کوئی نہ رہا تھا۔

''بٹی! ایک در بند ہوتا ہے تو پروردگار عالم کئی در کھول دیتا ہے دکھوں کے بعد خوشیاں بھی آتی ہیں بندہ بے صبرا ہے جو جلد اپنے رب سے مایوس ہوجاتا ہے' مگر وہ رب کریم...... بندوں سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔'' ٹپ ٹپ بوندیں گرنے لگی تھیں۔ ہوا رک گئی تھی' اندھیرا بڑھنے لگا تھا۔ اس نے رفتار تیز کردی اور ریسٹ ہاؤس پہنچتے پہنچتے موسم بھرپور انگڑائی لے چکا تھا۔ گرج چمک کے ساتھ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی تھی۔

''بٹی! جو ہوا اسے بھول جاؤ' شاید یہ سب اسی طرح ہونا لکھا تھا۔'' وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گئے تھے جس کی آنکھیں گریہ وزاری کے باعث سوج گئی تھیں' چہرہ اور ناک بری طرح سے سرخ ہورہی تھی۔

''بابا! انہوں نے میرے کردار پر حملہ کیا...... مجھے گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی کہا...... یہ سچ ہے میں گھر سے بھاگی تھی مگر اپنی عزت بچانے کے لیے...... اگر ماں زندہ ہوتی تو میں کبھی ایسا نہیں کرتی' گھر ہی تو عورت کی پناہ گاہ ہے۔''

''میں نے کہا نہ رائمہ! احد میاں کی باتوں کا برا نہیں مانو' پھر ان کو تمہارے بارے میں کچھ پتہ ہی نہ تھا گھر سے بھاگنے والی بات بھی...... بس یونہی کہہ دی کہ آج کل لڑکیوں کا بھاگنا بھی چلن بن کر رہ گیا ہے۔''

''بابا! آپ بھی تو ایک مرد ہیں کس طرح پہلی نظر میں آپ نے عزت دی' بٹی سمجھ کر میرے مان کو بڑھایا' پر وہ کیسے مرد ہیں جو عورت کی عزت کرنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

عورت کو اہمیت دینا ان کی شان کے خلاف ہے۔"

"احد میاں کا ان مردوں میں شمار نہیں ہوتا ہے جو عورتوں کو حقیر سمجھتے ہیں' بہت نفیس و اعلیٰ طبیعت پائی ہے انہوں نے' تم سے غصے میں جو کچھ بھی کہا وہ اس پر شرمندہ ہیں بیٹی! تم اپنا دل صاف کرلو ان کی طرف سے۔"

"کیا انہوں نے کہا وہ شرمندہ ہیں اپنے رویے پر؟" وہ بے ساختہ بولی۔

"تم نے دیکھا وہ میرے ساتھ تمہاری تلاش میں گئے تھے پھر کچھ کہے بنا' سارے راستے ہماری باتیں سنتے آئے تھے' ان کی خاموشی ہی اصل میں شرمندگی ہے ورنہ......" وہ چپ ہوئے تو کچھ توقف کے بعد رائمہ کہہ اٹھی۔

"کہیے نا آپ چپ کیوں ہوگئے......؟"

"مردوں سے زیادہ عورت کے کردار کو کوئی دوسرا پہچان نہیں سکتا' تمہاری اس گھر میں دوبارہ واپسی تمہارے کردار کی پاکیزگی کی گواہ ہے چلو بیٹی! رات ہوگئی ہے اور لگتا ہے بادل بھی ٹوٹ کر برسیں گے آج' تم کھانا کھاؤ میں احد میاں کے لیے کافی لے کر جارہا ہوں۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں کافی بنادوں آپ بیٹھ جائیں۔" وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں نے کافی بنالی ہے تم کھانا کھا کر سو جاؤ۔" وہ کافی لے کر آئے تو احد نائٹ سوٹ میں صوفے پر سوچوں میں گم بیٹھا تھا' ایک فائل ٹیبل پر کھلی پڑی تھی ان کو دیکھ کر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"بابا! آپ جانتے ہیں اس لڑکی کو یہاں پناہ دے کر میرے لیے کتنی پرابلمز کری ایٹ کردی ہیں آپ نے؟ کوئی گھر سے بنا انفارمیشن کے یہاں آجائے تو پھر...... کس طرح میں اپنا اور اس لڑکی کا دفاع کروں گا؟" اس کا سخت متفکر لہجہ و سنجیدہ انداز کافی کا مگ رکھتے بابا کو بھی فکر مند کر گیا۔

"یہ بھی آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ رامین آنٹی میرے خلاف نت نئے سازشی جال بنتی رہتی ہیں' کاجل سے شادی نہ کرنے کی سزا میں وہ مجھے ملک بدر کروانا چاہتی ہیں۔" وہ ہنوز اسی لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"رامین بہو' ہونہہ...... عجیب بے ضمیر عورت ہیں خوف خدا ان کے دل میں بالکل بھی نہیں ہے۔ اپنی لاڈلی بیٹی کے سیاہ کرتوت چھپائے دوسروں کی عزتوں پر دھول ڈال رہی ہیں...... میں صرف بڑے صاحب کی عزت کے خیال سے چپ ہوں' ورنہ ان کا کچا چٹھا خوب جانتا ہوں۔"

"پپا کبھی یقین نہیں کریں گے' ان کو مرحوم بھائی کی بیوی اور بیٹیوں پر بھرپور یقین ہے' وہ مما کی باتوں کو اہمیت نہیں دیتے ہیں پھر......"

"بالکل فکر مت کریں بیٹا! ایسا کچھ نہیں ہوگا' آپ کی نیت صاف ہے اور رائمہ بیٹی کی یہاں موجودگی کسی غلط راہ پر نہیں لے کر جائے گی' آپ یہاں وہ وہاں ہے یہ اللہ دیکھ رہا ہے۔"

"بے شک اللہ دیکھ رہا ہے اللہ ہماری نیت بھی خوب سمجھتا ہے مگر لوگوں کا کیا کریں گے؟ جو شیطانی بہکاوں میں بہک کر لمحے بھر میں بے عزت کر ڈالتے ہیں۔" وہ ان کی سمجھ نہ آنے والی منطق سے بیزار ہو کر جھنجلایا۔

"میں کیا کروں بیٹا! اس جوان جہان لڑکی کو کہاں چھوڑ آؤں؟"

"کوئی تو اس کا رشتے دار ہوگا' چچا' تایا' ماموں' خالو......؟"

"کوئی بھی نہیں ہے' وہ بے چاری رشتوں کے معاملے میں محروم رہی ہے۔"

"میں اسے اپنے درمیان رکھ کر کسی مسئلے میں پھنسنا نہیں چاہتا' آپ پہلی فرصت میں اسے کسی ٹرسٹ یا ایدھی ہوم میں چھوڑ آئیں' میں بھاری ڈونیشن دینے کو تیار ہوں مگر کسی ذلت و رسوائی کا داغ پیشانی پر لگانے کو تیار نہیں' وہ لڑکی یہاں نہیں رہ سکتی۔" بلیک کافی کی ساری کڑواہٹ اس کے لہجے میں ابھر آئی تھی۔

❁......☾......❁

بارش پورے ہفتے ہوتی رہی تھی اس ہفتے احد گھر بہت کم آیا تھا خصوصاً راتیں ان ٹھکانوں پر گزاری تھیں جہاں اسمگلرز کی خفیہ آمد و رفت کی کئی نشانیاں ملی تھیں اور اس کی مسلسل نگرانی کے باعث دشمنوں کو موقع نہیں مل پایا تھا کہ وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوسکیں۔

"بابا! میں نے کھانا پیک کردیا ہے اور کافی اور گرین ٹی بھی ڈال دی ہے اور کیا رکھنا ہے......؟" وہ سامان ان کو دیتی ہوئی بولی۔

"سب سامان پورا ہوگیا ہے بیٹی! احد میاں ٹائم سے کھاتے پیتے ہیں مگر ان کے ساتھ جو ٹیم ہے ان لوگوں کی وجہ سے اتنا اہتمام کرنا پڑ رہا ہے' احد میاں خاندانی نخی ہیں خود خواہ بھوکے رہ لیں لیکن ان کے ساتھی بھوکے نہیں رہ سکتے۔" وہ کہتے ہوئے چلے گئے۔ باہر ڈرائیور موجود تھا اس کے ساتھ وہ تو روز جاتے تھے' احد کو اپنے سامنے کھانا کھلا کر ڈرائیور کے ہمراہ واپس لوٹتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد وہ وہیں سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔

ابر آلود ہوائیں چل رہی تھیں بارش رکی ہوئی تھی' ہر سو ایک سناٹا چھایا ہوا تھا' اس کا دل بے کل ہونے لگا' وقت اسے کہاں لے آیا تھا' اجنبی و بیگانے لوگوں کے سنگ وہ رہ رہی تھی' جن میں سے ایک نے اس کے سر پر شفقت کی چادر ڈال اور باپ سے بڑھ کر چاہنے لگے تھے جبکہ احد کی نگاہوں میں اس نے سخت بے زاری و سرد مہری دیکھی تھی' اس کا ہر انداز کہتا تھا وہ یہاں سے چلی جائے جس کا اظہار وہ بلا جھجک کئی بار اس سے کر چکا تھا۔

"آپ کے حالات جان کر ہمدردی ہے مجھے مس! بٹ آپ کو یہاں سے جانا ہوگا' میں آپ کی موجودگی کا ریزن کس کس کو دوں گا؟" وہ پہلی مرتبہ سنجیدگی سے نرم انداز میں مخاطب ہوا تھا۔

"آپ کو اپنے لیے خود فیصلہ کرنا ہوگا محترمہ! مجید بابا آپ کو ایدھی ہوم میں چھوڑنے پر راضی نہیں اور میں آپ کو ساتھ رکھنے پر۔"

"میں آپ کے ساتھ نہیں انیکسی میں رہتی ہوں۔" وہ اس کی روز روز کی یہی تکرار سن کر سخت لہجے میں بولی۔

"یہ انیکسی اسی گھر کا حصہ ہے' جس میں میری رہائش ہے۔" اس کے بااعتماد و پرسکون انداز پر وہ ششدر سا رہ گیا تھا۔

"جی...... مجھے معلوم ہے اور میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی خواہ کچھ بھی ہو۔"

"وہاٹ! مان نہ مان تیرا مہمان زبردستی ہے کیا؟"

"آپ جو بھی سمجھیں' اگر آپ نے زبردستی کی کوشش کی تو میں دریا میں چھلانگ لگادوں گی' میری موت کے ذمے دار آپ ہوں گے۔"

"یہ سب بابا نے سکھایا ہے تمہیں ہونہہ' گو ٹو ہیل۔" آج صبح آفس جانے سے قبل وہ پھر انیکسی میں آکر تکرار کرنے لگا تھا اور اس کے دوبدو جواب دینے پر وہ بڑبڑاتے ہوئے چلا گیا تھا۔

"بابا! کچھ زیادہ تو نہیں کہہ دیا میں نے وہ غصے میں گئے ہیں۔" اس کے جانے کے بعد وہ اندر بیٹھے مجید بابا کے پاس سہمے ہوئے انداز میں آئی۔

"نہیں...... نہیں...... اب وہ تمہیں ہر وقت جاؤ جاؤ نہیں کہیں گے' میں ان کے مزاج کو اچھی طرح جانتا ہوں' وہ کبھی نہیں چاہیں گے ان کی وجہ سے کسی کی جان جائے ابھی کچھ عرصہ وہ بھول جائیں گے۔" اپنی پلاننگ کامیاب ہونے پر ان کی خوشی دیدنی تھی۔

اس کے دل پر بوجھ آن گرا تھا اس پر زبردستی مسلط ہونا برا لگ رہا تھا۔ گلابی رخساروں پر آنسو جھرنوں کی طرح بہہ رہے تھے' اپنی حرماں نصیبی پر' اپنی بدبختی پر' ماں کو قتل ہوتے دیکھ کر بھی زندہ تھی' گھر سے بے گھر ہو کر بھی سانسیں چل رہی تھیں...... ان سانسوں کی بقاء کے لیے اس نے بابا کی ذمے داریاں خود اٹھالی تھیں۔

❁......☾......❁

رات کا نامعلوم کون سا پہر تھا اچانک فضا فائرنگ سے گونج اٹھی تھی۔ شدید فائرنگ تھی' گہری نیند سے وہ

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بیدار ہوئی اور دوپٹہ اوڑھ کر سلیپر پہنتی وہ پھرتی سے باہر آئی تو بابا بھی سرخ دھاریوں والا سفید رومال کاندھے پر ڈالتے سیڑھیاں اتر رہے تھے۔

''بابا! یہ فائرنگ کیوں ہو رہی ہے......؟'' وہ سخت خوف زدہ تھی۔

''اللہ خیر کرے' بہت شدید فائرنگ ہے آج احد بیٹے کا دشمنوں سے سامنا ہوگیا ہے یا اللہ! احد میاں اور ان کے ساتھیوں کو اپنی امان میں رکھنا' آمین۔'' وہ دعا کرتے گیٹ کی طرف بڑھنے لگے تھے وہ ان کی طرف بڑھی تھی۔

''بابا...... بابا! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ بارش بھی تیز ہو رہی ہے۔''

''میں احد میاں کے پاس جا رہا ہوں' ایسے کٹھن وقت میں' میں ان کو تنہا نہیں چھوڑوں گا۔'' وہ اس وقت بے حد جذباتی ہو رہے تھے۔

''موسم بھی خراب ہے بابا! پھر آپ کے پاس نہ اسلحہ ہے اور نہ گاڑی اس برستی اندھیری رات میں آپ خود کو ہی نقصان پہنچا لیں گے۔''

''میں نے بہو بیگم سے وعدہ کر رکھا ہے کہ مشکل وقت میں احد میاں کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا' مر جاؤں گا' دغا نہیں دوں گا۔''

''یہ دغا نہیں ہے آپ پر اپنی زندگی کی حفاظت کرنا بھی فرض ہے۔ آیئے ہم اندر چل کر نماز پڑھتے ہیں اور ان کی خیریت کی دعا کرتے ہیں' آپ کو معلوم ہے نہ دعا مانگنا ہر حال میں بہترین عمل ہے۔''

''ہاں چلو بیٹی! میرا دل بیٹھا جا رہا ہے خدا جانے کیا ہونے والا ہے؟'' مجید بابا کی بے قراری ساری رات رہی تھی وہ نوافل ادا کرتے' دعائیں کرتے پھر کھڑکی میں کھڑے ہو کر ورد کرتے ہوئے باہر کی سن گن لینے کی سعی کرتے تھے۔ فائرنگ گھنٹوں تک وقفے وقفے سے ہوتی رہی تھی اور ساتھ بارش بھی ٹوٹ کر برس رہی تھی۔ بابا احد کو کال کر رہے تھے مگر سگنل ڈاؤن تھے۔ احد سے اسے کوئی لگاؤ نہ تھا وہ دونوں ہی ایک جگہ پر ہم مزاج تھے۔ وہ مردوں پر اعتبار نہیں کرتی تھی' وہ لڑکیوں کو وقعت نہ دیتا تھا' ناپسندیدگی کے باوجود بھی رات کے نامعلوم کس پہر تک وہ اس کی سلامتی کے لیے دعائیں کرتی رہی تھی کہ یہ درست تھا وہ بابا کی وجہ سے اسے یہاں برداشت کر رہا تھا پھر بھی وہ محسن تھا اس کے لیے۔

اسمگلروں کے ساتھ ہونے والی جھڑپ میں وہ شدید زخمی ہوا تھا' دونوں بازوؤں میں گولیاں لگی تھیں' دائیں ٹانگ بھی گھائل تھی' ایک ہفتہ بے حد تکلیف میں ہاسپٹل میں گزرا تھا' گھر ڈسچارج ہو کر آیا تو بے حد کمزور اور چڑچڑا ہو رہا تھا' اس نے کچن کے دروازے کی اوٹ سے دیکھا گرے ٹراؤزر اور بلیو شرٹ میں اس کے وجیہہ چہرے پر سرسوں کے پھول کا سنہرا پن چمک رہا تھا' اس وقت بابا کے ساتھ دھیرے دھیرے چلتے ہوئے وہ بے حد اداس و تنہا دکھائی دے رہا تھا' کسی روٹھے بچے کی مانند۔

اسے اپنا اور اس کا دکھ مشترک لگا تھا...... تنہا تنہا' اضطراب سے بھرپور۔ کئی موتی آنکھوں سے نکلے اور رخساروں سے ڈھلک گئے۔

''میری بات مان لیں آپ' آفس سے آپ کو چھٹیاں مل گئی ہیں اور زخم بھی ابھی آپ کے گہرے ہیں گھر چلیں' بہو بیگم اور مونا بٹیا کی موجودگی میں آپ ٹھیک بھی ہو جائیں گے اور خوش بھی رہیں گے۔''

''پلیز بابا! اسٹاپ اٹ' میں نے کہہ دیا وہاں آپ نہ کسی کو بتائیں گے اور نہ میں وہاں جاؤں گا۔''

''بڑے صاحب کے غصے کو جانتے ہیں آپ' ان کو اگر پتہ چل گیا پھر تو میری خیر ہی نہیں ہے اور بہو بیگم کے اس اعتبار کا کیا جو وہ مجھ پر کرتی ہیں؟'' اس کی ہٹ دھرمی کے آگے وہ سخت بے بس تھے۔

''کچھ نہیں ہوگا' پپا نے ایک بار بھی پلٹ کر مجھے نہیں پکارا مر چکا ہوں میں ان کے لیے' دوسروں کے لیے کوئی اپنی اولاد نہیں بھولتا۔'' وہ دلیہ اور سوپ لائی تھی' ٹھٹک کر دروازے کے پاس ہی رک گئی تھی۔

''بڑے صاحب بے حد محبت کرتے ہیں آپ سے بس ان کی عادت نہیں ہے اظہار کی۔ پھر یہاں تو معاملہ ان کی انا کا آ گیا ہے اپنی ناک وہ بہت عزیز رکھتے ہیں۔ آپ ان باتوں کو بھول جائیں تو بہتر ہے کہ یہی اس رشتے کا تقاضا ہے۔''

''میں غلط باتوں پر کمپرومائز نہیں کرتا' آپ اس معاملے میں نہ بولیں تو اچھا ہے۔'' اس کے اکھڑ انداز میں بے زاری امڈ آئی تھی۔

''بابا! کھانا لے لیں۔'' اس نے باہر ہی سے پکارا تھا۔

''ارے بیٹی' اندر آ ؤ نہ' احد میاں کی مزاج پرسی نہیں کرو گی؟''

''مزاج پرسی! جس بندے کے مزاج ہی نہ ملتے ہوں اس کی کیسی مزاج پرسی؟'' وہ سوچتی ہوئی آگے بڑھ آئی اور اس کی طبیعت پوچھی۔

''فائن۔'' اس کی طرف دیکھے بنا گویا پتھر سا کھینچ مارا تھا۔

وہ الٹے قدموں واپس چلی آئی۔ بابا چمچ سے اسے کھانا کھلا رہے تھے' بابا بالکل چھوٹے بچے کی مانند اس کا کام کر رہے تھے۔ ڈاکٹر باقاعدگی سے آ رہا تھا' زخموں کی ڈریسنگ روز ہوتی تھی۔ بابا کا سہارا لے کر وہ واک کرتا تھا' وہ یہی رٹ لگا کر رکھتے کہ وہ گھر چلے۔ اس کی مما کے بہت فون آتے اور وہ ان سے اس طرح بات کرتا گویا وہ کسی تکلیف و درد میں مبتلا ہی نہ ہو' بہت ہشاش بشاش لہجہ کر لیا کرتا تھا۔ مجید بابا اس کے کان سے سیل فون لگائے بیٹھے رہتے تھے۔

آج پھر انہوں نے اسے گھر جانے کو کہا تو وہ خوب بھڑک اٹھا۔

''بابا! کیوں آپ ان سے بے عزتی کرواتے ہیں؟ جب وہ خود ہی اپنے گھر جانا نہیں چاہتے تو آپ کو کیا پڑی ہے ان سے باتیں سننے کی نہیں بولا کریں۔'' رائمہ کے وہی جذبات تھے جو ایک بیٹی کے باپ کے لیے ہوتے ہیں۔

''بیٹی! موم کو برف میں رکھ دو تو وہ پتھر تو بن جائے گا...... مگر جب اس موم کو ذرا سی آنچ ملے گی وہ فوراً پگھل جائے گا۔ احد میاں کا دل بھی ایسا ہی ہے پیار ملتے ہی وہ پانی ہو جائیں گے۔''

''وہ موم بنیں یا پتھر! گھر جائیں یا نہ جائیں' آپ ان سے اب اصرار نہیں کیجیے گا' میں آپ کو جھڑکیاں کھاتے نہیں دیکھ سکتی۔'' بات کرتے ہوئے اسے کسی کی نگاہوں کی تپش کا احساس ہوا' گردن گھما کر دیکھا تو وہ سامنے کھڑا اسے گھور رہا تھا...... نامعلوم کیا تھا ان نگاہوں میں خوف کی شدید لہر اس کے دل کو سہما گئی تھی۔

''تم ایسا مت سوچو بیٹی! احد میاں کی عادت میں جانتا ہوں' وہ بیماری میں چڑچڑے ہو گئے ہیں ورنہ بہت عزت و احترام کرتے ہیں میرا۔'' وہ اس کی آمد سے بے خبر کہہ رہے تھے تب ہی وہ اندر آ کر گویا ہوا۔

''بابا! گھر سے کال آئی ہے ایک ہفتے کے لیے گھر جانا ہوگا آپ کو۔''

''سب خیریت ہے وہاں پر بیٹا؟'' وہ گھبرائے۔

''جی...... جی...... اچھی خبر ہے مونا کا رشتہ طے ہوا ہے وہ لوگ منگنی کی رسم کرنا چاہتے ہیں' اسی سلسلے میں آپ کی خدمات درکار ہیں وہاں پر۔''

''یہ تو واقعی خوشی کی خبر ہے بیٹا! مونا بٹیا کے نصیب اللہ بلند کرے۔ لیکن بیٹا! ایسے خوشی کے اہم موقع پر آپ کی موجودگی ضروری ہے میں کہتا ہوں' آپ چلیں مونا آپ کی اکلوتی بہن ہے اور آپ اکلوتے بھائی ہیں' آپ رشتوں کو ٹوٹنے نہ دیں بلکہ انا کے بت کو چکنا چور کر دیں۔''

''آئی نو' بٹ میں نہیں جاؤں گا۔'' ان کی بات پر وہ گہری سانس لے کر بولا' اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں کئی ستارے ٹوٹ کر اداس آنکھوں کی دہلیز میں گم ہوئے تھے۔

''میں ایسی حالت میں جا کر مما اور مونا کو پریشان نہیں کرنا چاہتا' ان سے کہہ دیا ہے میں نے' کہ رات کی

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

فلائیٹ سے ایبروڈ جارہا ہوں اور آپ بھی میری اس بات کا بھرم رکھیے گا۔"

"آپ بے فکر رہیے' جیسا آپ نے کہا ہے ویسے ہی کہوں گا بیٹا!" وہ انیکسی میں پڑے صوفے پر بیٹھ گیا تھا مجید بابا دوسرے صوفے پر بیٹھے تھے۔ رائمہ وہاں سے نکل کر چھوٹی سی گیلری میں آ گئی تھی جس کی کھڑکی سے وہ باہر دیکھ رہی تھی' جہاں سرخ و کاسنی' سفید پھولوں پر خوب صورت تتلیاں منڈلا رہی تھیں' چھوٹی چھوٹی رنگین پروں والی چڑیائیں شاخوں پر جھولا جھول رہی تھیں۔

بے حد حسین نظارے تھے' دور دریا کا پانی چمکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا' ماحول پرسکون تھا' مگر ان کی باتوں نے اسے بے کل کردیا تھا۔ ان کے جانے کے بعد وہ کہاں جائے گی؟ یہی خیال اسے متوحش کررہا تھا۔

❁......☪......❁

"اگر آپ ایک مرتبہ اس کو کال کردیں گے' گھر آنے کا کہہ دیں گے تو وہ دوڑا چلا آئے گا' وہ صرف آپ کی خفگی کی وجہ سے یہاں نہیں آرہا۔" ربیعہ بیگم کا دل اس خوشی کے موقع پر بیٹے کی جدائی میں تڑپ رہا تھا' وہ بار بار موقع ملتے ہی التجائیں کررہی تھیں' مگر شاہ رخ صاحب ان سے زیادہ چھوٹے بھائی کی بیوی' جو ان کی خالہ زاد بھی تھیں اور حال ہی میں کینسر کے مرض میں مبتلا بھائی سکندر کی موت نے ان کے قریب کردیا تھا وہ ان کو بہنوں کی طرح عزت دیتے تھے اور رامین بیگم دوسروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے میں مہارت رکھتی تھیں سو شاہ رخ صاحب ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر بیوی اور بیٹے کو بھی کوئی وقعت نہ دیتے تھے' اب بھی ان کی سکھائی باتوں میں وہ ربیعہ کی جذباتی کیفیت کو سمجھ رہے تھے' نہ اس کی حیثیت کا تعین کر پارہے تھے۔

"مجھے ایسے نافرمان اور بدلحاظ بیٹے کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ خود سے آیا بھی تو میں دہلیز پر قدم نہیں رکھنے دوں گا' دھکے مار کر نکال دوں گا اسے۔" وہ سخت لہجے میں گویا ہوئے۔

"چھ ماہ ہوگئے ہیں میرے بچے کو جدا ہوئے اور کیسے باپ ہیں آپ جو اس کی جدائی میں آپ کا دل ذرا بھی گداز نہیں ہوا۔"

"چھ ماہ ہوں یا تاحیات اب وہ میرے دل میں جگہ نہ بنا پائے گا' آپ کے لیے بھی بہتر یہی ہے بیٹی کی خوشیوں کو اس بدبخت کی خاطر سوگ میں نہ بدلو۔" وہ کہہ کر وہاں سے چلے تو مونا جو قریب ہی موجود تھی ان سے لپٹ کر رونے لگی۔ باہر کھڑکی سے لگی سب باتیں سنتی ہوئی رامین بیگم کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ روشن تھی' شاہ رخ صاحب کے وہاں سے جانے کے بعد ان ماں بیٹی کو روتا دیکھ کر وہ اپنے کمرے میں آئیں اور کاجل کو تمام انفارمیشن دے کر ان کا مضحکہ اڑانے لگی تھیں۔

"انکل نے جو کہا ہے وہ کرکے بھی دکھائیں گے' ان کا غصہ و ضد تو خاندان میں مشہور ہے ویسے احد جیسا اجڈ و جنگلی انسان جنگل میں ہی رہنے کے قابل ہے' اس میں نہ جذبے ہیں نہ امنگ' بالکل کا غذی پھول جیسی وجاہت ہے اس کی۔"

"ہاتھ نہ آئیں تو انگور کھٹے ہوتے ہیں بیٹا! ورنہ کل تک تم اس کی سنجیدگی' وجاہت و اکھڑپن پر جان دیتی تھیں۔" وہ شوخی سے گویا ہوئی۔

"جان تو آج بھی دیتی ہوں ممی' وہ ہے ہی اس قدر ڈیشنگ' ہینڈسم' اٹریکٹو کہ میرے علاوہ سینکڑوں لڑکیاں جان دیتی ہیں اس پر۔"

"تم جیسی لڑکیاں ہی تو ایسے لڑکوں کو سر پر چڑھاتی ہیں' اب تم اپنا گھر بسانے کا سوچو' احد کو برباد کرنا میری ذمے داری ہے۔"

❁......☪......❁

موسم بدل گیا تھا تو گرمی کا زور ٹوٹا تھا' ہفتے میں ایک دو بار ابر رحمت ضرور برستی تھی جس سے ہر سو جل تھل کا سماں رہتا تھا' آج بھی موسم اچھا تھا۔ مجید بابا چلے گئے تھے بہت تسلی و دلاسے دینے کے بعد وہ تنہا یہاں رکنا نہیں چاہتی تھی' لیکن مجبوری تھی کہ وہ بھی اس بھری دنیا میں اپنا

کوئی عزیز نہ رکھتے تھے۔ احد اور اس کی فیملی ہی ان کا کنبہ تھی' اس کے یہاں رکنے پر احد جز بز تو بہت ہوا مگر مسئلہ یہ تھا کہ اس کو اپنے لیے کسی خدمت گار کی اشد ضرورت تھی کہ زخم خاصی حد تک بھر تو گئے تھے مگر مندمل نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے اس نے رائمہ کے یہاں رکنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا جبکہ وہ ان سے کہتی رہی تھی۔

"بابا! جلدی آئیے گا' آپ نہیں ہوں گے تو مجھے ڈر لگے گا' کیسے رہوں گی میں؟"

"ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے بیٹی! احد میاں آپ کا خیال رکھیں گے حفاظت کریں گے آپ کی' خود کو یہاں بالکل محفوظ و آزاد محسوس کرنا۔" وہ احد کے سامنے اس کو تسلی دے رہے تھے۔ اس کی نگاہ اتفاقاً اس کی طرف اٹھی تھی' اس کی رنگت اڑی اڑی تھی' آنکھوں میں شدید خوف تھا۔ ہاتھوں کے زخموں کے کچھ ٹانکے رہ گئے تھے' جو خشک تھے اب ان کو صاف کروانے اسے ہاسپٹل جانا تھا' وہ ڈرائیور کے ہمراہ جارہا تھا کہ راستے میں وہ بابا کو اسٹیشن بھی چھوڑ دے گا' ان کے اصرار پر اس نے رائمہ کو ساتھ لے لیا تھا پہلے ان کو اسٹیشن چھوڑ کر وہ ہاسپٹل کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ ہاسپٹل بہت فاصلے پر تھا' شام بھیگ رہی تھی' وہ سیٹ کی بیک سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند کر بیٹھ گیا' برابر میں تقریباً دروازے سے چپکی رائمہ بیٹھی ہوئی تھی' بابا کو اسٹیشن چھوڑنے کے بعد وہ بے آواز آنسو بہاتی رہی تھی۔ کھڑکی سے باہر گزرتے کھیت کھلیان' آم کے باغ اور اس کے گھر کی طرف جاتا کچا پکا راستہ!

ایک دم ہی اس کے اندر کرنٹ سا دوڑا تھا' وہ بے چینی سے ان راستوں کو دیکھنے لگی تھی جس کی خاک کبھی اس کے پاؤں سے بھی لپٹی تھی۔

"کیا ہوا آر یو اوکے؟" اس کی گھٹی گھٹی سسکیاں سن کر وہ سیدھا بیٹھتا ہوا کچھ حیرانی و سنجیدگی سے گویا ہوا اس نے نفی میں گردن ہلادی اور کھڑکی سے دور ہوگئی۔ سرخ و زرد دوپٹے سے اس نے اپنا آدھا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا' سسکیوں سے نازک سراپا پھولوں بھری شاخ کی طرح لچک کھا رہا تھا۔ احد کے دل پر عجیب سے احساس نے گھیر اتنگ کیا تھا۔

"خاور! پانی کا تھرموس دیں۔" وہ ڈرائیور سے گویا ہوا۔

گھونٹ گھونٹ پانی پیتے وہ اپنے اندر اٹھنے والی چیخوں کو دبانے لگی' ان ہی راستوں پر بھاگتی دوڑتی وہ جوان ہوئی تھی۔ میٹرک کے بعد قریب کوئی کالج نہ ہونے کے باعث ماں نے اسے پڑھائی کی خاطر ہاسٹل بھیج دیا تھا۔ گریجویشن تک وہ کراچی میں رہی تھی اور وہ عرصہ ان ماں بیٹی پر بہت بھاری رہا تھا' ماں سلائی کڑھائی کرکے اس کی تعلیم اور گھر کے اخراجات چلا رہی تھی' میڈم مہ جبین سے ان کی دوستی اس وقت سے تھی جب وہ نئی نئی شہر سے اسکول ٹرانسفر ہوکر آئی تھیں اور وہ تین سالہ رائمہ کو ایڈمیشن کرانے لائی تھیں تب سے ہی سیدھی سادی زبیدہ سے ان کی دوستی ہوگئی اور ہر مشکل میں وہ ان کی مددگار رہی تھیں' زبیدہ خوددار عورت تھیں وہ ان کے احسان کا بدلہ ان کے کپڑے سی کر کڑھائیاں کرکے ادا کردیا کرتی تھیں' وہ گریجویشن کے بعد گاؤں لوٹی تو مہ جبین نے اسکول میں اسے جاب دے دی تھی اور اسکول جانے آنے کے دوران ہی کسی دن عاشق علی کی نگاہیں اس پر ایسی پڑیں کہ وہ اپنے گھر' اپنی ماں' ماں کی طرح محبت کرنے والی مہربان مہ جبین سے محروم ہوکر دربدر ہوگئی تھی۔

"ہیلو! ہاسپٹل آچکا ہے اتریے۔" وہ نامعلوم کب تک ماضی میں اردگرد سے بے خبر رہتی کہ اس کی سرد و خشک آواز پر سر اٹھا کر دیکھا وہ گاڑی کی ونڈو سے جھانک کر کہہ رہا تھا۔

وہ دوپٹہ سنبھالتی تجل سی باہر نکلی۔ ڈرائیور نے دروازہ بند کیا۔ اسے ویٹنگ روم میں بٹھا کر وہ آگے بڑھ گیا' اس کے تین ساتھی وہاں موجود تھے' ان کے ہمراہ ہی وہ O.P.D کی طرف گیا تھا' رائمہ نے سامنے آویزاں کانچ کی دیوار کے پار دیکھا' وہاں سناٹا و خاموشی تھی یہ پرائیویٹ ہاسپٹل تھا۔ عام ہاسپٹلو جیسی گہما گہمی یہاں

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مفقود تھی کہ وہی کھیل تھا پیسے کا، وہی خلیج تھی امیری وغریبی کی، امیروں کے لیے ہر سہولت وآسائش موجود تھی۔

نرم وخوب صورت صوفے میں دھنسی بیٹھی وہ امیر وغریب کا موازنہ کرنے میں مگن تھی، تب ہی وہ چلا آیا تھا، رائمہ نے کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا انگلیوں کے ٹانکے کھل گئے تھے مگر نشانات ابھی باقی تھے خاصے گہرے زخم لگے تھے۔

''آیئے۔'' وہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا، مجید بابا کی غیر موجودگی میں وہ مہذب بن گیا تھا۔

وہ اس کے پیچھے چلتی ہوئی باہر آئی تو سیڑھیاں اترتے ہوئے معاً اس کی نگاہ کچھ فاصلے پر کھڑے مرد پر پڑی اور اسے لگا سب گول گول گھومنے لگا ہو، ہر طرف تاریکی چھاگئی ہو، وہ لڑکھڑانے لگی تب ہی نہ معلوم کس جذبے کے تحت اس نے مڑ کر دیکھا اور پل بھر کی جست میں وہ چند سیڑھیاں چڑھ کر اسے تھام کر بولا۔

''کیا ہوا؟ آپ مجھے ٹھیک دکھائی نہیں دے رہی ہیں......''

''خدا کے لیے ابھی اور اسی وقت چلیے یہاں سے۔'' وہ سخت ہراساں تھی۔

''ہاں...... ہاں چل رہے ہیں مگر آپ اس قدر خوف زدہ کیوں ہیں؟'' وہ تقریباً اس کے بازو سے چپک کر رہ گئی تھی۔ چہرہ پسینے سے تر تھا جس پر خوف زردی بن کر چھا گیا تھا، دل اس تیزی سے دھڑک رہا تھا اس کی صدا سماعتوں تک محسوس ہو رہی تھی۔

''آپ چلیے نہ پلیز۔'' وہ دیکھ رہی تھی وہ شخص کسی کو کال کر رہا تھا، سرخ نگاہیں ہنوز اس پر ہی تھیں۔ اس نے شدت سے اپنی ٹانگوں کو بے جان ہوتے محسوس کیا اور بھی مضبوطی سے اس کا بازو پکڑ لیا جو حیران وپریشان اسے دیکھ رہا تھا۔

احد بھی اس کی حالت سمجھ گیا تھا، خوف ودہشت سے اس میں قدم اٹھانے کی بھی سکت نہ رہی تھی، قدرے ناگواریت بھرے انداز میں سہی وہ اسے کار تک لایا تب ہی اس کا ایک ساتھی کہیں سے نمودار ہوا اور اسے ایک لڑکی کو سہارا دے کر لاتے دیکھا تھا اس کے انداز میں بلا کی بے یقینی وتعجب تھا۔

''احد......'' وہ آگے بڑھ کر فقط یہی کہہ سکا وہ خاصا کنفیوزڈ ہوا۔

''ہوں...... تم چلے گئے تھے واپس کیوں آئے......؟'' وہ اسے کار میں بٹھانے کے بعد اس کے قریب آ کر گویا ہوا۔

''ہاں...... وہ...... وہ......'' اس کی نگاہیں بلائنڈ گلاسز کے پیچھے گم ہونے والے اس سراپے پر ہی اٹھی تھیں وہ عجیب حیرت کا شکار تھا۔ احد اس کی حیرت وکھوجی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا سو عام سے لہجے میں گویا ہوا۔

''وہ رائمہ ہیں...... تم کیوں آئے کوئی ایمر جنسی ہے؟''

''ہاں ان اسمگلروں کو سپورٹ کرنے والا وڈیرہ کوئی بات ماننے کو تیار نہیں ہے اور اس کی جانب سے جان سے مارنے کی دھمکیاں ملی ہیں۔''

''جان تو ایک دن جانی ہے اگر اپنے وطن کے لیے کچھ کر کے مر گئے تو موت بھی فخر کرے گی ہم پر، ان دھمکیوں سے میں ڈرنے والا نہیں۔''

''تمہاری باتوں سے میں ایگری ہوں...... لیکن تمہارے زخم ابھی بھی بھرے نہیں ہیں، میں کہتا ہوں یہ نوکری چھوڑو اور واپس گھر جاؤ، وہاں بزنس تمہارا منتظر ہے یہاں نیچے سے اوپر تک کرپٹ لوگوں کی اجارہ داری ہے ہم جان ہتھیلی پر رکھ کر مجرموں کو پکڑواتے ہیں اور وہ ایسے ہی وڈیروں وسرمایہ داروں کی ایک کال پر ان کو آزاد کر دیتے ہیں اور ہماری موت پر کوئی تین دن بھی سوگ نہیں منائے گا۔''

''آئی ڈونٹ کیئر، اگر تمہیں جانا ہے تو جاؤ، مجھے بزدلی کا سبق نہ پڑھاؤ۔'' مبشر اس کا دوست ہونے کے علاوہ اسسٹنٹ بھی تھا وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔ نرسری کی دیوار کی آڑ میں کھڑا بخشو باہر نکلا تھا۔ اپنی گھنی مونچھوں کو مروڑتا ہوا کار کو دور تک دیکھتا رہا تھا، اس کی آنکھوں میں اپنا مقصد پانے کی چمک تھی، وہ جنگل کی حفاظت کرنے والے افسر کو بھی جانتا تھا اور اس کے ساتھ باتیں کرنے والے اس کے ساتھی کو بھی۔

''اس کو کہتے ہیں چھوری بغل میں، ڈھنڈورا شہر میں۔'' وہ سفاکی سے بڑبڑایا تھا۔

❀......☾......❀

عجیب خوف ودہشت اس پر چھائی تھی، گھر آتے آتے وہ بخار میں جھلس رہی تھی احد کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا وہ کس طرح ہینڈل کرے مجید بابا کے جاتے ہی اس کا امتحان شروع ہو گیا تھا۔ ایجنسی میں اسے چھوڑنے کے بعد وہ خاصی مضطرب کیفیت میں باہر لان میں بیٹھ گیا تھا، چاندنی رات تھی، چاند کا جھومر آسمان کی مانگ میں پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا اور چاند کے ارد گرد ستاروں کے قافلے اترے ہوئے تھے، جن کی روشنیوں سے ماحول میں پراسراری چاندنی غبار بن کر پھیلی ہوئی تھی، ہوا پرکیف وخوشبوؤں سے بوجھل تھی۔

مجید بابا کی یاد پاپا کو آتی رہتی تھی اور وہ ان کو بلاتے رہتے تھے اور آج سے قبل اس نے کبھی ان کی غیر موجودگی میں خود کو تنہا وپریشان محسوس نہیں کیا تھا جتنا اس وقت کر رہا تھا...... وجہ شاید وہ بخار میں پھنکتی نیم بے ہوش رائمہ تھی سمجھ نہیں آ رہا تھا ایک غیر واجنبی لڑکی کی تیمارداری کس طرح کرے......؟ جبکہ ایسے کسی عملی تجربے سے اس کو کبھی گزرنا بھی نہیں پڑا تھا، صنف مخالف میں اس کی زندگی میں ہمیشہ جو اس کی قریب تر رہیں وہ ہستیاں اس کی ماں اور بہن تھیں جن کے وجود سے ان کی زندگی میں بڑے پاکیزہ رنگ موجود تھے ورنہ وہ اس قوم سے دور ہی بھاگتا تھا۔

دور مسجد سے عشاء کی اذان کی آواز آنے لگی تھی، اذان سن کر وہ کچن کی طرف گیا تھا، صاف ستھرے اور نفاست سے سجے کچن کو دیکھ کر اس کو اپنے گھر کا کچن یاد آ گیا تھا۔ مما اور مونا اسی طرح کچن کو چمکا کر رکھتی تھیں۔ ناچاہتے ہوئے بھی وہ اس کے سگھڑاپے کا معترف ہوا تھا۔

دودھ گرم کر کے مگ میں نکالنا ہی چاہتا تھا کہ وہ چلی آئی، سیاہ شال میں لپٹی گم صم وعجیب سی کیفیت کا شکار لگ رہی تھی۔

''آپ روم میں جائیں، کھانا میں دوپہر میں تیار کر چکی ہوں، گرم کر کے لا رہی ہوں۔'' اس نے پہلی بار اس کی طرف دیکھا تھا۔ وہ دلکش ورعنائی سے بھرپور لڑکی تھی۔ اس کے چہرے کی سرخیوں میں ستواں ناک اور گہری آنکھیں خاصی نمایاں ہو رہی تھیں لیکن وہ بے حد کمزور ولاغر لگ رہی تھی مگر باہمت وحوصلہ مند تھی جو ہمت نہ ہوتے ہوئے بھی اپنی ذمے داری ادا کرنے چلی آئی تھی۔

''تھینکس...... مجھے آپ کی خدمات کی بالکل ضرورت نہیں ہے آپ کو تیز فیور ہو رہا ہے، میں آپ کے لیے دودھ، سلائس اور ٹیبلیٹ لا رہا ہوں۔'' وہ دودھ مگ میں نکالتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔

''نہیں...... نہیں یہ کس طرح ممکن ہے یہ کام میرا ہے میں ہی کروں گی۔'' وہ شرمندہ سی ہو کر آگے بڑھی اور بری طرح لڑکھڑائی تھی احد نے پھرتی سے بڑھ کر اسے گرنے سے بچایا اور ساتھ ہی جھٹکے سے دیوار کے سہارے کھڑا کر کے گویا ہوا۔

''اسٹاپ اٹ، سنبھالو خود کو، میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں، جو عورتوں کو نیچ کر کے اپنی کسی گھٹیا حس کو تسکین پہنچاتے ہیں اور میں ایسی عورتوں کی پرچھائی سے بھی نفرت کرتا ہوں، جو ایسی بے ہودہ حرکتوں سے مردوں کو مرغوب کرنے کی سعی کرتی ہیں۔'' وہ ایک دم ہی ساری برداشت کھو بیٹھا اسے لگا وہ مجید بابا کی غیر موجودگی میں اپنی اصلیت سے پردہ اٹھا رہی ہے اور ہوا بھی ایسا ہی تھا۔ مجید بابا کو اسٹیشن چھوڑنے کے بعد سے آہستہ آہستہ وہ اس کے گلے کا ہار بن گئی تھی۔

''مجھے پہلے ہی شک تھا تم نے بابا کو جھوٹی اسٹوری سنا

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کراپنا ہمدرد بنایا ہے اور ان کے جاتے ہی بار بار میرے قریب آنے کی کوشش کررہی ہو......"

"یہ...... یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟" اس کی آواز دبی دبی تھی۔

"شٹ اپ' جو میں کہہ رہا ہوں وہ تم خوب سمجھ رہی ہو' یہ ٹرے اٹھاؤ اور ابھی چلی جاؤ یہاں سے' تمہارا کیا کرنا ہے یہ فیصلہ کل کروں گا۔" وہ ٹرے کی طرف اشارہ کرکے وہاں سے غصے میں چلا گیا تھا' رائمہ پہلے ہی ذہنی کشمکش میں مبتلا تھی پھر بخار نے ہمت ریزہ ریزہ کردی تھی احد کے الزامات کے جواب دینے کی بھی پوزیشن میں نہ تھی' اس نے ہمت کرکے ٹیبلٹ کھا کر دودھ پی لیا اور خود کو تسلی دیتی ہوئی انیکسی میں آ گئی تھی۔

وہ دھب دھب کرتا اپنے روم میں آ گیا۔ پیشانی پر ناگواری کی شکنیں پھیل گئی تھیں شوز اتار کر دور ہیں پھینکے اور لیٹ گیا۔

"خوامخواہ میں نے اس سے ہمدردی کی' تنہائی ملتے ہی اس نے اپنی اصلیت دکھادی۔ بابا کی زبانی سنی ہوئی اس کی کہانی پر یقین کرلیا اور اسے رہنے کے لیے جگہ بھی دے دی۔ کتنا بڑا اسٹوپڈ ہوں میں' کم از کم مجھے اس کے بتائے ہوئے گاؤں جا کر اس کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کرنی چاہیے تھی۔" وہ ہونٹ بھینچے خود کو سرزنش کررہا تھا' خود کو احمق قرار دے رہا تھا۔

اس دور کی عورت نے خود کو ارزاں و بے وقعت کر ڈالا ہے چند نوٹوں اور ستائش بھرے جملوں کے عوض وہ عزت جیسی قیمتی وانمول شے لٹادیتی ہے اور ملال تک نہیں کرتی کہ وہ آسمان کی وسعتوں سے پاتال کی تہہ میں جاگری ہے' سوچتے ہوئے اس کو وہ رات یاد آ گئی جب گھر والے کسی کی شادی میں گئے ہوئے تھے' وہ گھر میں تھا اور لائبریری روم میں مطالعے میں مصروف تھا' تب دروازہ ناک کیے بغیر وہ اندر آ ئی تھی' گویا ہیجان خیز مہک کا طوفان در آیا تھا۔

"تم...... شادی میں نہیں گئی...... اور یہ کیا گیٹ اپ ہے؟"

کاجل ایک اسٹائل سے سامنے کھڑی تھی' بلیک جینز پر ریڈ ٹاپ' سیاہ بال بکھرے ہوئے' لمبے آویزے گردن کو چھورہے تھے' ہونٹوں پر سرخ آگ دہک رہی تھی۔ جس کی تپش رخساروں پر بھی نمایاں تھی' مسکارے و لائنرسے سجی آنکھیں خمار آلود تھیں وہ قریب آ کر کہنے لگی۔

"یہ گیٹ اپ آپ کے لیے ہی بنایا ہے...... ویسے تو آپ نگاہ اٹھا کر دیکھنا ہی پسند نہیں کرتے' پروانوں کی طرح آپ کے گرد چکر لگاتی رہتی ہوں۔ آمیزنگ بات ہے نا! کبھی کسی نے دیکھا نہیں ہوگا پروانے کے گرد شمع کو......"

"قبل اس کے کہ میرا ہاتھ اٹھ جائے دفع ہو جاؤ یہاں سے فوراً۔" وہ اپنا غصہ ضبط کرتا سخت لہجے میں گویا ہوا۔

"یہی غصہ تو سوٹ کرتا ہے آپ پر۔" وہ ڈھٹائی سے مسکرا کر گویا ہوئی تھی۔

"ہماری فیملی کی ہر لڑکی آپ سے شادی کرنا چاہتی ہے' آئیڈیل ہیں آپ سب کے لیکن...... میرے علاوہ آپ کسی کے نہیں ہوسکتے۔" وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا' کاجل کوئی بھولی بھالی' ناسمجھ یا بے وقوف لڑکی نہ تھی' وہ بے حد بولڈ اور پراعتماد نظر آرہی تھی جیسے احد کو پانا اس کے لیے مشکل نہیں ہو۔

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو کاجل' میرا ابھی دور دور تک شادی کرنے کا ارادہ نہیں ہے اور جب بھی شادی کروں گا بھی تو تم سے ہرگز نہیں کروں گا۔" وہ ہاتھ میں پکڑی کتاب ٹیبل پر رکھ کر کھڑا ہوتا ہوا سخت لہجے میں کہہ اٹھا۔

"شادی مجھ سے کیوں نہیں کریں گے آپ...... مجھ میں کیا کمی ہے؟" وہ اس کے قریب تن کر کھڑی ہوگئی اور ذومعنی لہجے میں دھیمے سے بولی۔

"کبھی میری جیسی بیوٹی دیکھی ہے آپ نے......؟" وہ بولتی ہوئی اس کی پشت سے لپٹ گئی تھی۔

"دور ہٹو آئندہ مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش مت کرنا' ہاتھ توڑ دوں گا۔" اس نے کاجل کو دور کرتے ہوئے وارننگ دی اور گھر سے نکل گیا تھا۔

یہ سلسلہ پھر چل پڑا تھا وہ موقع ملتے ہی اس کے سر پر سوار ہو جاتی تھی اس کا رویہ اس کے ساتھ سخت سے سخت تر ہوتا چلا گیا...... لیکن وہ عزت نفس' انا احساس' ہر جذبے سے عاری تھی' اگر جذبہ تھا تو صرف اس کو تسخیر کرنے کا......

"میں اس لیے خاموش ہوں کہ گھر میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں چاہتا تم اپنی ان حرکتوں سے باز آ جاؤ ورنہ میں رامین آنٹی سے تمہاری شکایت کروں گا کہ وہ تمہاری بے ہودہ حرکتوں کو لگام ڈالیں' تم دن بدن آؤٹ ہورہی ہو۔"

وہ ایک سرد ترین رات تھی جب وہ کافی کا مگ موتا سے لے کر اس کے کمرے میں آ گئی تھی اور آتے ہی اپنی محبت کا رونا رونے لگی تھی۔

"ممی کی بھی خواہش آپ کو داماد بنانے کی ہے' ان کی سپورٹ مجھے حاصل ہے اب آپ کو ہتھیار ڈالنے ہوں گے' بہت برداشت کرلیا میں نے' بہت انسلٹ کرچکے ہیں آپ میری اب آپ کو مجھ سے شادی کرنی ہوگی...... ورنہ......" وہ مگ ٹیبل پر رکھ کر اس کے مقابل کھڑی ہو کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

"ورنہ......؟" اس کے چہرے پر غصے کی سرخی امڈ آئی۔

"ورنہ...... میں انکل کے پاس جاؤں گی اور کہہ دوں گی...... آپ نے میری عزت......" باقی لفظ اس کے حلق میں اٹک گئے احد کے زناٹے دار تھپڑوں نے اس کے حواس گم کردیے تھے وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگی تھی پھر کئی دنوں تک وہ اس کے سامنے نہیں آئی تھی۔

ان دنوں میں اس نے اپنے کزن منیر سے دوستی کرلی تھی' وہ پہلے ہی اس کی طلب کی چاہ میں مبتلا تھا' گرین سگنل ملتے ہی اس نے اپنی ماں کو رشتہ لے کر بھیج دیا۔ رامین نے شاہ رخ صاحب کو رشتے کا بتاتے ہوئے دبے دبے لہجے میں یہ بھی سنا دیا کہ ان کی خواہش کاجل کو ان کی بہو بنانے کی تھی' نجل بیاہ کر انگلینڈ چلی گئی ہے اب چھوٹی بیٹی بھی دور ہو جائے گی' وہ پہلے ہی چھوٹی بھابی اور بچیوں پر جان دیتے تھے' پھر ان دنوں کاجل ان کا خصوصی طور پر خیال رکھ رہی تھی' وہ جانتی تھی احد باپ کی بات سے انکار کی کوشش بھی نہیں کرسکتا...... لیکن پہلی بار وہ ان کے کسی حکم سے منحرف ہوا تھا' ان کی کسی خواہش کو رد کیا تھا۔

"احد...... بیٹا! کیا برائی ہے کاجل میں؟" ربیعہ سادگی سے پوچھ رہی تھیں۔

"آپ کو اس میں اچھائی کیا دکھائی دیتی ہے مما؟" مشکل سے لہجے کو نرم رکھا تھا۔

"اچھی لڑکی ہے خوب صورت اور خوش اخلاق ہے۔"

"وہ میرا آئیڈیل نہیں ہے میں اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا مما۔"

"کون لڑکی ہے تمہارا آئیڈیل؟" اس کے انکار نے انہیں ہراساں کردیا تھا۔

"وقت آنے پر دکھاؤں گا ابھی مجھے اپنا فیوچر پلان کرنا ہے۔"

"مان جاؤ بیٹا' شاہ رخ ایک قیامت کھڑی کردیں گے' انہوں نے ہی مجھے یہاں بھیجا ہے کہ کسی طرح بھی تمہیں اس رشتے پر راضی کروں...... مگر تم؟"

سنہرے اقوال

❀ لوگ کہتے ہیں کہ آپ محبت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ مگر میرے خیال میں آکسیجن زیادہ ضروری ہے۔

❀ کوئی شخص جو آپ کو بہت پیارا ہو' اس سے ہمیشہ اچھا رہنے کی توقع مت رکھو کیونکہ بہت میٹھی چاکلیٹ ایک سپاٹ بھی ہو جاتی ہے۔

❀ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے مگر کوئی اس حقیقت کو نہیں جانتا کہ عورتیں ہمیشہ کامیاب شخص کو ہی چنتی ہیں۔

جویریہ ضیاء...... کراچی

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مما! پلیز۔"

"مما! بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ بھائی کو پریشرائز مت کریں' اس دور میں بیٹیوں کی مرضی کے بغیر رشتے طے نہیں کیے جاتے ہیں اور آپ بیٹے کو مجبور کررہی ہیں' پپا تو ہمیشہ سے آنٹی کی مرضی کے فیصلے کرتے آئے ہیں...... اب تو آپ کو بھی اسٹینڈ لینا ہوگا اپنی اولاد کے لیے آواز بلند کرنی ہوگی۔" وہاں موجود مونا نے فراخدلی سے بھائی کی حمایت کی تھی۔

شاہ رخ صاحب نے اس کے انکار کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر اسے بے نقط سنائی تھیں۔ عاق کرنے کے بعد گھر بدر کردیا تھا وہ ان کا ہی بیٹا تھا' ضدی وانا پرست' گھر چھوڑنے کے بعد مڑ کر نہیں دیکھا تھا...... البتہ ماں اور بہن سے رابطہ نہیں توڑا تھا' روز ہی ان سے بات کرتا تھا' ان سے ہی پتہ چلا تھا کاجل کی شادی اور چند ہفتے بعد گھر آ کر بیٹھ جانے کا وہ جانتا تھا' اس کی سرشت میں وفا نہ تھی۔ شدید بھوک کے احساس نے اسے ماضی سے حال میں لا پھینکا تھا' وہ اٹھا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا دیوار گیر آئینے میں اپنا عکس دیکھا تو یاد آیا کئی دنوں سے شیو نہ کرنے کے باعث شیو خاصی بڑھ گئی تھی۔

یہ کام کل پر موقوف کرکے وہ باتھ لینے لگا...... تاکہ چینج کرکے ڈنر کرسکے۔ رائمہ بخار کی حدت سے نکل آئی تھی۔ وضو کرکے نماز ادا کی پھر اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے جھک گئی تھی...... جس کا کوئی نہیں ہوتا اس کا اللہ ہوتا ہے اور جس کا اللہ ہوتا ہے اسے پھر کسی کی ضرورت ہی نہیں رہتی اور دل کہہ اٹھتا ہے میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ اس کی رحمت کی طلب گار تھی۔

وہ اس سے گوشہ عافیت مانگ رہی تھی۔ ایمان وعزت کے ساتھ زندگی وموت مانگ رہی تھی اور مانگتے مانگتے جاءنماز پر وہ بے سدھ ہوگئی تھی جب آنکھ کھلی تو باہر کی سائیڈ سے نامانوس سی آواز آرہی تھی' حواس فوراً ہی بیدار ہوئے تھے۔

دیوار میں نصب کھڑکی کی باہر کی سائیڈ لگی لوہے کی گرل کو کوئی کاٹ رہا تھا' آواز بہت مدھم تھی مگر رات کے سناٹے میں واضح ہورہی تھی۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھے دیوار سے لگ کر کھڑی ہوگئی' اس کا دل تیز تیز دھڑکنے لگا تھا وہ جان گئی بخشو نے عاشق علی کو خبر کردی ہے اور وہ اس کی بو پاچکا ہے۔ باہر گرل توڑی جاچکی تھی' معاً سلائیڈنگ ونڈو کو زوردار جھٹکے لگنے لگے۔ اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا وہ کیا کرے...... کہاں جائے؟ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا ونڈو کو باہر سے کھولنے یا توڑنے کی کوشش برابر کی جارہی تھی اور ونڈو کھل گئی تھی' سیاہ نقاب میں دو سرخ آنکھیں اسے گھور رہی تھیں۔

وہ ڈنر کے بعد اٹھا تھا تب اسے کوئی سایہ انیکسی کی دیوار کی طرف جاتا دکھائی دیا تھا' پہلے اس کے ذہن میں مبشر کی بات آئی تھی پھر ایک کوندا سا لپکا تھا۔

"کس سے خوف زدہ ہوگئی ہیں آپ؟" اس نے راستے میں پوچھا تھا۔

"وہاں...... بخشو تھا عاشق علی کا خاص آدمی...... اس نے مجھے دیکھ لیا ہے۔"

"آپ کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے' میرے گھر میں آپ محفوظ ہیں۔" ایک جست میں وہ بیڈ سائیڈ کی دراز کھول کر اس میں موجود اپنا ریوالور نکال کر انیکسی کی طرف دوڑا تھا۔ دوسری طرف وہ آدمی کھڑکی سے اندر آنے کی سعی میں مگن تھا' اس کے دوڑتے قدموں کی آواز سے وہ پھرتی سے واپس نیچے کود گیا تھا اسی لمحے احد وہاں پہنچ گیا تھا اور اس نے کھڑکی سے ہی ان دو بھاگتے آدمیوں پر فائر کھول دیا تھا وہ دونوں ہی زخمی ہوئے تھے مگر سخت جان تھے گھنی جھاڑیوں کا سہارا لے کر بھاگ گئے تھے۔

"واہ! کیا بات ہے آپ کی! پہلے خوف کے مارے حالت خراب تھی اور اب یہاں خاموشی سے کھڑے ہوکر ان کو آنے کی دعوت دی جارہی ہے۔" وہ اسے دیوار سے لگے دیکھ کر کاٹ دار انداز میں کہہ رہا تھا۔ "وہ کھڑکی توڑ کر اندر آرہے تھے اور آپ یہاں آنکھیں بند کیے کھڑی

تھیں...... مجھے بلا نہیں سکتی تھیں آپ؟" اس کی بروقت آمد پر رائمہ کی ڈوبتی سانسیں بحال ہونے لگی تھیں۔

"اگر میں جاگ نہ رہا ہوتا تو وہ مار جاتے آپ کو۔"

"اچھا کرتے مار جاتے کم از کم آپ سے مدد طلب کرنے سے مرنا بہتر ہے۔"

"کیا مطلب ہوا اس بات کا؟" وہ سخت متعجب ہوا تھا۔

"میں آپ سے مدد نہیں چاہتی...... صرف رات مجھے یہاں گزارنی ہے صبح میں خود چلی جاؤں گی' آپ کو کوئی تردد کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"کہاں چلی جاؤ گی......؟ دریا میں چھلانگ لگانے؟" وہ سینے پر ہاتھ لپیٹ کر بولا' اس کا لہجہ سخت طنزیہ تھا۔

"کہیں بھی جاؤں آپ کو پوچھنے کا حق بالکل بھی نہیں ہے۔" اس کی خاموشی کے قفل ٹوٹ گئے تھے پُراعتماد ومضبوط انداز عود کرآیا تھا۔

"میری کوئی آرزو بھی نہیں ہے آپ کو یہاں روکنے کی' فی الوقت آپ بابا کے روم میں چلی جائیں' یہ روم سکیور نہیں رہا۔" اس کی بات درست تھی کمرہ محفوظ نہ رہا تھا وہ ایک بار آئے تھے دوبارہ بھی آسکتے تھے۔ وہ چپ چاپ بابا کے کمرے میں چلی آئی تھی۔ احد کھڑکی بند کرنے کی تدبیروں میں لگا ہوا تھا' نامعلوم وہ اپنے مقصد میں کب کامیاب ہوا تھا اسے معلوم نہ ہوا کہ مجید بابا کے کمرے میں اسے بے پناہ سکون واپنائیت کا احساس ملا تھا' تمام ڈر اور خوف کمرے سے باہر ہی اڑنچھو ہوگئے تھے پھر نیند ایسی گہری آئی تھی کہ وہ دن چڑھے تک بیدار ہوئی تھی' منہ ہاتھ دھو کر کچن میں آئی تو سنک میں ناشتے کے برتن پڑے تھے وہ ناشتہ کرچکا تھا۔ بے مروتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صرف اپنے لیے ناشتہ بنایا تھا...... یا جتانا چاہتا تھا کہ اس کی اس گھر میں جگہ نہیں ہے وہ چلی جائے۔ اس نے بے دلی سے چائے بنائی پھر اچانک اسے خیال آیا گھر میں مکمل خاموشی تھی اور ایسا اس کی موجودگی میں ممکن نہ تھا۔

"ضربِ عضب"

بلائیں لاکھ سہی پھر بھی دیوار و در تو ہے
مانا ہے خستہ حال پر اپنا گھر تو ہے
یہ اسلام کا قلعہ جو خونِ شہیداں سے بنا
یہ عظمت وجرأت کا سمندر تو ہے
کٹ جائے سر بے شک نگارِ وطن پر
نہ آئے خزاں کبھی پیارے چمن پر
ہر طرف ہو زندگی ہر سو اجالا ہو
لاکھوں گھرانے ہیں اجڑے آرزوؤں امن پر
آؤ اتحاد و یکجہتی کی مثال بنیں
دشمنانِ وطن پر اک وبال بنیں
جو تا قیامت رہے قائم نقش دنیا پر
اسلام کی وہ سلطنتِ لازوال بنیں
پھر مردِ مومن کی ضرب جاری ہے
خوشنودیٔ خداوندی کی طلب جاری ہے
پھر بدر کا سماں ہے کافروں پر زید
ضربِ عضب جاری ہے خدا کا غضب جاری ہے

رانا محمد زید...... فیصل آباد

وہ کپ کاؤنٹر پر رکھ کر اندر اس کے روم کی طرف گئی تھی ڈور لاکڈ تھا اور گیراج میں گاڑی بھی نہیں تھی۔

"یا اللہ! میں ایسی گہری نیند سوئی کہ اس کی گاڑی کی آواز بھی نہیں سنی! وہ کیا سوچتا ہوگا میں یہاں سے جانے کا ارادہ نہیں رکھتی' صرف باتیں کررہی تھی' اللہ نے مجھے زندگی دی ہے تو یقیناً آسرا بھی پیدا کیا ہوگا...... اس سر پھرے شخص کے ساتھ ایک پل بھی گزارنا خود کو اذیت دینے کے مترادف ہے۔"

❁......☪......❁

وہ میٹنگ اٹینڈ کرکے آفس میں آیا تو کچھ دیر بعد مبشر بھی پیچھے پیچھے چلا آیا تھا۔

"یار! تم تو چھپے رستم نکلے! کون ہیں وہ رائمہ......؟" وہ بیٹھتے ہی سنجیدگی سے استفسار کرنے لگا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

''آئی نو' تم کو رات بھر نیند بھی نہیں آئی ہوگی اس تجسس میں...... مگر اس وقت تمہارا لہجہ بتا رہا ہے بات کچھ خاص ہے...... کیا بات ہے؟'' وہ اس کی آنکھوں میں جکڑی کئی الجھنیں بھانپ کر گویا ہوا۔

''ہوں...... مجھے معلوم تھا تم میرا چہرہ دیکھ کر میری پریشانی بھانپ جاؤ گے' رات کو وڈیرے عاشق علی کی کال آئی تھی...... اس نے خود بات کی مجھ سے۔'' وہ دھیمے لہجے میں ایک ایک لفظ جما کر کہہ رہا تھا' اس کی نگاہیں احد پر تھیں۔

''کل تک وہ دھمکیاں دے رہا تھا اور...... اب سودا کرنا چاہتا ہے۔''

''سودا...... کیسا سودا کرنا چاہتا ہے؟'' وہ پرسکون تھا۔

''وہ اکبر خان کو ہماری تحویل میں دینے کے لیے تیار ہے مگر......''

''وھاٹ ربش! یہ کیا پزل کھیل رہے ہو سیدھے طریقے سے بتاؤ۔'' اس کا صبر کا پیمانہ چھلک گیا وہ بگڑے لہجے میں گویا ہوا۔

''وہ کہتا ہے تمہارے پاس جو لڑکی ہے...... رائمہ' وہ اس کے گاؤں کی لڑکی ہے...... اس سے اس کا نکاح ہونے والا تھا اور نکاح سے کچھ دیر قبل تم اس لڑکی کو بھگا کر لے آئے ہو' اس کے ساتھی اس لڑکی کو جب سے ہی ڈھونڈ رہے تھے' کل اس لڑکی کو اس کے ایک ساتھی نے تمہارے ہمراہ ہاسپٹل میں دیکھا تھا...... وہ رائمہ کے بدلے اکبر خان دینے کو تیار ہے اگر اس کی بات نہ مانی گئی تو وہ گاؤں والوں کو لے کر ریسٹ ہاؤس پر حملہ کردے گا۔'' احد خاموشی سے سن رہا تھا' اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔

''ہر حال میں اس کو لڑکی چاہیے' پاگل ہو رہا ہے وہ اس کے لیے۔''

''کیا عمر ہوگی اس کی؟'' مسکراہٹ لمحے بھر لبوں پر چمکی تھی۔

''جب دولت و اختیارات گھر کی لونڈی بن جائیں تو مرد عمر بھول جاتا ہے۔''

''مجھے عمر بتاؤ' لیکچر نہیں دو۔''

''کبھی کبھی تم اپنے سنیئر ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہو' ساری عمر کی دوستی لمحے بھر میں دھول چاٹتی نظر آتی ہے...... ساٹھ پینسٹھ سال کا ہوگا وہ خبیث بڈھا' لیکن ہر طریقہ سے جوان نظر آنے کے جتن کرتا ہے۔'' وہ خفگی بھرے لہجے میں گویا ہوا۔

''کام کے معاملے میں صرف کام کو اہمیت دیتا ہوں میں' دوستی کی جگہ ورکنگ ٹائم کے بعد شروع ہوتی ہے آر یو انڈر اسٹینڈ......''

''یس باس! اب آپ بتانا پسند کریں گے مجھے وہاں کیا جواب دینا ہے؟''

''ایسی تمام کالز تمہارے پاس ہی کیوں آتی ہیں؟''

''اگر آپ کے پاس آگئیں تو آپ ایک منٹ میں ان کی ایسی کی تیسی کردیں گے۔ اس لیے ہم آپ کو ایسی کالز نہیں دیتے۔'' وہ جتاتے ہوئے گویا ہوا۔

''اوکے...... آج رات یہ معاملہ صاف کردیتے ہیں۔'' فیصلہ کن لہجے میں کہتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

......☆☆☆......

آفس سے واپسی میں مجید بابا کی کال آئی تھی اس کے بعد وہ اپنی لاڈلی کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ وہ رات والا واقعہ گول کرکے اس کی خیریت سے ان کو آگاہ کرتا رہا اور موتا کی منگنی کی تیاریوں کے متعلق پوچھتا رہا' ویسے تو روز مما سے معلوم ہوتا رہتا تھا موتا سے بھی بات ہو رہی تھی۔

گیٹ کھول کر گاڑی اندر لایا اور گیٹ بند کرکے وہ اندر گیا تو پہلا...... احساس یہی ہوا کہ وہ کہیں بھی نہیں ہے...... اس احساس نے اس کے حواس منتشر کردیئے وہ پورے گھر میں اسے دیکھ چکا تھا مگر وہ کہیں نہیں تھی۔

(انشاءاللہ آخری حصہ آئندہ ماہ)

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش
یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے
ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

www.paksociety.com

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
Online Library For Pakistan
Like us on Facebook
fb.com/paksociety
twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

بارشوں کے موسم میں بارشیں تو ہوتی ہیں
دل میں بھیگ جانے کی خواہشیں تو ہوتی ہیں
وصل کے اجالوں کی اوڑھنی میں چھپ کر بھی
ہجر کے اندھیروں کی وحشتیں تو ہوتی ہیں

وہ سر پکڑے گومگو کی حالت میں بیٹھا سوچ رہا تھا رائمہ کی گمشدگی کے متعلق کہ وہ آخر کہاں غائب ہوگئی ہے۔ معاً اس کی سماعتوں میں کچھ آوازیں گونجیں چند لمحے کھڑا وہ سن گن لیتا رہا پھر اس کے قدم لان کے عقبی حصے کی طرف بڑھے۔ وہ اس کی پریشانی سے بے خبر کپڑے دھونے میں مصروف تھی۔

احد گہری سانس لے کر رہ گیا کچھ دیر قبل ہونے والی بے سکونی اطمینان میں بدلتی گئی، رائمہ اس کی آمد سے بے خبر کپڑے دھونے میں مگن تھی ٹب جھاگ سے بھرا ہوا تھا بیڈ شیٹ، کپڑے اور احد کے ٹی شرٹس اور ٹراوزر وغیرہ عارضی طور پر باندھی گئیں رسیوں پر سوکھ رہے تھے اس نے تنقیدی نگاہوں سے کپڑوں کو دیکھتے ہوئے رائمہ کو دیکھا وہ پانی سے شرابور نل کھولے دھپ دھپ کپڑے دھو رہی تھی احد کو متوجہ کرنے کے لیے کھنکارنا پڑا پر رائمہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ اس کی آواز پر ایک دم چونکی اور قریب رکھے گیلے دوپٹے کو سر پر ڈالتے ہوئے نل بند کر کے بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

''یہ کیا کر رہی ہو، کس نے کہا تمہیں یہ سب کرنے کے لیے؟'' اس کا لہجہ سرد تھا۔

''کسی نے نہیں، کپڑے اتنے گندے ہو رہے تھے، اس لیے میں نے دھو دیئے۔''

''یہ کپڑے لانڈری جاتے ہیں گھر میں واش نہیں ہوتے، مجید بابا کی غیر موجودگی کی وجہ سے کپڑے نہیں گئے لانڈری تم نے گھر میں دھو ڈالے۔''

''گھر میں کپڑے دھونا منع ہے کیا۔'' وہ اس کی طرف پشت کیے ہوئے گویا ہوئی تھی احد کا موڈ بری طرح خراب تھا۔

''سنو، تم یہاں مہمان ہو اور مہمان بن کر ہی رہو، مالکن بننے کے خواب مت دیکھو، ایسی باتوں سے میں انسپائر ہونے والا نہیں ہوں۔'' وہ ایک قطعی بے رحم و بے حس شخص تھا اپنے اظہار رائے کے سامنے وہ سامنے والے کی عزت واحساس کی قطعی پروا نہیں کرتا تھا۔

''میں آپ کو انسپائر کرنا بھی نہیں چاہتی احد صاحب' آپ نے مجھے پناہ دی اور اس پناہ کا حق میں ایسے معمولی معمولی کام کر کے ادا کرنا چاہتی ہوں تا کہ کل میرا ضمیر مجھے یہ طعنہ نہ دے کہ آپ کے احسانوں کا بدلہ نہ دے سکی۔''

''آئی ڈونٹ کیئر' میں ایسی چھوٹی موٹی باتوں کی پروا نہیں کیا کرتا ان فضولیات سے جان چھڑا کر آؤ میں تم سے کچھ اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔'' وہ ہنوز اسی لہجے میں کہتا ہوا چلا گیا۔

وہ تیز تیز ہاتھ چلاتی سوچنے لگی کہ وہ کوئی پریشان کرنے والی ہی بات کرے گا۔

......☆☆☆......

کپڑوں سے فارغ ہونے کے بعد وہ باتھ لے کر چینج کر کے نم بالوں میں برش کر کے ہیئر بینڈ لگاتی اس کے کمرے کے پاس پہنچی تھی کہ وہ لنچ کرتا لاؤنج میں ہی مل گیا تھا۔ اس کی یہ عادت اچھی تھی کہ وہ مجید بابا کی غیر موجودگی میں اس سے زیادہ خود پر انحصار کرتا تھا ناشتہ، کھانا، چائے، کافی جس چیز کی اس کو ضرورت ہوتی وہ خود لے لیا

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرتا تھا۔ عموماً ایسا کم ہی ہوتا تھا کہ وہ کوشش کرتی تھی احد کو اپنی کوئی ضرورت کہنی نہ پڑے مجید بابا کی دی ہوئی ڈیوٹی وہ احسن طریقے سے نبھائے۔

"کیا بات ہے؟" وہ سر سے پھسلتے دوپٹے کو درست کرتی سنجیدگی سے گویا ہوئی احد دائیں طرف رکھے صوفے پر بیٹھ گیا تھا جبکہ رائمہ دروازے کے قریب رکھی چیئر پر بیٹھی تھی ان میں خاصا فاصلہ تھا احد نے اس کے آنے سے قبل تمام کھڑکیاں اور دونوں دروازے کھول دیے تھے مجید بابا کے جانے کے بعد اس نے بے حد محتاط رہنا شروع کردیا تھا وجہ رائمہ کی موجودگی تھی وہ نہیں چاہتا تھا اس کے کردار پر شک کا معمولی سا بھی دھبہ لگے۔ کاجل سے شادی کے انکار پر ڈیڈ نے کیا کیا الزام نہ لگائے وہ بے حد سنجیدگی سے اس سے مخاطب ہوا۔

"بات یہ ہے کہ میرے کولیگ کو عاشق علی نے کال کی تھی اور......!"

اس نے وڈیرے اور مبشر کے درمیان ہونے والی گفتگو اور اپنے اور مبشر کی گفتگو اس کو حرف بہ حرف سنادی' اس دوران اس کی نگاہیں گاہے بگاہے اس کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ لیمن کلر کی کرتی اور دوپٹے پر وہائٹ کڑھائی تھی اور وہائٹ ٹراؤزر میں دوپٹے کو سلیقے سے اوڑھے اس کا سادہ چہرہ پاکیزگی کے نور سے چمک رہا تھا۔ وہ گم صم و خاموش تھی۔ چہرے پر عجیب سے رنگ پھیل رہے تھے احد نے طویل خاموشی پر نگاہ اٹھا کر دیکھا اور اس کا دل ان کہی کیفیت کا شکار ہوگیا تھا۔

"کیا یہ لڑکی اس وڈیرے کی منکوحہ ہوسکتی ہے اس کے چہرے پر ایک خاص سادگی اور نکھار ہے جو ان چھوئی کلیوں کی زینت ہوتا ہے۔"

"اس طرح چپ رہنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا مجھے کیا کرنا ہے یہ جواب دو؟" قبل اس کے کہ نگاہ پھسلتی ہی چلی جاتی اس نے نگاہوں کے احترام کو برقرار رکھا۔

"میں کیا جواب دوں اب آپ فیصلہ کرچکے تو میرے انکار و اقرار کی کوئی گنجائش کہاں رہتی ہے۔" اس کی لرزتی آواز میں آنسوؤں کی نمی پنہاں تھی۔

"کیا مقصد ہوا اس بات کا میں سمجھا نہیں۔"

"میں نے یہاں آتے ہی بابا کو ہر بات بتادی تھی اور یقیناً انہوں نے بھی آپ سے کوئی بات نہ چھپائی ہوگی۔ سب جان کر بھی آپ انجان بن رہے ہیں تو پھر میں کس طرح سے آپ کو اس بات کا یقین دلاسکتی ہوں کہ میرا اس خبیث شخص سے کوئی تعلق نہیں تھا وہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔"

اس کے وجیہہ چہرے پر گہری سنجیدگی تھی وہ اس کی ایک ایک بات بغور سن رہا تھا لیکن چہرہ سپاٹ اور انداز میں بے نیازی و بے پروائی نمایاں تھی۔

"مگر میں تمہاری بات پر کسی طرح یقین کروں کیا ثبوت ہے تمہارے پاس۔ جس سے تم ثابت کرسکو کہ جو تم کہہ رہی ہو وہ سچ ہے۔"

"آپ عاشق کی بات پر یقین کرچکے ہیں کیونکہ اس میں آپ کا مفاد ہے آپ کی جاب کی سلامتی کی بات ہے اس لیے آپ میری بات پر یقین کرکے بھی یقین نہیں کریں گے آپ اس کا مطالبہ ماننے کا فیصلہ کرچکے ہیں' میں بھی اب آپ سے یقین کی بھیک نہیں مانگوں گی مگر یہ بات میری یاد رکھیے گا وہ جھوٹا اور فریبی شخص ہے میرے حصول کے لیے جو اس نے وعدہ کیا ہے' وہ کبھی بھی وعدہ وفا نہیں کرتا یہ اس کی سرشت میں شامل ہے۔" وہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔

اس نے ایزی ہوکر بیٹھتے ہوئے اس کے لہراتے آنچل کو دور تک دیکھا تھا۔

❀........❀........❀

انگیجمنٹ کے انویٹیشن کارڈ دیکھتے ہوئے شاہ رخ صاحب دوسری کرسی پر بیٹھے ان کے لیے چائے بناتے ہوئے مجید بابا سے ان کا حال احوال دریافت کررہے تھے۔ ان کے خوش گوار موڈ کو دیکھتے ہوئے وہ مودبانہ لہجے میں گویا ہوئے۔

"شاہ رخ بیٹے اگر برا نہ مانیں آپ تو کچھ پوچھنے کی جسارت کرسکتا ہوں۔"

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''ارے آپ کو کب سے ضرورت پڑنے لگی بابا بات کرنے کے لیے اجازت کی، آپ ملازم نہیں اس گھر کے فرد ہیں جو پوچھنا ہے بلا اجازت پوچھیں۔''

''بہت شکریہ بیٹا آپ لوگوں کی اس بے لوث محبت نے ہی مجھے کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں لاوارث و بے سہارا ہوں اپنوں کی محبتیں بہت قیمتی اور انمول ہوتی ہیں چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی بیٹا۔'' وہ کہتے ہوئے ہچکچا رہے تھے۔

''آپ دل بڑا کرلیں احد بیٹے کو معاف کردیں آپ تو جانتے ہیں اچھی طرح ان بہن بھائی میں کتنی محبت ہے یہاں میں مونا بیٹی اور بہو بیگم کا چہرہ اترا دیکھ رہا ہوں ادھر احد بیٹے کا بھی یہی حال ہے وہ بھی مضطرب وملول ہیں۔''

''آپ کی بات بالکل درست ہے بابا، جس طرح ان دونوں کو ایک دوسرے سے بے انتہا محبت ہے اس سے کہیں زیادہ مجھے اپنے بھائی سے محبت ہے اسی محبت کو مزید جوڑنے کے لیے میں نے کاجل کو بہو بنانا چاہا تھا کاجل کو اپنانے سے انکار نے ہماری محبتوں کے چمن کو خاک کردیا ہم لوگوں کی جگ ہنسائی کا باعث بنے میرے بھائی کی روح کو تکلیف پہنچی ہوگی میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا وہ اسی طرح گھر کی خوشیوں کو ترسے گا تاقیامت۔'' ان کا پتھر دل نرم نہیں ہوا تھا ان کا قطعیت بھرا لہجہ کہہ رہا تھا وہ کسی صورت احد کو معاف کرنے والے نہیں۔ وہ جائے دے کر وہاں سے اندر کمرے میں آگئے جہاں رابعہ بیگم اور مونا ان کا انتظار کررہی تھیں۔

''کیا ہوا بابا بات نہیں بنی کیا؟'' رابعہ نے بجھے لہجے میں پوچھا۔

''اللہ مالک ہے بہو بیگم، صاحب بچپن سے ہی اپنے منوانے کے عادی رہے ہیں۔ کبھی ان کی بات سے کسی نے انکار کی جرأت نہ کی، پہلی بار ان کے کسی حکم سے انحراف کرنے کی ہمت چھوٹے صاحب نے کر دکھائی ہے وہ ان کی اس گستاخی کو کسی طور معاف کرنے کو تیار نہیں۔''

''مما، بھائی کو کس طرح معافی ملے گی، ان کے بغیر ہر خوشی ادھوری ہے۔'' مونا رابعہ سے لپٹ کر رونے لگی وہ بھی آنسوؤں پر اپنا اختیار کھو بیٹھی۔

''اللہ سے دعا کرو اللہ ہی تمہارے پپا کے دل میں رحم ڈالیں گے ورنہ وہ ضد میں بیٹے کو نہ کھودیں۔ احد بھی ضد میں ان کا ثانی ہے۔''

❀......❀......❀

رامین پھولوں کی باڑھ کے پیچھے کھڑی شاہ رخ اور مجید بابا کی تمام گفتگو سن چکی تھیں۔ احد کے مطابق ان کے جذبات نے ان کے انتقام کے جلتے الاؤ میں کچھ ٹھنڈک ڈالی تھی یہ ان کی لگائی ہوئی آگ ہی تھی جوان باپ بیٹے کے تعلق کو جلا رہی تھی یہ آگ سرد نہ پڑ جائے اس خوف سے وہ وقتاً فوقتاً تیل چھڑکتی رہتی تھیں انہوں نے دیکھا بابا کے جانے کے بعد وہ کسی گہری سوچ میں گم ہوگئے ہیں شاید۔ بیٹے کی یاد میں محو تھے۔ وہ خاصی افسردہ سی وہاں آ کر گویا ہوئیں۔

''کارڈ لکھ رہے ہیں بھائی صاحب لائیے میں کوئی ہیلپ کرادوں آپ کی؟''

''لکھ لیے ہیں تمام کارڈ صرف یہ چند ایک رہ گئے ہیں، جو نام یاد نہیں ہیں یا آنے پر لکھ دیے جائیں گے ویسے میں نے تقریباً سب کو ہی یاد رکھا ہے۔'' رامین کو دیکھ کر ان کے لہجے میں شفقت در آئی تھی۔

''ارے..... آپ نے سب کو یاد رکھا ہے پھر چاندآپا کا کارڈ کہاں ہے؟'' وہ کارڈ دیکھتے ہوئے حیرانی سے کہہ رہی تھیں ان کے چہرے پر سایہ سا لہرایا تھا۔

''مجھے یاد نہیں رہا پھر وہ یہاں رہتی کہاں ہے؟'' ان کی آواز بے حد دھیمی تھی۔

''بھائی صاحب مجھ سے مت چھپائیں جن کو دل سے چاہا جائے وہ کب بھلائے جاتے ہیں آپ بھی چاندآپا کو نہیں بھولے ہوں گے یہ میں جانتی ہوں لیجیے یہ کارڈ میں نے لکھ دیا ہے آپ خود جا کر دیجیے گا وہ کراچی آ گئی ہیں۔'' وہ کارڈ پر نام لکھ کر ان کو پکڑاتی ہوئی مسکرا کر گویا ہوئیں۔

''رامین بٹیا میں عمر کے اس دور سے نکل آیا ہوں جب ایسی باتیں زندگی کا حاصل ہوا کرتی تھیں اب میں بھی دو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جوان بچوں کا باپ ہوں اور وہ بھی میرڈ ہے ہمارے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں جو کبھی کم عمری میں ہوا کرتا تھا۔"

"میں جانتی ہوں، لیکن بھائی صاحب دل پر کس کا زور چلتا ہے مگر اس میں جو ایک بار قابض ہوگیا وہ پھر قابض ہی رہتا ہے۔ اب کاجل کو ہی دیکھ لیں آپ، خاموشی سے احد سے محبت کرتی آرہی تھی نامعلوم کب سے، وہ ٹھوکر مار کر اسے بے دردی سے چلا گیا اور وہ کانچ کی طرح ریزی ریزہ ہوگئی۔" ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے شاہ رخ کے دل میں بیٹے کے لیے از سر نو غصہ امڈنے لگا ر امین لمحے بھر میں ماضی کی حسین دنیا سے حال کی بدصورت دنیا میں لے آئی تھیں۔

"کئی مرتبہ منیر طعنے دے چکے ہیں کہ کاجل کو کہ گھر میں جوان و خوبرو لڑکے کے ہوتے ہوئے اس کی شادی باہر کیوں کی گئی، ضرور اس میں کوئی عیب ہے۔"

"میں خود سمجھاؤں گا اسے، منیر سمجھدار بچہ ہے کاجل ہیرا ہے ہیرا۔"

"احد کی ٹھوکر نے اسے پتھر بنا دیا ہے بے وقعت ہو کر رہ گئی میری کاجل۔" وہ سسکنے لگی تھیں۔

"غم مت کرو، اسے سزا میں نے دے دی ہے وہ اس گھر میں کبھی نہیں آسکے گا۔ ہمیشہ کے لیے گھر سے اور جائیداد سے بے دخل کر دیا ہے میں نے۔"

"احد کو کیا فرق پڑے گا اس سے آپ سے وہ محبت کرتا نہیں ہے بھابی اور مونا میں جان ہے اس کی تو وہ ان کو وہاں پر بلواتا رہتا ہے اور سچ پوچھیں تو بھائی صاحب احد کے کردار پر مجھے بھروسہ نہیں ہے۔" وہ لہجہ دبا کر گویا ہوئیں۔

"خوبرو جوان ہے پیسے کی کمی اس کو ہرگز نہیں ہے شہر سے دور جنگل میں وہ رہا ہے آزاد خود مختار کسی کا ڈر خوف نہیں ہے ایسے میں شیطان ورغلاتا ہے میری بات مانیں بھائی صاحب اسے بے لگام مت چھوڑیں نگاہ رکھیں اس پر۔"

"میں نے کہا نہ میری بلا سے وہ کہیں بھی منہ کالا کرتا پھرے مجھے پروا نہیں ہے۔" وہ کارڈ سمیٹتے ہوئے بے پروا لہجے میں کہہ رہے تھے۔

"کیسی باتیں کرتے ہیں آپ بھی، وہ منہ کالا کرے گا تو سیاہی ہمارے چہروں پر آئے گی۔ آپ لاکھ بے دخل کر دیں گے احد کو مگر ہمارے خاندان کا وارث وہ ہی رہے گا اکلوتا وارث سمجھ رہے ہیں ناں آپ۔"

❁......❁......❁

وڈیرے عاشق علی سے بات ہوئی تو اس نے ملاقات کے لیے اسے تنہا ہی بلایا تھا مبشر اور دیگر ساتھیوں نے اس کے تنہا جانے پر خاصی مخالفت کی تھی وڈیرے کے مطابق ان کے پاس مکمل معلومات تھیں۔ اس کے ظلم و عیاشیوں کے چرچے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے یہاں معاملہ بھی ایک ایسی لڑکی کا تھا جو شادی کی رات بھاگ گئی تھی پھر اس کو احد کے ساتھ دیکھا گیا تھا۔

"وہ لڑکی سچ کہہ رہی ہوگی کہ ڈیرہ جھوٹ کہہ رہا ہے وہ اس کی منکوحہ نہیں ہے وہ اس کے نشئی باپ کو پیسے دے کر اسے خریدنا چاہتا تھا وہ کسی نہ کسی طرح اس کی گرفت میں آنے سے پہلے ہی نکل گئی تھی اور ایک ڈرامائی انداز میں تم تک پہنچ گئی تھی لیکن وہ تمہیں اپنا رقیب سمجھ بیٹھا ہے۔"

"اچھا پھر میں چوڑیاں پہن کر گھر میں بیٹھ جاؤں۔" اس نے اکھڑے لہجے میں کہا۔

"ہر وقت تمہاری ناک پر غصہ رہتا ہے بات سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ہو اس جیسے لوگ اپنی زمین اور عورت کسی کو نہیں دیتے ہیں خواہ لاشوں کے ڈھیر کیوں نہ لگانے پڑ جائیں وہ بھی اپنی ضد سے باز نہیں آئے گا۔"

ان کے اتنا سمجھانے کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ وہ تنہا ہی گیا تھا مگر وہ تینوں کو لیگ ہی نہیں دوست بھی تھے وہ بھی دوسری گاڑی میں اس کے پیچھے آئے تھے اور باہر ہی رک گئے تھے وڈیرے کی وسیع اوطاق روایتی انداز میں سجی ہوئی تھی جس میں ثقافتی رنگ ہر شے میں نمایاں تھے۔

وڈیرہ اس کے آنے کے چند منٹ بعد آگیا تھا وائٹ کاٹن کے کڑکڑاتے سوٹ میں گردن اکڑائے متکبرانہ چال چلتا ہوا اندر آیا تھا ساتھ دو ملازم بھی تھے جو ہاتھ جوڑے اس کے پیچھے چل رہے تھے وہ احد کے مقابل بیٹھا تھا ٹانگ پر

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ٹانگ رکھ کر اس کی چھوٹی چھوٹی گدلی آنکھوں میں غصہ و کینہ تھا وہ اطمینان سے بیٹھے احد کا جائزہ بڑی گہری نگاہوں سے لے رہا تھا۔

اونچا لمبا قد...... سرخ و سپید رنگت...... روشن پیشانی و پروقار و بارعب سراپا ظاہر کر رہا تھا کہ وہ کسی اعلیٰ فیملی سے تعلق رکھتا ہے وہ دل ہی دل میں اپنا اور اس کا موازنہ کرتا ہوا سوچ رہا تھا۔

''ہوں یہ بھگا کر لے گیا ہے رائمہ کو یہ فاریسٹ آفیسر جو اکثر رات کی تاریکیوں میں جنگل میں ہونے والی چوریوں کے سلسلے میں چھاپے مارنے آتا رہتا تھا۔ مجھے پتا ہی نہ چلا کب اس نے رائمہ سے چکر چلایا اور بھگا کر لے گیا سالہ۔''

''اگر آپ میرا جائزہ لے چکے ہوں تو ہم بات شروع کریں مجھے دیر ہو رہی ہے۔'' احد اس کی نگاہوں کی چبھن شدت سے محسوس کر رہا تھا۔

''ایسی بھی کیا جلدی ہے سائیں ابھی تو آئے ہو آپ، ابھی تو مہمان نوازی بھی نہیں کی ہے۔ بہت سی باتیں کرنی ہے آپ سے۔'' اس کے لہجے میں تختی و ترشی بے حد نمایاں تھی وہ مسلسل اسے گھور رہا تھا۔

''عاشق علی صاحب آپ ٹو دا پوائنٹ بات کیجیے' میں رائمہ کے بدلے اکبر خان کو مانگ رہا ہوں آپ کی بھی ڈیمانڈ یہی تھی آپ بتائیں ایکسچینج کہاں کرنا ہے؟'' وہ سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ کر گویا ہوا اس کی شفاف و روشن آنکھوں میں ایسا کچھ تھا کہ وڈیرہ گڑبڑا کر نگاہیں اِدھر اُدھر کرنے لگا۔

''آفیسر صاحب بات کچھ ایسی ہے کہ رائمہ میری بیوی ہے بیوی کا مطلب سمجھتے ہو نا تم آفیسر عزت، شملہ وہ ہمارے شملے میں لگا وہ موتی ہے جس کے بغیر ہر شملہ بے کار ہو گیا ہے وہ وہاں موجود ملازموں کو جانے کا اشارہ کرتا ہوا کہہ رہا تھا۔

''میں جھوٹا برتن استعمال نہیں کرتا اور نہ کسی کی اترن کو تم نے پہنی ہے مگر یہاں معاملہ میری عزت کا میری گاؤں کی عزت کا ہے تمہارا جھوٹا مجھے مجبوراً کھانا پڑے گا۔ تمہاری اترن پہننی پڑے گی دل نہ چاہتے ہوئے بھی۔'' اس کی آنکھوں میں نفرت تھی لہجے میں قہر تھا اگر ممکن ہوتا تو احد کو کچا چبا جاتا اس کی وجاہت و کم عمری اور باوقار شخصیت نے اس کی رقابت کو بڑھا دیا تھا وہ چشم تصور میں رائمہ کو اس کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

''یہ کیا بکواس کر رہے ہیں آپ' میں آپ سے بے ہودہ گفتگو کرنے نہیں آیا۔'' وہ سخت لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔

''سچ بات پر بندہ اسی طرح بھڑک اٹھتا ہے بابا' اس لڑکی کو تم کس نیت سے بھگا کر لے گئے تھے کس رشتے سے تمہارے ساتھ رہ رہی ہے وہ، ایک جوان و خوب صورت لڑکی کو کیا تم نے چھوا نہیں ہوگا کیا تم نے اسے اپنے پاس بہن بنا کر رکھا ہوا ہے سائیں؟'' وہ تابڑتوڑ حملے کر رہا تھا۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا اس طرح اسے بھی کسی کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بے گناہ و بے خطا ہوتے ہوئے اپنی بے گناہی ثابت کرنی پڑے گی۔

''ہاں بولو اب چپ کیوں ہو بابا ایک چھوکرے اور چھوکری کے بغیر نکاح کے ساتھ رہنے کا مطلب کیا ہوتا ہے؟'' اس کے لفظ انگاروں کی مانند تھے۔

''اس کا مطلب ایک بے بس و مجبور کو سہارا دینا ہوتا ہے کسی مظلوم لڑکی کو ایک شیطان کے شر سے پناہ دینا ہوتا ہے۔'' وہ بھی اسی لہجے میں بولا۔

''اچھا تم فرشتے ہو آدمی نہیں ہو یہ مطلب ہے تمہارا؟''

''میں آدمی ہی ہوں مگر تم جیسی ہوس پرستی پر لعنت بھیجتا ہوں۔ تم جیسے گھٹیا لوگوں کے لیے عورت صرف ایک جنس ہوتی ہے فقط ایک جسم، جس کو حاصل کرنے کے لیے تم دم ہلاتے پھرتے ہو جو بدقسمتی سے تمہارے ہاتھ آ جائے تو تم اس کی ہڈیاں تک چبا ڈالتے ہو اور جو نہ ہاتھ آئے تو اسی طرح اپنی شکست اور کمزوری کو چھپاتے ہوئے دوسرے کو الزام دیتے ہو۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اوئے آفیسر زبان سنبھال کر بات کر میری چھت کے نیچے مجھے ہی کتا کہہ رہا ہے تو۔" وہ ایک دم ہی چیختا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو بھی اپنی زبان کو قابو میں رکھ ورنہ تیری چھت کے نیچے ہی اس زبان کو تیرے گلے میں ٹائی بنا کر لٹکا دوں گا۔" وہ ذرا بھی مرعوب نہ ہوا تھا۔

"جو لوگ عورت کی عزت نہیں کرتے میں ان کی عزت نہیں کرتا۔ ماں، بہن، بیٹی اور بیوی عورت سے جڑا ہر رشتہ قابل احترام و توقیر ہے مگر تم جیسے نفس کے غلام ان باتوں و جذبوں کو اہمیت کہاں دیتے ہیں۔"

"دیکھو آفیسر یہ کتابی باتیں صرف کتابوں میں ہی اچھی لگتی ہیں اور مجھے کبھی کتابوں سے رغبت نہیں رہی میں نے سوچا تم سیدھے طریقے سے میری بات مان جاؤ گے اور اس لڑکی کو میرے حوالے کر دو گے مگر تم میری سوچوں کے برعکس ٹیڑھے ثابت ہوئے ہو، میں ابھی بھی تمہیں آخری موقع دینا چاہتا ہوں یہاں سے جا کر رائمہ کو گیسٹ ہاؤس کے باہر بھیج دو، کہو تو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں میں لے آؤں گا اسے۔" اس نے لہجہ بدلتے ہوئے بڑے مفاہمت بھرے انداز میں کہا۔

"تم اسے کس رشتے سے لے کر آؤ گے، میری طرح تم بھی اس سے کوئی رشتہ نہیں رکھتے ہو، مجھے معلوم ہے نہ وہ تمہاری منکوحہ ہے اور نہ بیوی۔" اس کی بات پر اس نے خونخوار نظروں سے احد کو دیکھا اور غرا کر بولا۔

"رات تک وہ لڑکی یہاں نہ پہنچی تو تم دیکھنا کل سارا گاؤں گیسٹ ہاؤس کے باہر ہوگا لوگ تمہاری نہیں میری بات پر یقین کریں گے تمہاری طرح وہ مجھ سے شادی ہونے کا ثبوت نہیں مانگیں گے میرے ایک اشارے پر گیسٹ ہاؤس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور تم دونوں کو کاری کر کے مار ڈالیں گے۔"

"بہت زعم ہے تمہیں اپنی بدمعاشی و طاقت پر۔"

"ہاں ابھی بھی تم سے زیادہ طاقت ہے میرے اندر تم جیسے ہزاروں کو پچھاڑ سکتا ہوں چاہو تو مقابلہ کر لو مجھ سے۔" وہ بے ضمیر و سطحی سوچ رکھنے والا ادھیڑ عمر شخص تھا۔

"تم جیسے شخص کے ساتھ مقابلہ کر کے مجھے کیا کرنا ہے۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"فیصلہ ہو جائے گا جو جیتے گا رائمہ اس کی ہو گی۔" پھر ہنس کو گویا ہوا۔

"جیت ہار کیا معنی رکھتی ہے وہ ہے ہی میری اس کے لیے مقابلے کی ضرورت نہیں ہے تم جاؤ اور اسے لے کر آؤ ورنہ وہ تو میرے پاس ہو گی مگر تم زندہ نہیں رہو گے زندہ رہنا چاہتے ہو تو وہ کرو جو کہہ رہا ہوں۔"

"تم کچھ بھی کر لو رائمہ کی تم پرچھائیں بھی حاصل نہ کر سکو گے یہ میرا وعدہ ہے ایک مرد کا وعدہ کیونکہ بات اب مردانگی کی آ گئی ہے۔" ایک لاحاصل بحث کو سمیٹتے ہوئے وہ وڈیرے کی غیض و غضب سے باہر نکلی ہوئی آنکھوں میں دیکھتا ہوا چیلنج کرتا گویا ہوا۔

"مجھ سے دشمنی تم کو بڑی مہنگی پڑے گی احد سائیں، شاید تم مجھ سے ابھی اچھی طرح واقف نہیں ہو اگر میں چاہوں تو میرے آدمی میرے ایک اشارے پر تمہیں مار کر حویلی میں کہیں بھی دفن کر دیں گے یا یہاں سے جانے کی آرزو لیے زندہ درگور کر دیے جاؤ گے۔" اس کے لہجے میں رعونت تھی۔

"تم مجھے موت سے نہیں ڈرا سکتے یہ میرا ایمان ہے جو رات قبر کے اندر آنی ہے وہ زمین کے اوپر نہیں آ سکتی ہے تم یا تمہارا کوئی غلام میرا راستہ نہیں روک سکتا۔" وہ اطمینان سے کہہ کر آگے بڑھ گیا اور وڈیرہ مٹھیاں بھینچتا اسے گھورتا رہا کیونکہ وہ جانتا تھا باہر اس کے ساتھی موجود ہیں۔

"میری بات یاد رکھنا آفیسر تمہارے پاس فیصلہ کرنے کے لیے وقت بہت کم ہے میں تمہیں صبح تک مہلت دے رہا ہوں رائمہ یہاں نہ آئی تو..." وہ بولتا رہا احد بے نیازی سے وہاں سے نکل گیا۔

رات سوتے جاگتے خوف و تفکرات میں ہی گزری تھی جب بھی آنکھ لگتی وڈیرہ کا مکروہ چہرہ نگاہوں میں گھومنے لگ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا وہ اسے اپنے اردگرد ہی کسی سانپ کی مانند پھنکارتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

احد سے وہ کسی خیر کی امید نہیں رکھتی تھی کہ کل رات تک اس کا رویہ بڑا روڈ تھا کوئی نرمی و درگزر وہ کرنا جانتا نہیں تھا یا صرف اس کے لیے ہی دل میں گداز پن نہ تھا وہ پہلے دن سے اس سے بدمزاجی اکھڑ پن و سرد مہری سے پیش آتا تھا، اس کی پہلی کوشش یہ ہی تھی کہ وہ کسی طرح یہاں سے چلی جائے اور اب قدرت اسے موقع فراہم کر رہی تھی بہت بہترین موقع تھا اس سے جان چھڑانے کا جو اس کے لیے گنوانا مشکل تھا۔ وہ صبح ہی چلا گیا تھا بغیر ناشتہ کیے اور ناشتہ وہ بھی نہ کرسکی تھی فقط آدھا کپ چائے پی تھی وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ بے کلی و وحشت بڑھتی جارہی تھی وہ سوچ رہی تھی اس کی بھی کیا قسمت ہے کل اس کا باپ اس کا سودا کرچکا تھا پیسہ حاصل کرنے کے لیے اور آج احد اپنی جاب کی خاطر اسے عاشق علی کو سونپنے کو تیار تھا۔ کل ماں نے اپنی جان دے کر اس کی آبرو بچالی تھی۔ آج کون اسے بچائے گا؟ ان سوچوں میں الجھی دوپہر ہوگئی تھی اور جب وہ ظہر کی نماز ادا کرنے اٹھی تو فیصلہ دل میں کرچکی تھی آبرو سے زیادہ زندگی قیمتی نہ تھی۔

شام تک وہ آیا تو ہاتھوں میں کھانے کے کئی شاپر تھے وہ اس کو دے کر بولا۔

”مجھے اندازہ ہے تم نے رات سے اب تک کچھ نہیں کھایا ہے کھانا لگاؤ میں فریش ہوکر آتا ہوں سخت بھوک لگی ہے۔“ وہ اس کی سوالیہ نگاہوں کو نظر انداز کرکے گویا ہوا پھر تیز تیز قدموں سے اپنے روم کی طرف بڑھ گیا۔

وہ کئی لمحوں تک شاپر ہاتھوں میں تھامے گم صم سی کھڑی رہی مگر احد کے چہرے پر غیر معمولی سنجیدگی تھی اس کا سہما ہوا دل مزید سہم کر رہ گیا۔ اسے لگا کچھ گڑبڑ ہونے والی ہے اس کا انداز بہت عجیب سا لگا تھا اسے پندرہ منٹ بعد نکھرا نکھرا وہ کھانے کے لیے بیٹھ رہا تھا چکن بریانی، کباب، مٹن اسٹو، سلاد، رائتہ، نان اور چپاتی ٹیبل پر سجی ہوئی تھی وہ پلیٹ اٹھاتا کچھ فاصلے پر کھڑی اضطرابی انداز میں ہاتھوں کو مسلتی رائمہ کو دیکھ کر بولا۔

”وہاں کیوں کھڑی ہو کھانا کھاؤ آکر ٹھنڈا ہو رہا ہے۔“

”میں آپ کے ساتھ نہیں کھاؤں گی آپ کھالیں میں بعد میں کھالوں گی۔“

”میرے ساتھ کیوں نہیں کھاؤ گی میں کسی دائمی بیماری میں مبتلا ہوں؟“ حسب عادت وہ سرد و خشک لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

”میرا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے میں اپنی اوقات جانتی ہوں پلیز آپ کھائیں میں آپ کے لیے کافی بنا کر لاتی ہوں تب تک۔“ وہ ہوا کے جھونکے کی مانند سرعت سے وہاں سے نکل گئی تھی وہ بھی اس وقت کئی الجھنوں کا شکار تھا کئی فیصلے اس کو جلدی اور سوچ سمجھ کر کرنے تھے عاشق علی اور اس کے مابین زبردست جنگ چھڑ گئی تھی کل تک وہ جس لڑکی سے چڑتا رہا تھا آج وہ ہی اس کی مردانہ وقار کا مسئلہ بن گئی تھی اب عاشق علی اس کی پرچھائیں بھی نہیں دیکھ سکتا تھا کہ وہ اس کی خودداری و عزت نفس کا سوال تھا۔ رائمہ کافی بنا کر لائی تو وہ کھانا کھا چکا تھا سب کھانا جوں کا توں رکھا تھا بھوک شاید اسے بھی نہ تھی چند لقمے لے کر اٹھ گیا تھا۔

ابھی رائمہ کافی لے کر اس تک بڑھی تھی فضا فائرنگ سے گونج اٹھی فائرنگ اتنی شدید اور اچانک ہوئی تھی کہ در و دیوار لرز اٹھے تھے۔

☆☆☆

منگنی کی تقریب بہت دھوم دھام سے جاری تھی شہر کے اعلیٰ ہوٹل میں رنگوں، خوشبوؤں اور قہقہوں کے طوفان امڈ آئے تھے۔ شاہ رخ صاحب کا شمار ملک کے بڑے صنعت کاروں میں ہوتا تھا وہ سماجی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا تک ان کی رسائی تھی وہ شہر میں مشہور و معروف تھے۔ تقریب میں اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ نمایاں تھے۔ حماد بزنس مین تھا جاذب نظر خوش اخلاق و سلجھا ہوا نوجوان تھا اس وقت بلیک تھری پیس سوٹ میں وہ اور مونا سب کی نگاہوں کا مرکز تھے بائل گرین اور پرپل کلرز کنٹراسٹ جھلملاتے سوٹ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ میک اپ وجیولری میں حسین لگ رہی تھی مجید بابا کئی بار اس کی بلائیں لے چکے تھے وہ دیکھ رہے تھے اس خوشی کے موقع پر بھی مونا کی آنکھوں میں ایک نمی تھی اور ایسی ہی نمی رابعہ بیگم کی آنکھوں میں بھی تھی مہمانوں سے علیک سلیک کرتے ہوئے ان کی نگاہیں گاہے بگاہے داخلی دروازے کی طرف اٹھتی تھیں کہ شاید احد آ کر سرپرائز دے اس پر گھر کے دروازے بند کیے گئے تھے وہ یہاں آ سکتا تھا یہ گھر کی دہلیز نہیں ہوٹل تھا۔ کھانا شروع ہوا تو سب کھانے میں مشغول ہوگئے تھے رابعہ موقع غنیمت جان کر مجید بابا کے قریب آ کر رنجیدگی سے گویا ہوئی۔

''وہ اتنا کٹھور بن گیا ہے کہ لاڈلی بہن کے آگے اس نے اپنی ''انا'' کو فوقیت دی۔ میں سوچ رہی تھی وہ چند لمحوں کے لیے مگر آئے گا ضرور۔''

''میں بھی انتظار کررہا ہوں بہو بیگم یقین تو مجھے بھی تھا احد میاں کے آنے کا لیکن اب ٹائم کہاں رہا ہے ان کے آنے کا پھر نا معلوم کیا بات ہے وہ فون بھی نہیں اٹھا رہے ہے وہ بار بار صبح سے فون کرکے تقریب کے متعلق پوچھ رہے تھے۔'' بات کرتے ہوئے ان کے لہجے میں فکرمندی عود کر آئی تھی۔

''یہ بات تو آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں مجید بابا دوپہر تک میرے اور مونا کے موبائل پر بھی وہ رابطے میں تھے اب موبائل آف جارہا ہے احد کا نہ معلوم کیا ہوا ہے؟ خدا کرے وہ خیریت سے ہو؟'' وہ ایک دم بے چین ہوکر گویا ہوئیں۔

''خود کو سنبھالیے بہو بیگم ایسی کوئی بات نہیں ہوگی، وہ ٹھیک ہوں گے دراصل احد میاں کو فون چارج کرنے کی عادت نہیں ہے میں ہی یہ کام کرتا تھا اب بھی یقیناً بیٹری ختم ہوگئی ہوگی اس لیے فون نہیں کررہے ہیں۔''

''خدا کرے ایسا ہی ہو مجید بابا میرا دل تو آج صبح سے ہی گھبرا رہا ہے آپ دیکھ رہے ہیں لوگ کس طرح بن بن کر احد کی غیر موجودگی کے متعلق پوچھ رہے ہیں حالانکہ رشتے دار تو سب ہی کچھ جانتے ہیں پھر بھی کیا کریں کہ لوگوں کو دوسروں کے زخموں پر نمک چھڑکنے میں مزہ آتا ہے۔''

''بابا کولڈ ڈرنک لاکر دو مجھے۔'' رامین جو رشتے داروں میں بیٹھی باتیں کرتے ہوئے ان کو گفتگو کرتے دیکھ رہی تھیں وہاں آتے ہوئے ان سے حکمیہ لہجے میں مخاطب ہونے کے بعد رابعہ سے تنقیدی لہجے میں کہنے لگیں۔

''بھابی! اس دو ٹکے کے ملازم کو آپ اتنی اہمیت کیوں دیتی ہیں اس وقت مونا کے سسرال والوں کے پاس ہونا چاہیے تھا آپ کو اور آپ اس سے باتوں میں لگی ہیں جب ہی وہ اتنا سر چڑھ گیا ہے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔''

''رامین وہ ملازم ہی سہی مگر بزرگ ہیں ان کے بارے میں بولتے وقت لہجے کو احترام کے دائرے میں رکھا کرو مونا کے سسرالیوں کی فکر مت کرو وہ کم ظرف نہیں ہیں جو ذرا ذرا سی بات کو ایشو بنا کر تماشا کھڑا کریں۔''

''میں تو ملازم کو ملازم ہی سمجھتی ہوں بھابی، خواہ آپ کچھ بھی کہیں خیر میں یہ کہہ رہی تھی ادھر دیکھیں بھائی جان کس طرح چاند آپا پر لٹو ہو رہے ہیں۔'' انہوں نے اسٹیج کی طرف اشارہ کیا جہاں بلو سلک کی ساڑھی میں ملبوس خوش شکل پروقار خاتون کا تعارف وہ اپنے داماد سے کرا رہے تھے۔ شاہ رخ صاحب کا انداز بے حد نارمل و عام سا تھا مگر وہ جانتی تھی وہ دلربا سی عورت ان کی چاہت تھی کسی زمانے میں وہ ان سے شادی کے آرزومند تھے۔

''چاند آپا کی جگہ ان کے پہلو میں آپ کو موجود ہونا چاہیے تھا اور آپ ہیں کہ ان سے بے خبر مجید بابا کے ساتھ گپ شپ میں لگی ہیں۔'' انہوں نے گہری نظر رابعہ پر ڈالتے ہوئے ان کے چہرے سے حسد جاننے کی سعی کی تھی۔ جس میں ان کو شدید ناکامی ہوئی تھی وہ ایسی ہی نظر آرہی تھیں پرسکون و بے فکر حسد و جلن کی رمق تک چہرے پر نہ آئی تھی۔

''چاند سے کئی بار مل چکی ہوں اور آج بھی وہ سب سے پہلے مجھ سے ملی ہیں وہ بے حد نفیس و بے ضرر عورت ہیں اور رہا سوال شاہ رخ کا تو میرے لیے یہی اطمینان کافی ہے چاند ان کا ماضی تھیں اور میں ان کا حال ہوں۔''

❁ .... ❁ .... ❁

فائرنگ اتنی شدید تھی کہ کھڑکیوں کے شیشے تڑتڑ کی آواز

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے ساتھ ٹوٹ کر گر رہے تھے کافی کا مگ اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا وہ سراسیمہ سی وہیں کھڑی تھی۔ لاؤنج اور ڈائننگ روم کا داخلی دروازہ اندر کی طرف سے آتا تھا جبکہ اندر کی دیواریں عقبی طرف تھیں جو حصہ جنگل کی طرف تھا اوران دیواروں میں قدآور کھڑکیاں تھیں ان کھڑکیوں اور دیواروں کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ احد نے اڑتے شیشوں اور گولیوں سے بچنے کے لیے صوفے کی سمت جست لگائی تھی دشمن اس کی سوچ سے بھی آگے کی چال چلنے والا تھا۔

"اسٹوپڈ اس طرح کھڑی کیوں ہوں، سٹ ڈاؤن، سٹ......!" ابھی وہ اسے نیچے بیٹھنے کا کہہ ہی رہا تھا کہ کھڑکی سے ایک انگارہ اڑتا ہوا عین اس کی طرف بڑھا تھا اوراحد نے جھکے جھکے ہی آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تھا وہ چیختی ہوئی گری تھی گولی اسی لمحے اس کے سر سے گزر کر دروازے میں پیوست ہوئی تھی وہ بے اوسان گری تھی کلائیوں میں پڑی چوڑیاں ٹوٹ کر بکھر گئی تھیں احد نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور غصے سے بولا۔

"میری سوچوں سے بھی زیادہ تم اسٹوپڈ ہو ابھی وہ بلٹ ڈور کی جگہ تمہارے اس بھوسے بھرے سر میں پیوست ہوچکی ہوتی عجیب لڑکی ہو تم۔" وہ جھنجلاہٹ بھرے لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا وہ آہستگی سے اٹھ کر صوفے کے پیچھے بیٹھ گئی تھی وہ بے حد ہراساں و متوحش تھی۔ فائرنگ متواتر ہورہی تھی اوران کو جگہ سے اٹھنے کا موقع نہیں مل رہا تھا لیکن دیکھ رہی تھی وہ بالکل بھی خوف زدہ وفکر مند نہ تھا۔ کئی کالز اس نے کی تھیں مگر دوسری طرف سے ایک بھی اٹینڈ نہ کی گئی۔

"ہوں مجھے معلوم تھا پولیس نام قانون کا لیتی ہے مگر کام مجرموں کا کرتی ہے کوئی کال ریسیو نہیں کررہا ہے از خود اگنور کررہے ہیں میری کال کو۔" وہ موبائل نیچے پھینک کر غصے سے بڑبڑایا اور پھر چند سیکنڈ بعد فائرنگ بند ہوگئی تھی۔

"یہیں بیٹھی رہو اٹھنا نہیں ابھی۔" وہ تیزی سے اٹھتا ہوا اس سے کہہ رہا تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا دل کی حالت ابھی بھی بے قابو تھی فائرنگ کا دورانیہ صرف پانچ منٹ تھا مگر شدید تھی کہ ابھی بھی کانوں میں جھنجناہٹ و بدن میں سنسناہٹ کم نہ ہوئی تھی۔ وہ کھڑا ہو کر در و دیوار کا جائزہ لے رہا تھا معاً اس کے فون کی گھنٹی بجی تھی۔

"ابھی جو تم نے دیکھا وہ بے حد معمولی سا ٹریلر تھا فلم ابھی باقی ہے اگر زندہ اس جگہ سے نکلنا چاہتے ہو بابا تو رائمہ کو ابھی اسی وقت یہاں چھوڑ جاؤ۔" دوسری طرف عاشق علی کی پھنکارتی ہوئی آواز آئی تھی اس نے ایک نگاہ سہمی ہوئی رائمہ پر ڈالی تھی پھر موبائل کان سے لگائے باہر نکل گیا۔

"اوراسی وقت میں اسے لینے آرہا ہوں میری عزت کسی غیر مرد کے پاس ہو اور معلوم ہونے کے بعد میں سو جاؤں یہ ناممکن بات ہے۔" حاکمیت وسفاکی بھرا لہجہ وہ بہت جذباتی و بے چین لگ رہا تھا محسوس کی جانے والی کھلبلی تھی۔

"میں نے کہا تھا نا تم سے کہ رائمہ اب میری انا میری غیرت کا مسئلہ ہے تم اس کی پرچھائی بھی نہیں دیکھ سکو گے ابھی جو تم نے تماشہ دکھایا ہے میں اس سے مرعوب ہونے والا بھی ہرگز نہیں ہوں۔" وہ لان میں نکل آیا تھا رائمہ کے سامنے اس کے ہی متعلق بات کرتا اسے معیوب لگ رہا تھا۔

"آفیسر تم اپنی موت کو آواز دے رہے ہو شیر کے منہ سے شکار چھیننا کیا اتنا آسان سمجھا ہے تو نے؟" وہ پوری طاقت سے چیخا۔

"شیر کے منہ سے شکار چھیننا بالکل آسان ہے میرے لیے تم رائمہ کو بھول جاؤ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے نہ وہ تمہاری تھی نہ ہے اور نہ ہوگی۔"

"اگر وہ میری نہیں ہے تو تیری بھی نہیں رہے گی آفیسر تجھے ابھی میری طاقت کا اندازہ نہیں ہے تو یہاں سے زندہ نہیں جاسکتا ہے یہاں دور تک کوئی تیری مدد کو نہیں آئے گا سمجھا ابھی بھی وقت ہے رائمہ کو چھوڑ دے۔" دوسری طرف وہ شاید غصہ و بے بسی سے اپنے بال نوچنے لگا تھا۔

"ہمت ہے تو چھڑوا لے میں چیلنج کررہا ہوں۔" کہہ کر اس نے لائن ڈسکنیکٹ کردی اور مڑا تو رائمہ کو اپنے قریب کھڑے دیکھ کر اس نے گہری سانس لی تھی وہ نا معلوم کب سے اس کی پشت کے پیچھے کھڑی تھی اور فق چہرہ بتا رہا تھا کہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ سب سن چکی ہے اور اس نے بھی ٹائم ضائع کیے بنا عاشق علی سے کی گئی گفتگو کے کچھ حصے سنا دیے تھے۔

"اب کیا ہوگا، وڈیرہ چھوڑے گا نہیں، وہ کاری کرا دے گا۔" وہ ایک دم ہی خوف زدہ ہو کر رونے لگی۔

"پلیز، ٹیک اٹ ایزی۔ آنسو ہر مسئلے کو حل نہیں کرتے وہ کس قدر شاطر و مکار آدمی ہے یہ آئیڈیا مجھے ہو چکا ہے ہمیں ابھی یہاں سے نکلنا ہوگا یہ جگہ بالکل بھی سیف نہیں رہی۔ وہ گاؤں کے لوگوں کو رات کی تاریکی میں لانے سے بھی گریز نہیں کرے گا کیونکہ وہ پہلی بار کسی کو حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ایسے لوگ زخمی سانپ کی مانند ہوتے ہیں جو ہر وقت اپنے دشمن کو ہلاک کرنے کی سعی میں مبتلا رہتے ہیں جا کر فٹافٹ اپنا سامان پیک کرو، ہمیں ابھی نکلنا ہوگا یہاں سے۔" وہ اس کو کہہ کر کسی کو کال کرنے لگا تھا۔

بے گناہ و بے خطا ہونے کے باوجود کاری ہو کر مرنے کے لیے وہ تیار نہ تھی۔ جس عزت کو بچانے کے لیے اس کی ماں کو قتل ہونا پڑا تھا گھر چھوڑنا پڑا تھا اور یہاں اس سر پھرے بدمزاج شخص کی جلی کٹی سن رہی تھی۔ وہ بدلحاظ، بدمزاج، کٹھور مگر اس نے کبھی بھی اس کی بے بسی و تنہائی سے فائدہ اٹھانے کی سعی نہ کی تھی اور جب سے بابا گئے تھے اس کی کوشش یہی ہوتی تھی کہ اس سے کم سے کم سامنا ہو۔

"اتنی دیر لگا دی معمولی سا سامان پیک کرنے میں۔"

وہ دستک دیتا اندر آتا ہوا بولا اس نے جلدی سے چھوٹا سا بیگ اٹھایا اور کھڑی ہوگئی۔ احد کے ہاتھ میں ایک بڑا بیگ تھا اس نے بنا کچھ کہے رائمہ کے ہاتھ سے بھی بیگ لے لیا اور تیز تیز چلتا ہوا باہر نکل گیا اس کی تقلید اسے بھی کرنی پڑی۔ گیٹ کے باہر کار کھڑی تھی اور ساتھ ہی بندوقیں تانے دو ملازم ٹائپ آدمی کھڑے تھے احد نے سامان ڈگی میں منتقل کرنے کے بعد اسے کار میں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود ان دونوں کو کچھ ہدایات دے رہا تھا۔

وہ دونوں چوکیدار تھے جو مودبانہ انداز میں اثبات میں سر ہلا رہے تھے۔ وقت نو دس بجے کے درمیان کا تھا مگر باہر پھیلی سناٹا و ویرانی ماحول کو پر ہول بنا رہی تھی رات کی گہری تاریکی فضا میں رچ بس چکی تھی۔ ان کو ہدایات دینے کے بعد اس نے ڈرائیونگ ڈور کھول کر دو پستول فرنٹ سیٹ پر رکھی تھیں اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے نگاہ مرر پر گئی تو رائمہ کی پیشانی پسینے و خوف سے تر دیکھ کر نرمی سے بولا۔

"ڈرو نہیں، ان ریوالورز کو چلانا پڑتا ہے از خود نہیں چلتی۔"

وڈیرے عاشق علی کی حالت بن جل مچھلی کی مانند تھی رائمہ کی ملنے کی خبر نے اسے جس قدر پر جوش و پر مسرت کیا تھا اس قدر ہی احد کو دیکھنے اور ملنے کے بعد اس کے اندر رقابت کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ اپنی گھٹیا سوچ اور ذہنیت کے مطابق وہ رائمہ کو احد کے ساتھ اپنی تھرڈ کلاس سوچوں کے عکس میں دیکھ چکا تھا اور اپنی ہی سوچوں کے عکس کے ہر منظر پر وہ بے بسی و جلن کے الاؤ میں جل رہا تھا۔

فون پر احد سے ہونے والی گفتگو نے اس کے اوسان خطا کر دیے تھے غیض و غضب سے اس کا چہرہ بگڑ کر رہ گیا تھا۔ سانس بری طرح پھولنے لگا تھا۔

"ارے اس چھوکرے کی بات کو دل سے کیوں لگاتے ہو سائیں وہ کل کا چھوکرا آپ کی برابری نہیں کر پائے گا میں ابھی گاؤں کے لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور ہم جا کر اس چھوکری کو زندہ اور اس آفیسر کی لاش لے کر آئیں گے۔" بخشو نے ہمت کر کے اس کو سمجھانے کی سعی کی۔

"تو کہہ رہا تھا وہ کانپڑی بتا رہی تھی رائمہ کو میڈم نے شہر بھیجا ہے پھر وہ اس آفیسر کے ساتھ جنگل والے گیسٹ ہاؤس کس طرح پہنچی ہے اور وہ آفیسر اس پر اتنے کم دنوں میں کس طرح ایسا فدا ہوا کہ وہ مجھ سے مقابلہ کر رہا ہے؟"

"سائیں یہ کیا چکر ہے میں بھی سمجھ نہیں پایا ہوں مگر کانپڑی نے جو بھی کہا وہ درست ہے وہ میڈم کی خاص ملازمہ تھی اسکول اور گھر میں ساتھ ہی رہتی تھی۔ اس نے خود اس رات میڈم کو فون پر بات کرتے ہوئے سنا تھا وہ چھوکری سے کہہ رہی تھی وہ بھاگ کر اس کے گھر پہنچ جائے اس کے رشتے دار کراچی سے آئے ہوئے ہیں وہ ان کے ساتھ اسے بھی بھیج دے گی۔ مگر کانپڑی کہتی ہے اس نے

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

چھپ کر دیکھا تھا وہ گاڑی میں نہیں تھی۔" بخشو نے مہہ جبین میڈم کی ملازمہ کا پرچی کو چند روپے دے کر ساری معلومات حاصل کرلی تھیں اور عاشق علی کو بتا دیا تھا۔
عاشق علی نے جب رائمہ کو گھر میں نہ پایا اور ڈھونڈنے کے باوجود بھی وہ نہ ملی تو اس نے پہلے اسلام الدین عرف سلامو کو خوب مار لگوائی تھی اور یہی پوچھا تھا کہ اس کی بیٹی کس طرح اور کس کے ساتھ بھاگی ہے اس کی دوستی کس لڑکے کے ساتھ تھی، سلامو نے ٹوٹی ہڈیوں کے ساتھ درد سے کراہتے ہوئے قسم کھائی تھی کہ رائمہ ایسی لڑکی نہ تھی اس کی دوستی صرف اپنی ماں اور اسکول میڈم کے ساتھ تھی اور اس نے یہ بتایا کہ وہ آج رات تک اس کے ساتھ تھی اس کی حسرتوں کے پھولوں میں آگ لگ گئی تو اس نے سلامو کو بھی زندہ نہ رہنے دیا تھا۔ آخری سانسیں لیتے سلامو کو وہ گھر سمیت زندہ جلتا چھوڑ آیا تھا سلامو کی کربناک چیخوں پر اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا دوسرا نمبر اسکول کا تھا وہاں بھی وہ آگ لگا چکا تھا میڈم مہہ جبین پراسرار طور پر وہاں سے غائب ہوگئی تھیں۔
"جاؤ جلدی گاؤں والوں کو تیار کرو اور چلنے کی تیاری کرو، میں آرہا ہوں۔" وہ اس کے حکم پر ہوا کی مانند روانہ ہوگئے تھے اور وہ دیوار گیر قدآور آئینے کے سامنے کھڑا مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا سوچ رہا تھا بہت بڑی غلطی کردی سلامو کو مار کر آج وہ زندہ ہوتا تو رائمہ کو بہلا پھسلا کر الٹے قدموں واپس لے آتا بیٹی کتنی ہی باپ سے خفا ہو مگر باپ کو اپنے آگے ہاتھ جوڑے دیکھ کر ساری خفگی بھول جاتی ہے سلامو کی موت کا اسے سخت رنج ہو رہا تھا اپنی جلد بازی و غصے پر اسے رنج تھا۔
باہر گاؤں کے لوگ اس کے حکم پر جمع ہو رہے تھے۔ لاٹھی، ڈنڈے، کلہاڑی، اسلحہ سب میں تقسیم ہو رہا تھا۔ غریب و بے قصور لوگ وڈیرے کا حکم ماننے پر مجبور تھے۔

❀......❀......❀

مونا کی منگنی کا فنکشن بہت بہترین رہا تھا شاہ رخ صاحب اس رشتے پر بے حد خوش تھے خوش رابعہ بیگم بھی تھیں مگر بیٹے کی غیر موجودگی کا ملال ان کی آنکھوں میں نمی بن کر چمکتا رہا تھا۔ چاند بھی ان کی رنجیدگی کو محسوس کررہی تھیں مہمانوں کی اکثریت جانے کے بعد جب چند قریبی عزیز و اقارب اور گھر والے رہ گئے تو وہ اپنی سوچوں میں گم ایک طرف تنہا بیٹھی رابعہ کے پاس چلی آئی تھیں ان کو دیکھ کر وہ سوچوں سے نکلی تھیں۔
"اس طرف دوبارہ ڈنر چل رہا ہے اور آپ یہاں تنہا بیٹھی ہیں آپ نے پہلے بھی کچھ نہیں کھایا تھا اب کچھ لے لیجیے۔" انہوں نے دوسری طرف اشارہ کیا جہاں رامین، کاجل اور دیگر مہمان مزے سے کھانے پینے میں مصروف تھے ان میں شاہ رخ بھی نمایاں تھے مونا اپنی فرینڈز اور کزنز کے ساتھ دوسری ٹیبل پر بیٹھی تھی مجید بابا ان کو آئس کریم اور میٹھے پان سرو کررہے تھے۔
"شکریہ چاند! میرا دل ہی نہیں چاہ رہا کھانے کو بھوک ہی ختم ہوگئی ہے۔"
"احد کی جدائی کو دل کا روگ بنالیا ہے آپ نے رابعہ۔"
"روگ خود بخود لگ جاتے ہیں انہیں لگانے کی ضرورت کہاں پڑتی ہے آپ نے دیکھا پورا شہر گویا اُمڈ آیا تھا اس تقریب میں شاہ رخ نے چپڑاسی سے لے کر منسٹر تک کو انوائٹ کیا تھا اگر ایک کال وہ احد کو بھی کردیتے تو کیا کمی آجاتی، ہماری پہلی خوشی سے ہمارا بیٹا محروم رہا وہ بیٹا جو ہمیشہ ان کی ہر بات مانتا آیا تھا ایک بار اس نے اپنے حق کی بات کردی تو انہوں نے گویا احد کو اپنے دل سے نکال پھینکا۔" وہ کوشش کے باوجود اپنے آنسوؤں پر قابو نہ پاسکی تھیں۔
"مجھے آپ کے دکھ کا اندازہ ہے رابعہ ایک ماں کے لیے ہر خوشی ادھوری ہوگی لیکن میں شاہ رخ کی سنگ دلی و ہٹ دھرمی سے بھی واقف ہوں جب تک اس کے دل پر احد کی طرف سے جمی بدگمانی و غصے کی گرد صاف نہیں ہوگی وہ اس کا نام سننا بھی پسند نہیں کرے گا۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کر محبت سے سمجھانے لگی تھیں۔
"بھابی آپ ہی سمجھائیں شاہ رخ کو وہ آپ کی بات رد نہیں کریں گے۔" وہ ٹشو پیپر سے آنکھیں صاف کرکے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ان سے لجاجت بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔

"پہلے بھی کئی بار ایسا ہوا ہے انہوں نے آپ کی بات کی حمایت کی ہے۔"

"میں جانتی ہوں رابعہ رامین نے نامعلوم کس کس انداز میں میری اور شاہ رخ کی محبت کی داستان سنائی ہوں گی لیکن ڈیئر ایسا کچھ نہیں تھا ہم کلاس فیلو تھے کالج سے یونیورسٹی تک ہم نے سفر ساتھ طے کیا اور اس دوران وہ نا جانے کب یک طرفہ محبت کے سفر پر گامزن ہوگیا یک طرفہ محبت کی کوئی منزل نہیں ہوتی ہے یہ سفرخواری کے کچھ نہیں دیتا ہے میری محبت کاشف تھے جو ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔"

"جی، رامین نے بتایا تھا مجھے وہ آپ کو پسند کرتے تھے اور آپ کسی اور کو لیکن جانئے کچھ لوگ صرف ایک بار محبت کرتے ہیں وہ محبت ان کی پہلی اور آخری ہوتی ہے شاہ رخ نے آپ سے ویسے ہی محبت کی ہے بدلے کی توقع نہ رکھتے ہوئے وہ آج بھی آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں۔" رابعہ کا لہجہ بالکل سادہ و پروقار تھا۔

"شکر ہے آپ کا دل میری طرف سے صاف ہے۔ میں پوری کوشش کروں گی احد اور شاہ رخ کے درمیان جو دوری ہے اسے ملن میں بدلنے کی۔"

✿......✿......✿

سارا راستہ وہ زیرلب دعاؤں کا ورد کرتی رہی تھی احد نے یہاں سے نکلنے کے لیے شارٹ کٹ کا انتخاب کیا تھا یہ راستہ دشوار گزار و کٹھن تھا مگر یہاں سے وہ محفوظ طریقہ سے باہر نکل سکتے تھے اور کم سے کم وقت میں بھی۔

آج سارا دن ان الجھنوں میں گزرا تھا وہ جو مونا کی وجہ سے یہ سوچ سوچ کر ہلکان ہورہا تھا کہ اس خوشی کے موقع پر وہ کس طرح لاڈلی و چہیتی بہن سے دوری کو برداشت کرے گا۔ خصوصاً ممی کی بے حد فکر تھی وہ جانتا تھا اس کی غیر موجودگی کو وہ کس دل سے برداشت کریں گی۔ مگر آج کا دن بے حد بھاگ دوڑ و پریشانی میں گزرا تھا اور اب بھی وہ محو سفر تھا۔ تنہائی میسر آتے ہی گھر والوں کی یاد ستانے لگی تھی وہ سوچ رہا تھا مونا کیسی لگ رہی ہوگی۔ وہ اور ممی اس کو بے حد مس کررہی ہوں گی اور بار بار کالز بھی کررہی ہوں گی کیونکہ مجید بابا نے بھانڈا پھوڑ دیا تھا کہ وہ یہیں موجود ہے باہر نہیں گیا گڑبڑ حالات کی وجہ سے اس نے وہ نمبر آف کر رکھا تھا اور اس کو یہ فکر ستارہی تھی کہ وہ لوگ وہاں پریشان ہورہے ہوں گے۔ گیئر بدلتے ہوئے اس پر نگاہ پڑی تھی وہ بے خبر سورہی تھی۔

"ہونہہ مجھے مصیبت میں مبتلا کرکے خود آرام سے سو رہی ہے ایڈیٹ بابا سے میں نے پہلے کہا تھا اس طرح آنے والی لڑکیاں اپنے پیچھے کئی پریشانیاں اور ہنگامے لے کر آتی ہیں میرا خدشہ سچ ثابت ہوا وہ عاشق صاحب مجنوں کے نقش قدم پر چلنے کی سعی میں یہ بھی بھول بیٹھے ہیں کہ یہ لڑکی ان سے عمر میں کئی گنا کم ہے۔" اس کے ذہن میں سب خیالات گڈمڈ ہورہے تھے جب اس کی کار مبشر کے چھوٹے سے بنگلے کے سامنے رکی تو رات کا آخری پہر تھا چند گھنٹوں بعد ہی صبح روشن ہونے کو تھی۔

"ہم گاؤں سے باہر آگئے ہیں؟" کار رکنے کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ باہر دیکھتی ہوئی خوابیدہ لہجے میں استفسار کرنے لگی تھی۔

"جی ہاں یہ کراچی کا ایک علاقہ ہے گلشن۔" اس نے اپنے مخصوص لٹھ مار انداز میں جواب دیا اور ساتھ ہی دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

"تھینکس گاڈ تم بخیر و عافیت یہاں پہنچ گئے ہو میں رات بھر ایک پل کے لیے نہیں سوسکا۔" مبشر کار دیکھتے ہی باہر نکل آیا تھا اس سے لپٹ کر بولا۔

"سونے والے سولی پر بھی سوجاتے ہیں یار تمہیں نیند کیوں نہیں آئی؟" اس نے اس سے علیحدہ ہوکر رائمہ کے لیے گیٹ کھولتے ہوئے کہا تھا رائمہ کو لگا وہ اس پر طنز کررہا ہے خود پر اسے حیرت تھی پے درپے بدلتے حالات پھر فرنٹ سیٹ پر اسلحہ دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہوگئے تھے وہ جانتی تھی اسلحہ نمائش کے لیے نہیں رکھا گیا تھا احد اسے بخوبی استعمال کرنا جانتا تھا اور راستے میں کسی سے مڈبھیڑ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوگئی تو وہ کسی کو مارنے سے بھی گریز نہیں کرے گا اور یہی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی خاطر کسی کا خون بہے وہ شخص جو اس کی وجہ سے پہلے ہی پریشانیوں میں مبتلا ہے خون خرابہ کرکے کسی بڑی مشکل میں گرفتار ہو وہ دعا کرتی ہوئی نیند کی آغوش میں چلی گئی تھی اور اب آنکھ کھلتے ہی اس کے طنز کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ بہت عجیب مہرباں تھا وہ طنز و دل آزاری کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔

''اب باہر نکلنے کے لیے بھی دعوت دینا پڑے گی؟'' اس کی سرد آواز پر وہ گھبرا کر باہر نکلی تو مبشر نے ایک چوری نگاہ اس پر ڈالی اور احد کے ہمراہ آگے بڑھ گیا۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھے بنا ان کے پیچھے چل رہی تھی۔

''آیئے بیٹھیے نا یہ آپ کا اپنا گھر ہے۔'' وہ ایک لاؤنج میں داخل ہوئے تھے۔

اے سی کی کولنگ سے ٹھنڈے اور خوب صورت ڈیکوریٹڈ لاؤنج میں احد آتے ہی صوفے پر نیم دراز ہو چکا تھا جبکہ وہ کھڑی تھی۔

''بھابی گھر پر نہیں ہیں کیا؟'' احد نے پوچھا۔

''کل ہی اپنی مما کے گھر گئی ہے وہ۔'' وہ اطمینان سے گویا ہوا۔

''ہوں تب ہی تو ایسی باتیں کر رہا ہے۔'' اس کے سنجیدہ لہجے میں شوخی تھی۔

''یہ میرے باس ایسی ہی باتیں کرنے کے عادی ہیں آپ کو بھی معلوم ہوگیا ہوگا آپ آیئے میرے ساتھ میں آپ کو روم دکھا دوں آپ فریش ہو جائیں۔'' وہ چپ چاپ اس کے ساتھ اس کمرے میں آ گئی یہ بیڈ روم تھا سنگل بیڈ، ڈریسنگ ٹیبل، مہرون پردے کارپٹ سے آراستہ کمرہ خاصا نفیس و سادہ تھا۔

''یہ میری اماں کا روم ہے اماں ان دنوں میری بڑی سسٹر کے گھر گئی ہوئی ہیں آپ ایزی ہو جائیں یہاں آپ ہر خطرے سے محفوظ ہیں۔'' وہ دروازے میں کھڑا کہہ رہا تھا پھر اپنی بات مکمل کرکے وہ چلا گیا' رائمہ سست قدموں سے اٹیچڈ باتھ کی طرف بڑھ گئی تھی۔

''تمہارے ریسٹ ہاؤس سے نکلنے کے چند گھنٹے بعد ہی وہاں حملہ ہوا تھا پرویز کی کال آئی تھی اس وقت قاسم بھی بے حد فکر مند تھا تمہارے لیے میں نے بتا دیا تھا تم وہاں سے نکل چکے ہو اور یہاں آ رہے ہو۔'' وہ اس کے سامنے بیٹھ کر فکر مندی سے گویا ہوا جبکہ احد نارمل انداز میں کہنے لگا۔

''یہ مجھے معلوم تھا وہ ایسا کرے گا اور جلدی کرے گا وہاں موجود چوکیداروں کے بارے میں معلوم ہوا وہ بخیریت ہیں؟'' وہ ان کے لیے فکر مند نظر آ رہا تھا۔

''وہ ٹھیک ہیں تم ان کو سمجھا آئے تھے اس لیے وہ چوکنا تھے لوگوں کو دور سے دیکھ کر ہی وہ لائٹس آف کرکے اور گیٹ پر تالا لگا کر چھپ گئے تھے ان میں سے کسی ایک نے پرویز کو کال کرکے صورت حال بتائی تھی وہ وہاں سے چلے گئے تھے۔''

''ڈیٹس گڈ وہ پاگل ہوگیا ہوگا اپنی ناکامی پر بہت سیلفش آدمی ہے وہ۔''

''احد بی سیریس یار یہ سب تم کیوں کر رہے ہو ایک لڑکی کی خاطر تم نے ایک بہت نامعقول شخص سے دشمنی مول لی ہے میں کہتا ہوں جو وہ کہہ رہا ہے وہ مان جاؤ لڑکی ان کے حوالے کردو اور اپنی جان چھڑاؤ پرائے جھگڑے سے۔''

''لڑکی اس کے حوالے کردوں امپاسبل' اس کی اصلیت جاننے کے بعد میں کبھی ایسا نہیں کروں گا تم جانتے ہو میں گھٹیا لوگوں سے کمپرومائز نہیں کرتا۔'' وہ دو ٹوک و اٹل لہجے میں بولا کچھ توقف کے بعد مبشر نے آہستگی سے کہا۔

''تمہارے ارادے کیا ہیں، رائمہ کو سہارا تم دو گے؟''

''وہاٹ یو مین سہارا میں ایک وحشی و بے ضمیر انسان سے محفوظ کرنا چاہ رہا ہوں یہ سہارا نہیں تو اور کیا ہے تم کس قسم کے سہارے کی امید کر رہے ہو؟''

''میرے خیال میں تم پہلے فریش ہو جاؤ میں اتنے میں کافی بنا کر لاتا ہوں۔'' وہ کچھ تھکا تھکا الجھا الجھا محسوس ہو رہا تھا مبشر نے اپنے لفظوں کو زبان پر آنے سے روک لیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ تینوں بیٹھے تھے مبشر نے میکرونی پاستا،

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تو مبشر نے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"ان کو کتنا عرصہ بھی رہنا پڑے موسٹ ویلکم میرے نزدیک مہمان رحمت ہوتے ہیں ویاں جان نہیں تم اپنی منطق اپنے پاس ہی رکھا کرو۔" وہ کہہ کر برتن اٹھانے میں اس کی مدد کرنے لگا۔

"سنو......" وہ کچن سے باہر نکل رہی تھی جب وہ وہاں آکر گویا ہوا۔

"تم یہاں بالکل محفوظ ہو کسی بھی قسم کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ریلیکس ہو کر رہو، یہاں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے اگر کچھ چاہیے تو بتا دو؟" لائٹ بلو پینٹ و ڈارک بلو شرٹ میں ملبوس خوشبوئیں بکھیرتا وہ کچھ فاصلے پر کھڑا پوچھ رہا تھا اس نے نفی میں سر ہلا دیا زبان سے کچھ بولا ہی نہ گیا کہ آنسوؤں کا گولہ حلق میں پھنس کر رہ گیا تھا۔

"مبشر اور میں جا رہے ہیں وہ اپنی وائف کے پاس جائے گا اور میں آج کا دن اپنی فیملی کے ساتھ رہوں گا۔" وہ بولتے بولتے رکا تھا رائمہ کے بے آواز آنسو گرنے لگے تھے اس نے بے اختیار اس کی طرف نگاہ ڈالی تھی وہ اپنے چہرے کو آنچل کی اوٹ میں رکھتی تھی اب بھی وہ حصار قائم تھا۔

"تمہیں کل آفس جوائن کرنا ہے رات کو ہم روانہ ہو جائیں گے معاملہ جب تک کلیئر نہ ہو جائے تمہیں یہاں رہنا ہوگا، میں فون کرتا رہوں گا تمہیں گھبرانا نہیں۔" اس کی گھٹی گھٹی سسکیاں دبے آواز آنسو اس کے اندر کہیں نامانوس دستک ہونے لگی تھی وہ کچھ دیر اسے تکتا رہا پھر شانے اچکا کر وہاں سے چلا گیا۔

"وہ تنہا یہاں کس طرح رہ سکتی ہے یار، پھر یہ معاملہ اتنی جلدی حل ہونے والا نہیں ہے نامعلوم کیا کیا فیس کرنا پڑے گا ابھی۔" مبشر کی آواز اس کی سماعتوں میں گونجی تھی۔

"آئی نو، بٹ میں کہاں لے کر جاؤں گا اسے؟ ریسٹ ہاؤس لے جانے کی حماقت نہیں کرسکتا مجید بابا اس وقت تک گھر نہیں آسکتے جب تک پپا ان کو خود وہاں سے آنے کا نہ کہیں میرے پاس جو بنگلوز ہے وہ تم جانتے ہو ساحل سمندر پر ہے وہاں میں اسے چھوڑ نہیں سکتا وہ رات کو سنسان ہو جاتا ہے یہ تمہارا گھر آبادی کے درمیان ہے۔"

اس کا لہجہ دھیما و متفکر سا تھا جیسے کہہ رہا ہو وہ کیا کرے؟

"ریسٹ ہاؤس میں تم رہ رہے تھے رات میں یہاں آجایا کرو۔"

"یہ پاسبل نہیں ہے میں رات دن سفر نہیں کرسکتا پھر بھی ٹرائی کروں گا کہ مجید بابا کسی طرح پپا سے اجازت لے لیں تو ان کی یہاں موجودگی بہتر ہوگی۔"

"بات ساری تنہائی کی ہے امی اور عمامہ ایک ڈیڑھ سال سے پہلے آنے والی نہیں ہیں۔"

"اصل فساد کی جڑ وہ خود ہے اب اتنا تو اسے برداشت کرنا پڑے گا میں اس کی خاطر جاب لیس ہو کر بیٹھنے سے رہا ایک تو بے سبب بلا گلے پڑ گئی ہے پھر......!"

"پلیز پلیز یار کیا کہہ رہے ہو ذرا سوچو تمہاری آواز باہر جا رہی ہے وہ سن رہی ہوگی کیا سوچے گی اتنی انسلٹ مت کرو اس کی۔" مبشر نے گھبرا کر کہا۔

"کم آن نکو، ممی اور موبا ویٹ کر رہی ہوں گی میرا۔" اس کے لہجے میں بے نیازی تھی۔

❀......❀......❀

شاہ رخ مسز چاند کو اپنے آفس میں دیکھ کر خوش گوار حیرت کا شکار ہوئے تھے۔

"اتنے حیران ہونے کی کیا بات ہے کیا میں تمہارے آفس نہیں آسکتی۔" وہ ان کے سامنے بیٹھتی ہوئیں مسکرا کر گویا ہوئیں وہ بھی خوش دلی سے بولے۔

"شیور شیور وائے ناٹ میں نے توقع نہ رکھی تھی تم سے کبھی کہ تم اس طرح بھی مجھ سے ملنے آسکتی ہو، میرے لیے یہ گڈ سرپرائز ہے اینی وے یہ بتاؤ کیا لوگی شوگر کین ابھی بھی تمہارا فیورٹ ہے یا بدلتی زندگی کے ساتھ شوق بھی بدل گیا ہے؟" وہ انٹرکام کا ریسور اٹھاتے ہوئے شوخی سے استفسار کرنے لگے۔

"زندگی بدلتی ہے تو شوق بھی بدل جاتے ہیں میرے لیے بلیو بیری منگوالو۔" ان کے انداز میں سنجیدگی در آئی تھی شاہ رخ بلوبیری ڈرنک لانے کا کہہ کر سنجیدگی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے مخاطب ہوئے۔

"میں جانتا ہوں میری محبت میں تم یہاں نہیں آئی ہو کیونکہ محبت تم نے مجھ سے کبھی کی نہیں تھی پھر کیا وجہ ہے جو تم یہاں تک چلی آئیں؟"

"محبت کا صرف وہ ہی رشتہ پائیدار نہیں ہوتا ہے شاہ رخ جو ایک عورت و مرد کے درمیان قائم ہو بلکہ محبت تو احترام وخلوص کے رشتوں میں جکڑ کر اور بھی مضبوط ہوجاتی ہے اور میرا تم سے یہ رشتہ تاحیات رہے گا ایک بے حد محترم و پرخلوص دوست کا میں تمہیں پسند کرتی ہوں دل سے قدر کرتی ہوں۔"

"بائی گاڈ! تم نے کوئی رشتہ تو قائم کیا مجھ سے ورنہ تازیست میں نارسائی کے الاؤ میں جھلستا رہا ہوں تم نے دوست کہا ہے تو مجھ سے بڑھ کر کوئی دوست پاؤ گی بھی نہیں۔"

"میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنے آئی ہوں احد کے حوالے سے مجھے امید ہے تم مائنڈ کیے بنا میری بات سمجھنے کی سعی ضرور کروگے۔"

"سوری ڈیئر میں احد کے حوالے سے کچھ سننا بالکل بھی پسند نہیں کرتا وہ......!"

"پلیز اتنے سنگ دل نہ بنو ایک ذرا سی بات پر کوئی اولاد کو خود سے جدا نہیں کیا کرتا تم نے ظلم کی انتہا کردی ہے مونا کی انگیجمنٹ پارٹی سے بھی تم نے اسے محروم رکھا حد ہوتی ہے زیادتیوں کی بھی شاہ رخ تم ایسے کٹھور نہ تھے۔"

"جس کو تم ذرا سی بات کہہ رہی ہو وہ بہت بڑی بات ہے اس نے کاجل سے شادی کرنے سے انکار کرکے پورے خاندان کی توہین کی ہے چاند۔"

"نہ تم نے کبھی اسے یہ بتایا کہ تم کاجل کو بہو بنانا چاہتے ہو؟"

"نہیں مجھے یہ پسند نہ تھا کہ وہ اپنی پڑھائی چھوڑ کر ایسے بے مصرف باتوں میں لگ کر اپنا اور تعلیم کا حرج کرے میں نے سوچا تھا وقت آنے پر بتاؤں گا اور جب بتایا تو وہ باغی بن گیا اور باغیوں کو معافی دینا میری سرشت میں نہیں۔"

"اپنی پسند ناپسند کا اظہار کرنا بغاوت نہیں کہلاتا تم اپنے دل کو وسعت دو اور اس کی جگہ خود کو رکھ کر سوچو کیا تم ایسا فیصلہ قبول کرلیتے شادی تاحیات قائم ہونے والا بندھن ہے اگر شریک سفر من پسند نہ ہو تو یہ بندھن جڑے نہیں رہتے۔"

"میں جوڑے ہوئے ہوں نہ اس بندھن کو رابعہ آج تک میرے دل سے دور ہے۔" ان کے لہجے میں عجیب سی سوگواری تھی۔

"پھر تم احد سے بھی یہیں توقع کررہے تھے کہ دل میں کسی اور کو بسائے وہ کاجل سے شادی کرلیتا اور پھر تمہاری طرح کسی اور کے سامنے یہی سب کہہ رہا ہوتا جو تم کہہ رہے ہو۔"

"مجھے معلوم تھا وہ کسی کے ساتھ انوالو نہیں۔" وہ جھنجل سے ہوکر گویا ہوئے۔

"اب تم کچھ بھی ریزن دو میں ماننے والی نہیں میں نے ایک دوست کی حیثیت سے جو سمجھانا تھا وہ سمجھا دیا ہے رابعہ اور بچوں کی قدر کرو ہر بات رامین کے کانوں سے سننا چھوڑ دو، اور یہ دیکھو کاجل کئی ماہ سے میکے میں کیوں بیٹھی ہے۔"

❀......❀......❀

ممی اور مونا کے تمام شکوے شکایات فون تک ہی محدود رہے تھے اس کی شکل دیکھتے ہی ان کو یہ احساس ہوا انہوں نے اسے ہر موقع پر مس کیا تھا تو اور وہ ان کی ہر خوشی سے ہی محروم رہا تھا۔

سینڈز پٹ کے ساحل پر اس کا خوب صورت بنگلہ تھا جو اس نے حال ہی میں تعمیر کرایا تھا ممی اپنے ساتھ مجید بابا کے علاوہ دو ملازماؤں کو لے کر آئی تھیں اور ساتھ کئی طرح کی ڈشیں بنا کر لائی تھیں کئی ماہ بعد وہ لوگ ساتھ کھانا کھا رہے تھے چکن چاؤمن، کباب، مٹر پلاؤ، سیخ بوٹی کباب، کڑھائی گوشت اور قیمہ فرائی، پراٹھوں اور چپاتی کے ساتھ کئی قسم کے میٹھے، سلاد، رائتے اور چٹنیاں بھی مینو میں شامل تھیں۔ دسترخوان بھرا ہوا تھا۔

"ممی، اتنا سارا کھانا کون کھائے گا؟" وہ مسکرا کر پوچھنے لگا۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ہم کھائیں گے کتنے عرصے کے بعد مجھے اپنے بیٹے کے ساتھ کھانا نصیب ہو رہا ہے۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے پیار سے گویا ہوئیں۔

"بھائی آپ آجائیں واپس ممی آپ کے جانے کے بعد ہنسنا مسکرانا ہی بھول گئی ہیں آج دیکھیں آپ کے ساتھ ہیں تو بات بے بات مسکرا رہی ہیں اور کتنی اچھی لگ رہی ہیں۔" مونا نے اس کا بازو پکڑ کر کہا۔

"تھوڑا ویٹ کرو میں کسی اچھے سے لوکیشن والے گھر کی تلاش میں ہوں جیسے ہی کوئی گھر پسند آیا تو میں ممی اور بابا وہاں رہیں گے۔" اس نے مونا کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا وہ چونک کر گویا ہوئی۔

"ارے ممی بابا اور آپ اس گھر میں رہیں گے تو میں کہاں ہوں؟"

"تم اپنے گھر میں رہوگی حماد کے ساتھ۔" وہ بے ساختہ گویا ہوا تو مونا شرما گئی ممی اور مجید بابا کے علاوہ وہاں موجود ملازمائیں بھی ہنس پڑی تھیں۔

کھانا کھانے کے بعد مونا، ممی اور ملازمائیں باہر ساحل پر چلی گئی تھیں وہ چائے کا مگ تھامے ٹیرس پر آ گیا تھا جہاں سامنے تاحد نگاہ نیلا سمندر پھیلا ہوا تھا۔ یہ پرائیویٹ زون تھا یہاں عام لوگوں کی آمد ورفت نہ تھی۔

"رامین نے بہت کوشش کی یہ کھوج لگانے کی کہ بہو بیگم اتنی تیاریاں کس کے لیے کر رہی ہیں مگر میں نے انہیں کانوں کان خبر نہ ہونے دی اور خدا کا کرنا بھی ایسا ہوا کہ وہ رات کو ہی اپنی بہن کے ہاں چلی گئیں اب آئیں گی تو معلوم ہونے پر دونوں ماں بیٹی کا برا حال ہوگا۔" وہ تنہائی ملتے ہی احد کے پاس آ کر گویا ہوئے تھے وہ خاموش رہا تھا۔

"آپ یہاں ہیں بیٹا وہ رائمہ بیٹا کہاں ہیں کیا وہیں ہیں؟"

"وہ بھی یہیں ہیں مبشر کے گھر پر آپ کے آنے کے بعد حالات گڑبڑ ہو گئے تھے اور مجھے یہاں رائمہ کو لے کر آنا پڑا میں آپ کو تفصیل بتانا چاہتا ہوں۔"

"اللہ خیر کرے بیٹا آپ نے کل فون نہیں اٹھایا تب ہی مجھے کچھ ڈر سا محسوس ہوا تھا۔" اس نے ان کو چیدہ چیدہ باتیں بتا دی تھیں جنہیں سن کر وہ بے حد فکر مند و رنجیدہ ہو گئے تھے وہ ان کی محبت سے خاصا متاثر ہوا تھا۔

"بیٹا ایسے لوگ اسی طرح عورت کو اپنی مردانگی کا مسئلہ بنا لیتے ہیں اصل مردانگی عورت کو زیر کرنا نہیں ہوتا اصل مردانگی یہ ہے کہ غیر محرم عورتوں کی موجودگی میں اپنی حیا اور نفس کو زیر کرو ورنہ جانور اور انسان کے نفس میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔"

"جو لوگ نفس کو بے لگام چھوڑ دیتے ہیں پھر انہیں اسی طرح نفس کی غلامی کرنا پڑتی ہے پھر وہ جانور کے ہی مشابہہ ہو جاتے ہیں۔ آپ پپا سے بات کریں اور انہیں اس بات کا ذرا بھی پتا نہیں چلنا چاہیے آپ کسی طرح بھی وہاں سے آئیں اور مبشر کے گھر میں رائمہ کے ساتھ رہیں۔"

"وہ ہر وقت غصے میں رہتے ہیں میں ان کی مرضی کے خلاف بات کرتے ہوئے ڈرتا ہوں بیٹا۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہیں بابا آپ میرا نام سن کر تو وہ بھیجتے ہوئے بھی نہ بھیجیں گے اب اس کا نصیب اگر اسے تمہارا ہونا ہے تو تمہارا رہے گی وہ۔" وہ چائے پیتے ہوئے شانے اچکا کر گویا ہوا۔

"بیٹا میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں وڈیرے سے بچانے کے لیے آپ کو جو بھی کرنا پڑے آپ کیجیے گا۔ آپ کو مونا کا واسطہ ہے بیٹا۔" وہ ہاتھ جوڑ کر رو پڑے تھے وہ مگ ٹیبل پر رکھ کر ان کے جڑے ہاتھ تھام کر گویا ہوا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ کیا آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے...... اس اجنبی لڑکی سے اتنے کم عرصے میں اتنی محبت ہو گئی ہے آپ کو بابا؟"

"وہ بہت مظلوم و پیار کرنے والی لڑکی ہے اتنے کم عرصے میں اس نے میرا اتنا خیال رکھا کہ میں سوچتا تھا اس کا باپ بڑا بدبخت آدمی تھا۔"

"آپ جیسے لوگوں کی وجہ سے ہی یہ دنیا قائم ہے بابا ورنہ یہاں تو معمولی سی بات پر خون کے رشتوں کو ٹھوکر مار دی جاتی ہے۔" اس کی نگاہوں میں اپنے باپ کا چہرہ تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مونا ریت پر بیٹھی گھروندے بنارہی تھی ممی چینج کر کے اس کے پاس آگئی تھیں وہ لیونگ روم میں تھا دونوں سائیڈ بڑی بڑی کھڑکیوں سے سمندر کی لہریں دکھائی دے رہی تھیں۔ شام تیزی سے پھیل رہی تھیں موسم خاص سہانا لگ رہا تھا ملازمہ کافی دے کر گئی تھی۔

''حماد کئی مرتبہ پوچھ چکے تھے تمہارے متعلق میں نے کہہ دیا آپ لندن میں ہو اب میں ہونے والے داماد کو کیا بتاؤں، دامادوں سے ایسی باتیں شیئر نہیں کی جاتی ہیں کل کو اس نے آپ کا نمبر مانگ لیا تو کیا جواز پیش کروں گی؟'' موقع ملتے ہی انہوں نے اپنی پریشانیاں بتانا شروع کی۔

''آپ اس کو میرا نمبر دے دیجیے گا میں خود بات کلیئر کرلوں گا حماد سے۔''

''احد بیٹا کوئی بات ہے بے حد الجھے الجھے لگ رہے ہو کیا پرابلم ہے؟'' وہ اسے بغور دیکھتی ہوئی گویا ہوئی تھیں وہ چونک کر مسکراتے ہوئے بولا۔

''اس سے بڑی پرابلم کیا ہوگی ممی میں آپ سے اور مونا سے دور ہوں، پھر کبھی کبھی پپا کو بھی مس کرنے لگتا ہوں۔'' وہ سنبھل کر بولا۔

''پھر توڑ دو نا انا کی دیوار کو تم پہل کرلو گھر آجاؤ میرے بچے شاہ رخ بھی تمہاری جدائی کو محسوس کررہے ہیں مگر مجھے معلوم ہے وہ خود دکھ و تکلیف برداشت کرلیں گے جدائی کے کرب کو سہہ لیں گے مگر پہل نہیں کریں گے، تم ہی اس انا کے بت کے چکنا چور کردو احد!'' ان کی آواز بھرا گئی تھی وہ ان کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوا۔

''بات انا کی نہیں ہے ممی! نہ ہی میری یہ خواہش ہے پپا پہل کریں۔ اپنوں کے لگائے زخم جلدی نہیں بھرتے ہیں، جس دن یہ زخم ٹھیک ہوگئے میں اسی دن گھر آجاؤں گا پلیز، جب تک آپ مجھے گھر آنے کا نہ کہیں۔'' رابعہ ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئیں وہ اس کے درد سے آشنا تھیں۔

شام ڈھل رہی تھی لہروں نے تیزی اختیار کرلی تھی، چائے کے ساتھ لوازمات سجائے وہ ریت پر بیٹھ گئے تھے۔ مونا بے حد خوش تھی ہر گھنٹے بعد اس کو کچھ نہ کچھ کھانے کے لیے چاہیے تھا، ابھی بھی وہ پلیٹ بھرے دہی بڑے چھولے اور دوسری پلیٹ میں چپس و نمکو لیے کھانے میں مگن تھی اور احد سے مخاطب ہوئی۔

''میں ایسی خوب صورت جگہ چھوڑ کر کہیں جانے والی نہیں ہوں۔''

''ٹھیک ہے ہم تو اب جائیں گے، تم یہیں رہنا، تنہا اور دیکھنا رات کو یہ خوب صورت سمندر کیسا دکھائی دیتا ہے۔'' وہ شوخی سے بولا۔

''اوہو بھائی میں کس طرح تنہا یہاں رہ پاؤں گی، اتنے بڑے گھر میں؟''

''کیا ہوا بیٹا! لڑکیاں گھروں میں رہتی نہیں ہیں کیا؟'' اس سے بات کرتے ہوئے یکایک ذہن کی اسکرین پر ایک چہرہ نمودار ہوا تھا، سیاہ دوپٹے کی اوٹ میں آنسو برساتا چہرہ، وہ بے کل سا ہوگیا۔

''نہیں، کوئی لڑکی گھر میں تنہا نہیں رہ سکتی بھائی! تنہائی میں بھوت آجاتے ہیں، سب سے پہلے ہمارے اندر کا خوف ہمیں بھوت بن کر ڈراتا ہے آپ کو یاد ہے ایک بار واش روم کا لاک خراب ہوگیا تھا اور ایک گھنٹہ مجھے لاکڈ رہنا پڑا تھا۔ کتنے عرصے تک میں اسی خوف میں مبتلا رہی تھی۔'' وہ خوف زدہ سے انداز میں کہہ رہی تھی اور وہ آتی جاتی لہروں کو دیکھتے ہوئے کہیں گم ہوگیا تھا، اس کے ذہن میں گھٹی گھٹی سسکیاں گونجنے لگی تھیں۔

''مجھے تو لگ رہا ہے تم ابھی تک اس خوف سے باہر نہیں آسکی ہو خیر احد نے یہ بات مذاق میں کہی ہے، کوئی تمہیں اس طرح تنہا چھوڑ کر جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ تم سیریس مت ہو میری جان!'' رابعہ نے مونا سے ہنس کر کہا تو وہ مسکرادی تھی مگر احد کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھاگئی تھی۔ اندھیرا پھیلنے سے قبل وہ گھر کے لیے روانہ ہوگئے تھے۔

❀ ..... ❀ ..... ❀

وہاں سے واپسی پر ممی وغیرہ کو ڈراپ کر کے وہ آیا تو کچھ دوست مل گئے تھے ان کے ساتھ گپ شپ میں ٹائم

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گزرنے کا احساس نہیں ہوا تھا۔ ڈنر کرکے باہر نکلا تو احساس ہوا بارہ سے اوپر ٹائم ہو چکا تھا وہ فاسٹ ڈرائیونگ کرتا وہاں پہنچا تو پورا بنگلہ خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ گاڑی پارک کرکے وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا لاک کھول کر اندر آیا اور ایک پرسکون سانس لیا۔ وہ سامنے ہی بیٹھی تھی' قرآن پاک کو سینے سے لگائے بے ساختہ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا' اس کی گہری آنکھیں گریہ وزاری سے سرخ ہو رہی تھی۔ ابھی بھی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں' وہ نظر چرا گیا۔

''تمہیں تنہائی میں خوف محسوس تو نہیں ہو رہا تھا؟ موٹا کہہ رہی تھی لڑکیاں تنہا گھر میں نہیں رہ سکتی ہیں' بھوت ڈرانے لگتے ہیں۔'' رائمہ جو اس کے جانے کے بعد سے خوف و تنہائی کے آسیبوں سے سہمی ہوئی تھی اس کو دیکھ کر کسی حد تک خوف سے نکلی تھی مگر اس کی جاتے وقت کی جانے والی سنگ دلانہ باتوں کی کڑواہٹ بھولی نہ تھی سو سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

''میرا مقدر یہی ہے کوئی کب تک ترس کے سکے میرے خوف کے برتن میں ڈالتا رہے گا۔'' اس نے چونک کر اسے دیکھا' وہاں موجود ریک میں وہ قرآن پاک رکھ رہی تھی' موڈ خاصا آف تھا۔ وہ کچن میں چلا گیا' پیزا ٹرے میں رکھ کر لاؤنج میں آیا تو وہ وہاں نہیں تھی' وہ چند لمحے ٹرے ہاتھ میں پکڑے بند دروازے کو دیکھنے لگا پھر بالآخر دستک اسے دینی پڑی تھی' اپنے آنچل کی مخصوص اوٹ کے ساتھ...... ابھی چند لمحوں قبل وہ چہرہ بادلوں سے نکلے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

''یہ کھالو مجھے یقین ہے تم نے کچھ نہیں کھایا ہوگا اس معاملے میں بہت بے پروا ہو۔'' اس نے وہیں کھڑے کھڑے ٹرے اس کی طرف بڑھائی تھی۔

''مجھے بھوک نہیں ہے آپ خود کھالیں۔'' اس نے غصے سے کہہ کر دروازہ بند کرنا چاہا تھا' احد نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ بند ہونے سے روک دیا اور اکھڑپن سے بولا۔

''میں یہاں تمہارے ایٹی ٹیوڈ دیکھنے نہیں آیا ہوں' موٹا کی بات سن کر مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں تم بھی اس نئی جگہ پر تنہائی میں خوف سے مر نہ جاؤ اور میرے لیے مزید پرابلم کری ایٹ نہ ہو جائیں یہ سوچ کر چلا آیا تھا اور تم نہ جانے کیا سمجھ رہی ہو' پکڑو یہ!'' وہ ٹرے اسے تھما کر چلا گیا تھا۔

پھر ڈور لاک کرکے ٹرے لے کر بیڈ پر آ گئی تھی۔ ہر بار وہ اپنے رویے اور تلخ جملوں کی مار لگا جاتا تھا۔ اس کو پناہ دے کر احسان کیا تھا' اس کی جان و آبرو بچا کر اور ان احسانوں کا بدلہ وہ اسی طرح آتے جاتے جوتے مار کر لیا کرتا تھا' زبان کی مار ہر مار پر حاوی ہوتی ہے۔ لیکن احد کی غیر متوقع آمد نے اندر ہی اندر اسے بے حد ڈھارس دی تھی۔

وہ سنگ دل تھا...... بے رحم تھا...... مگر اس کا کردار اعلیٰ رفعتوں کو چھوتا تھا' وہ اب بے فکری سے سو سکتی تھی۔

❀......❀......❀

''زہے نصیب...... آپ تو رات کو ہی واپس آرہے تھے گلے پڑی بلا کا آپ کو بالکل بھی خیال نہ تھا وغیرہ وغیرہ پھر اب صبح آنے کا مقصد کیا ہوا؟'' آفس میں داخل ہوتے ہی مبشر شوخ لہجے میں کہتا ہوا اس کے پیچھے چلا آیا۔

''تم کو معلوم ہے نا بولتے وقت میں سوچنے کا عادی نہیں ہوں' بعد میں فیل ہوتا ہے کہ مجھ سے کچھ غلط ہوا ہے اور اس غلط کو صحیح کرنے میں مجھ کو کوئی عار ضرا حق نہیں ہوتا۔ مجھے احساس ہوا اسے تنہا چھوڑنا نئی جگہ پر اچھا عمل نہیں ہے سو میں چلا گیا۔'' اس نے بیٹھتے ہوئے اپنی کوتاہی کا اعتراف کھلے دل سے کیا تھا۔

''تم اس معاملے میں خاصے دل سے انوالو ہو رہے ہو' خیر تو ہے نا میرے بھائی؟'' وہ کچھ جھک کر اس کی طرف دیکھتا ہوا شرارتی لہجے میں بولا۔

''پلیز اسٹاپ اٹ یار! معاملے کی نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کرو میں کس الجھن میں ہوں اور وہ ایک بڑی مشکل میں گرفتار ہے ویسے بھی وہ ان لڑکیوں سے مختلف ہے۔ بہت ایٹی ٹیوڈ ہیں اس میں' بہت باحیا و مضبوط کردار کی لڑکی ہے وہ۔'' احد کا لہجہ عام سا تھا۔

www.Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"گڈ...... ویری گڈ! شکر ہے تمہارے دل میں بھی گداز پن پیدا تو ہوا ورنہ آج سے قبل تو یہ زمین بنجر ہی پڑی تھی۔ لگتا ہے بہار آنے کو ہے۔" وہ شوخ ہوا۔

"بی سیریس بشر! میں اس لڑکی کو پروٹیکٹ کرنا چاہتا ہوں' اس کے ساتھ ٹائم پاس نہیں کررہا' میں ان میں سے نہیں ہوں جو اُن بے ہودہ باتوں کو انجوائے کرتے ہیں۔ عورت اور مرد کا رشتہ صرف یہ نہیں ہے کہ مل کر عشق و عاشقی کی جائے۔" سنجیدگی سے اس نے اسے لتاڑا تھا وہ گردن ہلا کر رہ گیا تب ہی باہر سے وڈیرے عاشق علی کے کچھ خاص لوگوں کی آمد کی خبر ملی تھی۔

"تم یہاں سے باہر نہیں آؤ گے' ان لوگوں سے ہم خود نبٹ لیں گے۔ تمہارے آنے سے بات بگڑ جائے گی' وہ تمہیں دیکھ کر مشتعل ہوں گے اور لڑکی کا مطالبہ کریں گے۔" قاسم اور پرویز بھی آفس میں اسے سمجھا رہے تھے جو تنہا۔

"وہ تمہاری بات ماننے والے نہیں ہیں' ان کا معاملہ مجھ سے ہے۔"

"ہم جانتے ہیں وہ تمہارے پاس ہی آئے ہیں لیکن ان کے ارادے اچھے ہرگز نہ ہوں گے' ان کے گاؤں کی لڑکی کا معاملہ ہے اس لیے وہ ہماری توقع سے زیادہ بپھرے ہوں گے۔"

قاسم نے بھی رسانیت سے سمجھایا تھا وہ مان گیا تھا وہ تینوں چلے گئے۔ وہ چھ لوگ تھے اونچے قد' فربہ جسم وادھیڑ عمر چہروں والے جن سے سفاکیت عیاں تھی۔ اسلحہ جنہوں نے زیور کی مانند سجایا ہوا تھا' آتے ہی انہوں نے رائمہ اور احد کو رات ہونے والے جرگے میں پیش ہونے کا حکم نامہ جاری کیا تھا اور پیش نہ ہونے کی صورت میں بھیانک انجام کی دھمکیاں دے کر چلے گئے تھے۔ احد دوسرے روم میں سب سن رہا تھا' وہاں آکر ان کے پریشان چہرے دیکھ کر مسکرا کر بولا۔

"وہ ڈرانے آئے تھے اور ڈر گئے تم لوگ؟ اسے بزدلی کہوں یا بہادری؟"

"بات سمجھنے کی کوشش کرو احد! بات ہماری حدوں سے آگے نکل چکی ہے' اب تمہیں انکل سے مدد لینی ہوگی۔"

"تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے' میں پپا سے مدد لوں بھلا اتنا کمزور نہیں ہوں میں۔"

"دیکھو! انکل کی عزت ہے اونچا مقام ہے سوسائٹی میں اور وہ یہ سب جان چکا ہوگا اور وہ یہاں بلیک میل کرے گا' بہت اسٹرونگ کلیو اس کے ہاتھ لگا ہے۔ یہ میڈیا کی سنوائی کا دور ہے' اگر وہ جھوٹا نکاح نامہ بنا کر میڈیا میں پیش کردے تو سوچو پل بھر میں خاندان کی عزت کو چونا لگ جائے گا پھر نہ خاندانی عزت رہے گی اور نہ رائمہ!"

"اسے اپنے کالے دھندوں کی خبر ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس کے خلاف آدھے سے زیادہ ثبوت میرے پاس موجود ہیں' میڈیا کا وہ سوچے گا بھی نہیں۔"

"اس وقت وہ پاگل ہوگیا ہے اور پاگل پن میں کچھ بھی کرسکتا ہے۔" پرویز بھی اسے سمجھانے کی سعی میں تھا مگر وہ ان سے تعاون کرنے کو تیار نہ تھا۔

"جرگے میں جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جب تم جرگے میں نہیں جاؤ گے تو وہ تمہارے اریسٹ وارنٹ نکلوادے گا اور سب سے پہلے پولیس تمہارے گھر جائے گی اور پھر ہماری طرف بھی چھاپے مارے جائیں گے۔ تم جانتے ہو ہماری پولیس اگر اعتراف کروانا چاہے تو گونگے بھی بولنا شروع کردیتے ہیں۔ رائمہ تمہارے ساتھ غیر قانونی طریقے سے رہ رہی ہے' یہ ہم جانتے ہیں تمہارے تعلقات کی نوعیت بے حد پاکیزہ و شفاف ہے مگر یہ بات کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ ہمارا معاشرہ اور ہمارا مذہب دونوں ایسے رشتوں کو قبول نہیں کرتا ہے۔"

"تم لوگ کہنا کیا چاہتے ہو کلیئر بات کرو مجھ سے؟" حالات کی سنگینی کو وہ بھی بھانپ گیا تھا اور جو وہ لوگ کہہ رہے تھے وہ بھی غلط نہ تھا' اس نے ریلیکس انداز میں استفسار کیا۔

"ہماری رائے یہ ہے تم کوئی وقت ضائع کیے بنا رائمہ سے نکاح کرلو۔"

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وہاٹ......'' وہ مارے حیرانگی کے اٹھ کھڑا ہوا اور پاٹ دار آواز گونج کر رہ گئی۔

''اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو؟ ایک یہی طریقہ ہے تمہارے پاس اپنی عزت بچانے اور اس وڈیرے کو شکست دینے کا۔'' مبشر نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''میں اس لڑکی سے کیسے نکاح کر سکتا ہوں، جس کے بارے میں، میں جانتا نہیں اور یہ...... یہ کوئی آسان کام نہیں ہے میں اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔'' وہ ایک دم سے اضطراب و وحشت کا شکار ہو گیا۔

''کول ڈاؤن، نکاح کرنا بہت آسان ہے مگر خود پر ناجائز تعلقات کا الزام برداشت کرنا آسان نہیں ہے۔ نکاح کر کے تم گھر والوں کی خفگی و ناراضگی کا اور چند لوگوں کا سامنا کرو گے اور جلد ہی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا...... مگر رسوائی کے بعد دوسروں خصوصاً اپنوں کے آگے سرخروئی پانا بہت مشکل کام ہے۔ یہ طعنے تمہاری آنے والی نسلوں کو بھی کو برداشت کرنے پڑیں گے۔'' آگے کنواں اور پیچھے کھائی وہ سچ مچ سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا اس معاشرے میں کسی لڑکی کی مدد کرنا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی مرتا ہے مر جانے دو، کسی کی عزت لٹتی ہے لٹ جانے دو، لوگ غلط دستور رائج کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں اور درست کام کرنے والوں کی اچھائیوں کو بھی برباد کر ڈالتے ہیں آہ......!

''وہ بے چاری گاؤں کی ایک غریب ولاچار لڑکی ہے جو حسن کی دولت سے مالا مال ہے مگر تمہاری جیسی ویل آف فیملی سے تعلق نہیں رکھتی ہے۔ اس کا شجرہ نسب غربتوں سے پُر ہے اس لیے تم اس سے رشتہ جوڑنے کی خواہش نہیں رکھتے؟''

''اسٹاپ اٹ...... لعنت بھیجتا ہوں میں دولت اور اسٹیٹس پر۔'' وہ جھنجلایا گیا۔

''کال آ رہی ہے تمہارے فون پر۔'' قاسم نے ٹیبل پر رکھا فون اٹھا کر دیا اور دوسری طرف مجید بابا تھے، بہت گھبرائے ہوئے لہجے میں کہہ رہے تھے۔

''بیٹا! مجھے معاف کر دیجیے گا کل جو کچھ آپ نے مجھے بتایا تھا وہ سن کر میں ساری رات سو نہ سکا تھا۔ یہی خوف رہا کہ وہ موذی آپ کو اور رائمہ بٹی کو نقصان نہ پہنچا دے یہاں سب سے زیادہ سوال آپ کی زندگی کا ہے۔ میں نے کچھ دیر قبل ہی بڑے صاحب کو رائمہ بٹی کے بارے میں پہلی ملاقات سے لے کر کل تک کا سب بتا دیا ہے۔'' اس کی پیشانی پر یک دم سلوٹیں در آئی تھیں، وہ متحیر ہوا۔

''یہ آپ نے کیا کیا بابا!'' وہ شدید اضطراب میں مبتلا ہو گیا۔

''مجھے یہی مناسب لگا بیٹا! آپ کی زندگی سب سے زیادہ قیمتی ہے، اب جلدی سے رائمہ بٹی کو کہیں روپوش کر دیں، صاحب بہت غصے میں گئے ہیں وہ رائمہ بی کو وڈیرے کے حوالے کرنے گئے ہیں۔ وہ کہہ رہے تھے کسی غیر لڑکی کی خاطر وہ اپنی عزت پر داغ نہیں لگنے دیں گے۔'' وہ ہچکیوں سے رو رہے تھے۔

''رائمہ کو بچالیں بیٹا! اس کو بچالیں، وڈیرہ بہت بُرا حشر کرے گا اس کا۔'' پھر بہت خاموشی سے اس نے دوستوں کے سامنے سرینڈر کر دیا تھا۔ اپنے باپ کی ہٹ دھرمی اور سنگ دلی سے بھی واقف تھا، وہ اپنی عزت و نام کی نگہبانی کی خاطر رائمہ کو لمحہ ضائع کیے بنا وڈیرے کے حوالے کریں گے اور وہ اس شخص سے شکست کھانے کو تیار نہ تھا، ایک اور قابل بھروسہ دوست کو کال کر کے بلوالیا گیا تھا۔ وہ مبشر کے بنگلے پر پہنچے تو دوپہر ڈھل رہی تھی، رائمہ اس افتاد پر ہکا بکا تھی۔

''یہ پیپر میرج ہو گی، میں تم سے کچھ ڈیمانڈ نہیں کروں گا اور تم بھی جب چاہو حالات معمول پر آتے ہی طلاق لے سکتی ہو، میں پیپر سائن کر دوں گا۔'' وہ اس کو سمجھا رہا تھا وقت بے حد کم تھا۔ شاہ رخ صاحب کسی بھی ٹائم وہاں پہنچ سکتے تھے وڈیرے کا نام سن کر اس کی رنگت بھی زرد پڑ گئی تھی۔

''ہم میں سپریشن ہو جائے گی نہ، میں نے کبھی شادی نہ کرنے کا عہد کیا تھا آپ بعد میں اپنے وعدے سے مکر تو نہیں جائیں گے؟'' اس نے آہستگی سے پوچھا۔

''تمہارا کیا خیال ہے؟ تمہارے عشق میں بے حال

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہو کر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے؟" احد کو پٹڑی سے اترنے میں دیر نہ لگتی تھی سو اس وقت بھی وہ رسٹ واچ دیکھتا ہوا سرد مہری سے گویا ہوا وہ چپ رہ گئی۔

"میں ان فضول چکروں میں نہیں پڑتا اگر بابا اپنی زبان بند رکھتے تو مجھے یہ سب کرنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔" لاؤنج میں ان چاروں کے علاوہ ایک باریش نکاح خواں موجود تھے وہ دونوں صوفے پر بیٹھے تھے۔

وہ عام سے کاٹن کے ایمبرائیڈی سوٹ میں ملبوس تھی نکاح سے قبل مبشر نے اپنی بیوی کا سرخ دوپٹہ لا کر اس کے سر پر ڈال دیا تھا۔ نکاح ہوا تھا ان چاروں نے گلے مل کر مبارک باد دی تھی خوب بھینچ بھینچ کر اسے گلے سے لگایا تھا وہ کہہ رہا تھا۔

"ارے کیا مصیبت ہے چھوڑو یہ کوئی خوشی کا موقع نہیں ہے کمپرومائز ہے۔"

"ہمارے لیے خوشی کا ہی موقع ہے میری جان! ادھورے ہی سہی کم از کم ہماری لائن میں تو آئے تم چھڑے چھانٹ گھومتے ایک آنکھ نہ بھاتے تھے..... ہاہاہا۔" وہ تینوں مٹھائی کھاتے ہوئے اس سے شوخیاں کر رہے تھے رائمہ وہاں سے جا چکی تھی۔ وہ جانتا تھا وہ کمرہ لاکڈ کیے اپنے من پسند مشغلے میں مصروف ہوگی۔

"انکل یہاں پہنچنے والے ہوں گے ہمیں بہت تحمل سے یہ سب ہینڈل کرنا ہوگا۔"

"نہیں فرینڈز! تم لوگوں نے یہاں تک میرا ساتھ دیا میں تم لوگوں کا شکر گزار ہوں بس اب یہاں سے یہ میرا پرسنل میٹر شروع ہو چکا ہے یہاں سے مجھے تنہا ہی اسٹینڈ لینا پڑے گا۔" ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر زبردستی بھیجا تھا پاپا کسی بھی لمحے کیا کہہ دیں اس بات کا احساس ان کو خود بھی نہیں تھا۔ یہ بات صرف وہ جانتا تھا اور اپنے دوستوں کی بے عزتی اسے ہرگز قبول نہ تھی۔ ان کے جانے کے بعد اس نے رائمہ کے کمرے کے دروازے پر دستک دی اور مسلسل کئی دستک کے بعد دروازہ کھلا تھا۔

"جی..... کیا بات ہے؟" آنسوؤں سے بھیگی آواز پر خوف بھی غالب تھا۔

"اب مجھ سے اتنا چھپنے کی کیا ضرورت ہے میں تمہیں کھا تو نہیں جاؤں گا باہر آؤ۔" وہ جھجکتی ہوئی باہر آئی تو وہ گویا ہوا۔

"پپا آئیں گے ابھی غصے میں شاید بہت ہی برہم ہوں شور شرابا کریں لیکن تم نے روم میں ہی رہنا ہے اور جب تک میں نہ کہوں باہر نہیں نکلنا انڈر اسٹینڈ؟"

"جی..... ایسا ہی کروں گی۔" آواز میں خاصی تابعداری تھی۔

"جاؤ۔" وہ اپنے مخصوص سرد وسپاٹ لہجے میں گویا ہوا اور اسی لمحے باہر کار رکنے کی آواز آئی تھی کیونکہ گیٹ پر چوکیدار موجود تھا اور مبشر جاتے ہوئے اسے ان کی آمد کی اطلاع دے کر گیا تھا۔ رائمہ کمرے میں چلی گئی تھی پانچ منٹ بعد وہ اس کے روبرو تھے۔ وہ سلام کا جواب گول کر کے اسے خفگی سے دیکھتے ہوئے بولے۔

"مجید بابا نے جو کچھ بتایا وہ کہاں تک درست ہے؟"

"بابا نے جو کچھ بتایا وہ حرف بہ حرف درست ہے کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے۔"

"پہلے دن ہی آپ کو اس لڑکی کو دھکے دے کر ریسٹ ہاؤس سے نکال دینا چاہیے تھا ضرورت کیا پڑ گئی تھی ایک اجنبی و کمتر لڑکی کی خاطر یہ سب ہنگامہ کھڑا کرنے کی؟" وہ شدید غصے میں کہہ رہے تھے۔

"وہ بے حد مجبور و بے قصور لڑکی ہے وڈیرہ اس کے باپ سے اس کا سودا کرنا چاہتا تھا۔"

"سو واٹ..... اس لڑکی سے ہمارا کچھ لینا دینا نہیں ہے کسی غیر لڑکی کی خاطر میں بلاوجہ دشمنیاں افورڈ نہیں کر سکتا۔ کچھ دیر بعد آئی جی اور دوسرے اشخاص بھی آ رہے ہیں تاکہ لڑکی اس کے حوالے کر کے معاملہ رفع دفع کر کے آئیں۔" وہ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے عجلت بھرے انداز میں گویا ہوئے۔

"وہ لڑکی عاشق علی کو اب کبھی نہیں ملے گی۔" اس کا لہجہ ٹھوس تھا۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیا مطلب ہے اس اسٹوپڈ بات کا؟ کسی اجنبی کو رکھ کر اپنے منہ پر ناجائز تعلقات کی کالک لگواؤ گے؟" وہ ناگواری بھرے انداز میں گویا ہوئے۔

"بلاؤ اس لڑکی کو کہاں ہے وہ؟ میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔"

"وہ لڑکی اب میری بیوی ہے پپا! وہ کہیں نہیں جائے گی۔"

"وہاٹ...... یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تمہیں احساس ہے اپنی بات کا' یہ کس طرح سے ہوسکتا ہے؟" بے یقینی وحیرت ان کے بارعب چہرے سے عیاں تھی۔

"میں نے آج ہی نکاح کیا ہے رائمہ سے' وہ اب میری عزت ہے۔" اس کے لہجے میں مضبوطی وہٹ دھرمی تھی' چٹانوں کی مانند۔ شاہ رخ نے بیٹے کے وجیہہ چہرے پر ایک عزم واستقامت دیکھا تھا' وہ ششدر رہ گئے تھے۔

"آپ جائیں اور اپنے دوستوں کو بھی واپس لے جائیں' یہ میرا میٹر ہے اور میں بخوبی حل کروں گا اسے۔ آپ کو زحمت کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔"

"شٹ اپ! بکواس بند کرواپنی۔" وہ بھرے بادلوں کی طرح گرجے تھے۔"ایک دو کوڑی کی لڑکی سے نکاح کر کے تم نے ہماری عزت ووقار مٹی میں ملادیا ہے۔ میں کہتا ہوں ابھی اور اسی وقت طلاق دو' ہمارے گھر میں ملازم بھی خاندان دیکھ کر رکھے جاتے ہیں اور تم ایک ایسی لڑکی کو ہماری بہو بنانا چاہتے ہو جس کا باپ شرابی وجواری آدمی تھا اور ماں ایک غریب عورت جو لوگوں کی سلائی وکڑھائی کر کے گھر چلاتی تھی۔"

"میرے لیے یہ باتیں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔"

"تمہارے نزدیک یہ باتیں اہمیت رکھ بھی کیسے سکتی ہیں برخوردار! عزت' دولت و نیک نامی تمہیں پلیٹ میں رکھ کر جو مل گئی ہے۔ کبھی باپ کا نام ہٹا کر دیکھو اپنے نام سے پھر پتا چلے گا کہ کس کھیت کی مولی ہو تم؟" وہ ہونٹ بھینچے خاموش ہی رہا تھا' جبکہ وہ بے چینی سے ٹہل رہے تھے۔

"تمہارا اسٹینڈرڈ اتنا لو ہوگا مجھے یقین نہیں آرہا اور تم اس تھرڈ کلاس لڑکی کو نہیں چھوڑو گے یہ بھی میں جان گیا ہوں۔ تم نے جو حماقت کی ہے اس کا کسی کو پتا نہیں چلنا چاہیے اور ان چاروں کو جو تمہارے گواہ بنے ہوں گے اپنے چیلوں کو بھی کہہ دینا اپنی زبان بند رکھیں۔ پہلے اس عاشق علی سے نبٹ لوں پھر تم سے بھی نبٹوں گا تم نے اتنا بڑا قدم کیسے اٹھایا ہے وہ اس کی آنکھوں میں چھائی نفرت کو دیکھ کر پُرسوچ لہجے میں گویا ہوئے۔

"بلاؤ اس لڑکی کو اور چلو میرے ساتھ' یہاں رکنا سراسر حماقت ہے۔"

"پپا......" وہ کچھ چاہتا تھا تب ہی وہ ہاتھ اٹھا کر گویا ہوئے۔

"میں کوئی فضول بات نہیں سنوں گا' لے کر آؤ اسے میں انتظار کررہا ہوں۔" وہ کہہ کر چلے گئے' احد کے بلانے پر وہ باہر آئی تھی۔

"پپا کی باتیں تم نے سن لی ہوں گی یقیناً وہ اسی طرح کھری وسیدھی بات کرتے ہیں۔ ہم گھر جارہے ہیں وہاں ہمارے نکاح کی خبر کسی کو بھی نہیں' مجید بابا کو بھی نہیں۔" وہ اسے سمجھا کر کپڑوں کا بیگ اٹھا کر چل پڑا وہ بھی اس کے پیچھے چلنے لگی تھی۔

"اس گھونگھٹ کی اب کیا ضرورت رہتی ہے' ہٹاؤ اسے۔" اس نے مڑ کر کہا۔ وہ اسی طرح ملٹی کلر ریشم اور شیشوں کی کڑھائی والی سیاہ شال کی اوٹ میں چہرہ چھپائے بے جان قدموں سے پیچھے آرہی تھی۔ اس نے طنزیہ لہجے میں کہا تھا' اس نے گھبرا کر شال کو پیشانی تک کھینچا تھا' وہ اس شخص کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں کرپارہی تھی' جس کی پاٹ دار آواز بند دروازوں کے پیچھے بھی واضح سنائی دے رہی تھی۔ اپنی ماں اور باپ کے متعلق ان کے لفظوں نے اسے گویا پاتال میں پھینک دیا تھا' آج سے پہلے اسے اپنی غربت و افلاس پر کبھی شرمندگی نہ ہوئی تھی۔ شاہ رخ صاحب نے احد کے پیچھے آتی لڑکی کو دیکھا' سیاہ بادلوں کی اوٹ میں چمکتے چاند کی مانند تھا وہ چہرہ۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''ہوں..... احد کے پھسلنے کی وجہ اس لڑکی کا بے تحاشہ حسن ہے' عجیب فتنہ گر حسن کی مالک ہے یہ لڑکی! میرے پتھر دل بیٹے کو موم بنا ڈالا۔'' وہ سوچ رہے تھے' ان کے چہرے پر سختی و رعب اس قدر تھا کہ وہ سلام کرنے کی جرأت بھی نہ کرسکی تھی۔ وہ کار کے پاس کھڑے تھے' موبائل ہاتھ میں لیے ہوئے احد سامان ڈگی میں رکھ کر پلٹا تو رائمہ کو دیکھا جو بے حد گھبرائی و سہمی کھڑی تھی۔

''ٹیک اٹ ایزی!'' وہ قریب آکر اس سے سرگوشی میں گویا ہوا تھا' شاہ رخ صاحب جو کچھ فاصلے پر کھڑے تھے ان کے قریب چلے آئے اور رائمہ بے ساختہ احد کے پیچھے ہوکر اس کا بازو تھام چکی تھی۔ اس کے ہاتھ کی لرزش وہ اپنے شانے پر محسوس کررہا تھا۔

''چاند ہری پور گئی ہوئی ہیں کچھ عرصے کے لیے میں نے سوچا تھا اس لڑکی کو چاند کے پاس چھوڑ دیتا لیکن اب گھر ہی لے کر جانا ہوگا۔ وہاں سب کو یہی بتاؤں گا یہ میرے مرحوم دوست کی بیٹی ہے اور کچھ عرصے کے لیے ہماری مہمان رہے گی۔''

''جی..... جیسا آپ کہیں گے ویسا ہی ہوگا۔'' اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ اپنے شانے پر سے ہٹایا تھا پھر پہلے پپا کے لیے فرنٹ ڈور کھولا' رائمہ کو بیک سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کرکے خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

جنہوں نے گھر بدر کیا تھا وہ ہی اب گھر لے کر جارہے تھے مگر وہ ذہنی طور پر اتنا الجھا ہوا تھا کہ کئی ماہ بعد گھر واپسی کی خوشی بھی نہ محسوس کررہا تھا۔

❁.....❁.....❁

رامین مسکراتی ہوئی رابعہ کے پاس آئی تھیں جو مونا کے ساتھ بیٹھیں لسٹ بنارہی تھیں' وہ ان کے قریب بیٹھ کر شکوے بھرے لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''بھابی آپ کل احد سے ملنے گئی تھیں اور ہمیں بتایا بھی نہیں؟ کتنا عرصہ ہوگیا ہے احد سے ملے ہوئے میں اور کاجل بھی مل کر آجاتے آپ کے ساتھ ہی۔''

''تم کل گھر پر نہیں تھیں پھر تم نے پہلے کبھی احد سے ملنے کی خواہش بھی نہ کی تھی۔''

''میرا دل تو بہت چاہ رہا تھا ویسے بھی اب اس بے چارے بچے سے اسی طرح باہر ہی ملنا ہوگا' بھائی صاحب تو اب اسے کبھی گھر میں قدم رکھنے نہیں دیں گے۔''

''اللہ نہ کرے جو کبھی ایسا ہو رامین! تم کیسی باتیں کرتی ہو؟ میرا احد اس گھر میں آئے گا اور جلد آئے گا ان شاء اللہ۔ میں نے اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگی تھیں احد کے اس گھر میں خوشیوں کے ساتھ آنے کی بلکہ میں نے یہ دعا کی تھی کہ شاہ رخ نے احد کو گھر سے نکالا ہے' وہ ہی لے کر بھی آئیں۔'' رامین کی بات پر وہ ناخوش گوار لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''بھائی صاحب کی ضدی طبیعت کو جانتے ہوئے بھی آپ نے ایسی دعا کی ہے۔''

''دعاؤں سے تو پہاڑ بھی ریزہ ہوجاتے ہیں' تمہارے بھائی کیا چیز ہیں۔''

''اللہ آپ کی دعا قبول کرے بھابی! یہ آپ ابھی سے رمضان المبارک کی آمد کی تیاریوں میں لگ گئی ہیں پورا ایک ہفتہ پڑا ہے رمضان شروع ہونے میں۔''

''ایک ہفتہ کہاں پتا چلتا ہے رامین! اس وقت دنیا میں سب سے برق رفتاری سے گزرنے والی شے کا نام وقت ہے۔ یہ ایک ہفتہ بھی پلک جھپکتے گزر جائے گا' میں نے کچن کے تمام سامان کی لسٹ تیار کردی ہے۔ مجید بابا کے ساتھ جاکر گروسری کر آتی ہوں پھر غرباء و مساکین میں راشن' کپڑے اور رقوم بھی تقسیم کرنی ہے۔'' وہ لسٹیں مونا سے لیتی ہوئی کہہ رہی تھیں۔

''مجید بابا تو آج صبح سے اپنے کوارٹر میں بند ہیں' کسی کام کا ہوش نہیں ہے انہیں یہ سب آپ کی وجہ سے ہے جو اس کی آنکھوں پر چربی چڑھ گئی ہے۔''

''ارے ان کا بڑھاپا ہے رامین! اب اس عمر میں ان سے کام لینا اچھا نہیں لگتا۔''

''مفت کی روٹیاں توڑنے کے لیے کیوں رکھا ہوا ہے' نکال باہر کریں جب وہ کسی کام کے نہیں رہے ہیں' آپ

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھی ہر کسی پر ترس کھانے لگتی ہیں۔"

"کہاں جائیں گے وہ؟ ساری عمر انہوں نے یہاں گزاری ہے ویسے بھی وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے والے نہیں ہیں' منع کرنے کے باوجود کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔" ملازمہ کی زبانی ان کو پتا چلا تھا ان کی احد سے ملاقات کا۔ وہ غصہ سے تلملا کر رہ گئی تھیں۔ وہ دیکھنا چاہتی تھیں کہ وہ کس طرح ایک دوسرے سے ملتے ہیں ان کی تڑپ سے وہ لطف لینا چاہتی تھیں مگر ان کو پتا نہ چل سکا تھا اور یہ کارستانی مجید بابا کی تھی اس لیے وہ ان کی مزید دشمن بن گئی تھیں اور یہی تہیہ کر کے بیٹھی تھیں کسی نہ کسی طرح ان کو یہاں سے نکال پھینکا جائے۔

"مونا! جا کر مجید بابا کو بلا کر لاؤ' رامین! تم بھی چلی چلو میرے ساتھ گروسری کے لیے۔" مونا کے بعد ان سے مخاطب ہوئی تھیں۔

"بھابی! عید کی شاپنگ کے لیے ساتھ چلیں گے یہ شاپنگ تو بور کرتی ہے۔" وہ ناک چڑھا کر گویا ہوئی تھیں معاً باہر کار رکنے کی آواز آئی تھی اور پھر مونا وہاں بھاگتی ہوئی آئی تھی' خوشی سے گلنار ہوتے چہرے کے ساتھ۔

"ممی...... ممی...... بھائی آگئے۔" وہ مارے خوشی کے ان سے لپٹ گئی۔

"یا اللہ تیرا لاکھ شکر ہے۔" مونا دوبارہ باہر بھاگ گئی تھی جبکہ رامین ایک دم شاکڈ رہ گئی تھیں ان کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ وہ واپس آجائے گا اس گھر میں۔

چند لمحوں بعد وہ ماں و بہن کی چاہتوں کی بارش میں بھیگ رہا تھا' مونا اور ممی کتنی دیر تک اس سے لپٹی آنسو بہاتی رہی تھیں۔ وہ انہیں بازوؤں کے حصار میں کتنی دیر تک لیے کھڑا ان کے آنسو صاف کرتا رہا' کبھی واپس نہ جانے کا یقین دلاتا رہا۔ رامین اور کاجل بھی آگئی تھیں ظاہری محبت کا اظہار انہوں نے بھی کیا تھا۔

"ساری رات یہیں گزارنے کا ارادہ ہے تم لوگوں کا؟ میرے ساتھ مہمان ہے اس کو بھی اندر آنے کا موقع دو۔" شاہ رخ صاحب نے سرد لہجے میں اپنی موجودگی کا احساس دلایا تو وہ چونک کر گویا ہوئیں۔

"کہاں ہے مہمان اور کون ہے؟" رابعہ نے چونک کر کہا۔

"میرے دوست کی حال ہی میں ڈیتھ ہوئی ہے اس کے دشمن اس بچی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اس کی زندگی خطرے میں ہے اسے تحفظ ملے اس وجہ سے میں اسے لے کر یہاں آگیا ہوں۔" انہوں نے خوب صورتی سے بات بنائی تھی۔

"مونا! وہ کار میں ہے لے کر آئیں اسے...... وہ کیا نام ہے؟" انہوں نے احد کی طرف دیکھا۔

"رائمہ!" اس نے نام بتایا اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"دوست کی بیٹی آپ کی ہے اور نام احد بتا رہے ہیں۔" رامین نے مسکرا کر کہا تو وہ ان کے لطیف سے طنز کو سنی ان سنی کر کے سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

"رائمہ کو ملنے جلنے والوں سے دور رکھے گا' میں نہیں چاہتا کسی کے بھی علم میں ان کی یہاں موجودگی آئے۔ مونا کے روم میں ان کو ٹھہرانے کا بندوبست کرو۔"

"مونا کے روم میں کیوں؟ گیسٹ روم کے علاوہ اور بھی کئی رومز ہیں۔"

"جو میں نے کہا ہے وہ ہی کرو بس۔" وہ اپنی بات پر زور دے کر گویا ہوئے تھے۔ مونا ہرنی جیسی ڈری' سہمی گھبرائی گھبرائی رائمہ کا ہاتھ تھامے وہاں آئی تھی۔

"السلام علیکم!" لرزش زدہ آواز میں لفظ بھی اِدھر اُدھر بکھر رہے تھے وہ تینوں متحیر سی اسے دیکھ رہی تھیں۔ انہیں معلوم نہ تھا آنے والی مہمان لڑکی اتنی خوب صورت اور کم عمر ہوگی۔ بحر حیرت سے پہلے رابعہ نے نکل کر اسے گلے لگاتے ہوئے خوش آمدید کہا تھا' رامین اور کاجل نے بھی سرسری طور پر ہاتھ ملائے تھے وہ اس عالی شان و ذی حیثیت بلند و بالا محل نما عمارت کو دیکھ کر شدید احساس کمتری و کم مائیگی کا شکار ہوگئی تھی۔ احد کی سادہ و بے نیاز طبیعت میں دولت و امارت کا غرور بالکل نہ تھا' باہر سے نظر آنے والی خوب صورتی اندر سے زیادہ نمایاں تھی۔ فرنیچر' کارپٹ'

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پردے ہر شے اعلیٰ ترین تھی۔ اس کی نگاہ میں اپنے دو چھوٹے کمروں اور سرخ اینٹوں والا چھوٹا سا صحن گھومنے لگا تھا۔ وہ یہاں آکر اس قدر مرعوب ہوئی تھی کہ زبان بالکل تالو سے چپک کر رہ گئی تھی۔

گھر میں عید کا سماں تھا' احد کی گھر آمد نے خوشیوں کے پھول کھلا دیئے تھے' مونا اس کا ہاتھ تھامے اس سے چپک کر بیٹھی تھی۔ وہ پہلی نظر میں اسے فرینڈ بنا چکی تھی' رابعہ ملازماؤں کو کھانا لگانے کا کہہ چکی تھیں۔

احد اور شاہ رخ دوسرے کمرے میں اہم میٹنگ میں مصروف تھے' رامین اور کاجل خاموش بیٹھی تھیں جیسے احد کی اچانک آمد اور اس لڑکی کا اس طرح آنا کسی راز سے پردہ ہلکا ہلکا سرک رہا تھا' لیکن مبہم تھا۔ مونا اس سے کئی عام سے چھوٹے چھوٹے سوالات کر رہی تھی مگر وہ خاموش تھی کہ ایک جواب بھی اس کے اسرار کھولنے کے لیے کافی تھا اور اسے سختی سے منہ بند کر کے رکھنے کی تاکید بار بار کی جاتی رہی تھی۔

''مونا! کیوں پریشان کر رہی ہو؟ لگتا ہے یہ ابھی بھی ڈری ہوئی ہیں۔ آپ انہیں اپنے روم میں لے جائیں میں کھانا وہیں بھیج دوں گی۔'' رابعہ نے کہا۔

''یہاں کیسا ڈر بھابی جان! ہم کوئی ان کے دشمن تھوڑی ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے ان کو ہم سے بات کرنے سے منع کیا گیا ہے یا یہ خود ہم سے بات نہیں کرنا چاہتی ہیں۔'' رامین اپنے کاٹ دار لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

''ارے ہم کیوں دشمن ہونے لگے ان کے' جاؤ بیٹی ریسٹ کرو بے فکر ہو کر۔'' رابعہ نے محبت سے کہا اور مونا اس کا ہاتھ پکڑ کر لے آئی۔

''چلیے بھابی! آپ کی دعا قبول ہوئی نہ صرف احد گھر میں آئے بلکہ ایک لڑکی بھی ساتھ لائے ہیں۔ آپ کو ایک ساتھ دہری خوشیاں مل گئی ہیں۔''

''مجھے تو بچی کی صورت دیکھ کر ترس آرہا ہے کس قدر ڈری سہمی ہوئی ہے نہ معلوم کون ایسے ظالم لوگ ہیں جو ایسی پیاری بچی کو مارنا چاہتے ہیں ورنہ اس کی صورت دیکھتے ہی پیار آنے لگتا ہے۔'' وہ سادگی سے گویا ہوئیں۔

''آنٹی! کہیں آپ احد کے دل کی بات تو نہیں کر رہی؟''

''احد کے دل کی بات...... کیا کہنا چاہ رہی ہو کاجل؟''

وہ اس کے طنز کو سمجھ رہی تھیں' رامین نے بیٹی کو آنکھیں دکھا کر چاپلوسی سے کہا۔

''ارے کچھ نہیں بھابی! آپ کو تو معلوم ہے اسے یوں ہی بھونڈے مذاق کی عادت ہے۔'' شاہ رخ صاحب نے اس پیچیدہ مسئلے کو سلجھانے کے لیے اپنے قانونی طریقے سے اپنے ان دوستوں سے صلاح و مشورے لینے شروع کر دیئے تھے جو قانون کے اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے وہ احد سے لاکھ شاکی تھے' بہت ناراض تھے مگر خطرے کی اس گھڑی میں وہ اسے تنہا چھوڑنے کو تیار نہ تھے۔

احد کو وہ سختی سے گھر سے قدم باہر نہ نکالنے کا پابند کر چکے تھے' اس کے تینوں سیل فونز ان کے پاس تھے۔ اس کے فرینڈز کو بھی وہ وارن کر چکے تھے کہ معاملہ نبٹنے تک وہ لوگ آفس نہ جائیں کیونکہ کل رات جرگے میں شرکت نہ کرنے کے باعث عاشق علی پر پاگل پن سوار ہو چکا تھا۔ وہ دیوانہ بنا ان لوگوں کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ احد کے موبائل پر بالآخر اس کی کال آگئی۔

''بزدل...... کیا چوہے کی طرح بل میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے' اگر مرد ہے تو باہر نکل کر آ ورنہ اس بل کو تیری قبر بنا دوں گا۔''

''سنو! شیر کی کھال پہن کر گیدڑ شیر نہیں بن جاتا گیدڑ ہی رہتا ہے۔ میرا بیٹا شیر ہے وہ تم سے شیر کی طرح ہی مقابلہ کرنے کی تیاری کر چکا ہے۔''

''اچھا تو تم ہو اس کے باپ' دیکھنا سامنے ہی کیسی ہڈیاں چباتا ہوں اس کی؟''

''ہونہہ...... ہڈیاں کیا چباؤ گے تم...... غریبوں کا لہو پینے والے کھٹمل! تم جیسے چور ڈاکو اسمگلر کے ہاتھوں میں اتنی طاقت کہاں جو میرے شیر بیٹے سے مقابلہ کر سکو۔'' ان کے دبنگ لہجے سے وہ کمزور پڑ گیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''ارے بابا! میں کوئی فالتو کچہری نہیں چاہتا' مجھے میری لڑکی دو اور میرا پیچھا چھوڑ دو۔ میں کوئی پاگل تھوڑی ہوں جو تمہارے پیچھے بھاگتا رہوں گا' تمہارا بیٹا جو میری بیوی کو بھگا لے گیا ہے۔ وہ واپس کردو مجھے سائیں......''

''تمہاری بیوی ہے وہ...... نکاح نامہ کہاں ہے تمہارا؟''

''بابا! تمہیں اس سے کیا مطلب کہ نکاح ہوا نہیں ہوا' وہ میری بیوی نہیں ہے اگر بیٹے کی طرح تمہارے دل میں بھی کھوٹ آگیا ہے تو بتادو۔''

''بکواس مت کرو وہ لڑکی اب میرے بیٹے کی بیوی اور میری بہو ہے۔'' ایک کراہ گونجی تھی گویا کوئی کند چھری سے ذبح ہو رہا ہو۔

''یہ کیا ہو رہا ہے بابا! رائمہ کو وہ مجھ سے جیت نہیں سکتا' میں تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا' پورے شہر میں رسوا کردوں گا۔ ایک ایک کو بتاؤں گا میری لڑکی کو بھگا کر لے گیا ہے وہ لڑکا! اس کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہا ہے اور کہتا ہے نکاح کرلیا۔ جھوٹا' مکار میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔'' وہ غصے و اشتعال انگیزی کی حدوں سے باہر نکل چکا تھا۔

''جو ہوسکتا ہے کرلو تم' میں رات کو آرہا ہوں اپنے بیٹے کا نکاح نامہ اور تمہارے تمام غیر قانونی دھندوں کے قانونی ثبوت لے کر اور جھگڑی بھی۔'' انہوں نے کہہ کر رابطہ منقطع کردیا۔

دوسری طرف اس کی عجیب حالت تھی موبائل اس نے زمین پر دے مارا تھا۔ چہرہ غم و غصے سے سرخ ہوگیا تھا' آنکھیں باہر کو ابل رہی تھیں۔

''بخشو...... رحمو...... پیرو!'' وہ کف اڑاتا چیخ رہا تھا' وہ تینوں ہاتھ جوڑے ڈرتے کانپتے حاضر ہوگئے تھے۔

''سارے گاؤں والوں کو جمع کرو' شہر میں بھی فون کرو وکیلوں اور پولیس کو کہو ہم آرہے ہیں تیار رہیں۔ ان باپ بیٹے کا ایسا عبرت ناک انجام کروں گا کہ لوگ مدتوں یاد رکھیں گے اور اس رائمہ کو کسی حال میں نہیں چھوڑوں گا۔'' اس نے پرطیش لہجے میں کہتے ہوئے پستول لوڈ کی تھی معاً ایک آواز گونجی تھی۔

❀......❀......❀

''واہ ماما! آپ تو کہتی تھیں احد کا پتہ اس گھر سے کٹ گیا وہ کبھی یہاں آنے والا نہیں۔ انکل تو احد کے ساتھ ساتھ اس سفید ناگن کو بھی لے آئے ہیں۔'' موقع ملتے ہی کاجل نے ماں سے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

''ارے میں تو خود حیران ہوں' بھائی جان کی کایا پلٹ کیسے گئی؟ کل تک وہ احد پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرتے تھے اب بنا کچھ کہے ساتھ لے کر آگئے اور ساتھ وہ لڑکی بھی ہے کل سے آج تک میں نے دونوں پر گہری نگاہ رکھی ہے لیکن وہ دونوں اس طرح بے پروا و اجنبی بنے ہوئے ہیں گویا ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں۔''

''آپ نے دیکھا تھا ماما! انکل کو اس کا نام تک یاد نہ تھا وہ بھی احد نے ہی بتایا تھا۔ ضرور کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہے' دال میں کچھ کالا ہے۔'' وہ گہری سوچ میں ڈوبی کہہ رہی تھی۔

''شبہ تو مجھے بھی ہو رہا ہے بھائی صاحب اب کے مجھ سے بھی کوئی بات شیئر نہیں کررہے اور دیکھو آج صبح ہی صبح کہیں چلے گئے ہیں آفس کا بہانہ بنا کر۔''

''تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟'' انہوں نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے استفسار کیا۔

''آپ مجھ سے روز یہ کیوں پوچھتی ہیں؟ میں آپ کو بتا چکی ہوں مجھے منیر کے ساتھ نہیں رہنا' اس کے اور میرے مزاج میں بے حد تضاد ہے وہ بے حد سطحی مرد ہے جو عورت کو پردے میں قید رکھنا پسند کرتا ہے اور وہ مہرین آنٹی آج بھی سو سالہ پرانی سوچ رکھتی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کولہو کی بیل کی طرح میں گھر میں کام کرتی رہوں۔''

''میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا' مہرین آپا بیک ورڈ ہیں اور منیر مزاج میں ماں کی کاپی ہے' تم وہاں ایڈجسٹ نہ ہوگی مگر احد کو نیچا دکھانے کے لیے تم نے میری ایک نہ سنی تھی۔ احد نے کوئی پروا نہ کی اور الٹا اب تم خود پچھتا رہی ہو۔''

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ممّا! انسان غلطیوں سے ہی سیکھتا ہے۔" وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"کچھ غلطیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی معافی نہیں ملتی۔ منیر سے شادی بھی تمہاری ایسی ہی غلطی ہے۔ بھائی جان کئی بار تمہارے یہاں قدم جما کر بیٹھنے کی وجہ پوچھ چکے ہیں اور ہر بار میں کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے ٹال دیتی ہوں مگر کب تک...... کب تک میں بہانے بناؤں گی؟ اگر منیر ان کے پاس شکایت لے کر پہنچ گیا پھر کیا ہوگا؟ ان کے غصے سے واقف ہونا تم' وہ کوئی لمحہ ضائع کیے بنا تمہیں سسرال روانہ کردیں گے۔" وہ کہہ رہی تھیں اور کاجل بے پروائی سے کروٹ بدل گئی تھی۔

☆☆☆

عاشق علی نے ایک دم سے پُراسرار خاموشی اختیار کرلی تھی پھر کچھ دنوں بعد معلوم ہوا پستول لوڈ کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے ٹریگر دب گیا تھا اور گولی اس کے سر میں گھس گئی تھی۔ گولی نے دماغ کو بُری طرح گھائل کیا تھا' وہ کومے کی حالت میں کسی ہسپتال میں زندگی اور موت کے درمیان تھا۔ جب اللہ کی لاٹھی پڑتی ہے تو آواز نہیں آتی۔ اس کا وقت آ گیا تھا وہ انجام سے بے خبر دولت و طاقت کے نشے میں چُور زمین پر اکڑ کر چل رہا تھا۔ جس زمین کی کوکھ میں مٹی ہو جانا ہے وہ مٹی بڑے تکبر بھرے انداز میں اس کی ٹھوکروں میں رہتی تھی۔ عیش و عشرت کے لیے جو اس نے کالا دھن جمع کیا تھا' وہ اب غیروں کے پیٹ کا ایندھن بننے والا تھا۔ اس نے شادی نہ کی تھی' رنگ برنگی عورتوں کے چکروں میں اسے کبھی گھر گرہستی کا خیال نہ آیا تھا۔

"مجھے ذرا بھی اندازہ نہ تھا جنگل کی آگ کی طرح تیزی سے پھیلنے والی یہ دشمنی اتنی آسانی سے سرد پڑ جائے گی؟ ایک دم سب ختم ہوجائے گا۔" گاؤں سے آئے چوکیداروں کی زبانی سب معلوم ہونے کے بعد وہ گہرا سانس لے کر گویا ہوا۔

"اس کو ختم ہونا تھا کہ ظلم مٹنے کے لیے ہے' نامعلوم کتنے گھر اجاڑے ہوں گے؟ کتنی ہی بچیوں کی عزت کو خاک میں ملایا ہوگا؟ مظلوموں کی آہوں میں بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس کی زندگی کا باب ایسی ہی زیادتیوں سے بھرا پڑا ہے اب وہ ہے اور اس کے اعمال...... آخری سانسوں میں اس کا دم اٹکا ہوا ہے' اگر بچ بھی گیا تو ہوش و حواس کھو چکا ہوگا' لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بن جائے گا۔" شاہ رخ صاحب کہہ رہے تھے وہ چہرہ جھکائے ایسے تھکن زدہ انداز میں بیٹھا تھا گویا لمبی مسافت طے کر کے آیا ہو۔ بڑی اعصاب شکن جنگ لڑی تھی اس نے اور آخر بدی کو نیکی سے شکست کھانی ہی پڑی تھی۔

❀......❀......❀

رمضان المبارک کے چاند کا اعلان ہوگیا تھا' گھر میں ملازموں کی فوج ہونے کے باوجود بھی رابعہ بیگم کسی نہ کسی کام میں مصروف دکھائی دیتی تھیں۔ رمضان کے اعلان کے بعد گھر میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی' شاہ رخ اور احد نے بھی گھر میں آ کر مبارک باد دی تھی۔ شاہ رخ نے مونا' کاجل اور رامین کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ کر دعائیں دی تھیں۔ وہ رائمہ کو بنا دیکھے ہی چلے گئے تھے' دنیا دکھاوے کے لیے وہ اس کو برداشت کر رہے تھے ورنہ دل سے وہ اسے قبول نہ کر سکے تھے۔ اپنی حیثیت جاننے کے باوجود اس کے دل کو ایک ٹھیس لگی تھی' ان سب لوگوں میں وہ تنہا تھی اور عظیم تہوار کے موقع پر اسے اپنی ماں بے تحاشہ یاد آ رہی تھیں۔ مونا سے ملتے ہوئے اس کی نگاہ رائمہ پر پڑی تھی آج پہلی بار وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

گھر میں آنے کے بعد اس نے اس کی پلٹ کر خبر نہ لی تھی' ایک تو وہ اپنی الجھنوں میں تھا اور دوسرا وہ جانتا تھا رامین اور کاجل ضرور ان کی طرف سے تجسس کا شکار ہوں گی اور اپنے تجسس کو تقویت پہنچانے کے لیے وہ نگرانی کر رہی ہوں گی اور اس نے کئی مرتبہ ان کی اس چوری کو پکڑا بھی تھا پھر مزید محتاط ہوگیا تھا۔ مجید بابا کو بھی سختی سے ہدایت کردی تھی کہ وہ رائمہ سے ذرا بھی شناسائی ظاہر نہ کریں۔ اب سرخ شرٹ سفید دوپٹے اور ٹراؤزر میں ملبوس وہ بے حد اپنی اپنی سی لگی تھی۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ارے بیٹی! تم کہاں جارہی ہو؟ ادھر آؤ' مبارک باد نہیں لو گی۔" رابعہ نے اسے سب سے الگ تھلگ روہانسے انداز میں دیکھا تو آگے بڑھ کر اس کی پیشانی چومتے ہوئے سینے سے لگالیا تھا' وہ اپنے آنسوؤں پر ضبط نہ رکھ سکی تھی۔

"خوشی کے موقع پر اپنوں کی یاد ضرور آتی ہے بیٹی! ابھی جتنا چاہے آنسو بہالو پھر کبھی میں رونے نہیں دوں گی' آج سے مجھے ہی اپنی ماں سمجھنا۔" رابعہ اسے سینے سے لگائے محبت سے دلاسے دے رہی تھیں' مونا پانی لینے گئی تھی۔ کاجل جھلستی نگاہوں سے احد کو دیکھ رہی تھی جو اردگرد سے بے خبر یک ٹک رائمہ کے چہرے کو دیکھ رہا تھا' عجب بے خودی کا عالم تھا۔

"دیکھو بھئی! ہر وقت کا رونا نحوست لے کر آتا ہے' آٹھ دن تمہیں یہاں آئے ہوگئے اور اس دوران تم آٹھ ہزار بار تو رو ہی چکی ہوگی۔" رامین منہ بناتی ہوئی گویا تھیں۔ رائمہ ایک دم چپ ہوگئیں' وہ ان ماں اور بیٹی سے بے حد خوف زدہ رہتی تھی جن کی نگاہوں میں انگارے اور لہجے میں کاٹ ہوتی تھی۔ ان کی آواز پر وہ بھی حواسوں میں آیا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔

❀ ❀ ❀

رمضان کا پاک و مقدس مہینہ تیزی سے گزر رہا تھا' زبیدہ کے ساتھ وہ عبادت پہلے بھی کرتی تھی اور اب تو گویا اپنی تنہائی کی ساتھی اس نے عبادت کو بنالیا تھا اور اس کے اندر ایک روحانی سکون و تراوٹ اتر گئی تھی۔ مونا تو گویا اس پر عاشق تھی' رابعہ بھی اسے بے حد اہمیت دینے لگی تھیں کہ پسند تو وہ پہلے بھی اسے کرتی تھیں اور اب اس نے کچن کی زیادہ تر ذمہ داریاں خود پر لے لی تھیں کیونکہ مونا عین ٹائم پر مشکل سے اٹھتی تھی۔ رامین اور کاجل ٹیبل لگنے کے بعد مہمانوں کی طرح آتی تھیں اور کھا کر چلی جاتی تھیں۔ گھر کے کاموں سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا' رابعہ اسے اپنی ماں زبیدہ جیسی ہی لگی تھیں۔ صابر و شاکر درگزر و برداشت سے کام لینے والی پُرخلوص عورت! سحری و افطاری کی ذمہ داری اس نے لے لی تھی اور ایسی ذائقہ دار چٹ پٹی بہترین چیزیں بناتی تھی کہ اسے ناپسند کرنے والے شاہ رخ بھی بے ساختہ تعریف کر جاتے تھے جن کا ساتھ مونا اور رابعہ بھی دیا کرتی تھیں۔

احد دانستہ اسے نظرانداز کیے سر جھکائے کھانے میں مگن رہتا تھا' سب کی موجودگی میں وہ اسی طرح بے نیازی برتتا تھا۔ آج کل وہ محسوس کررہی تھی وہ اس کی نظروں کے حصار میں رہتی ہے۔ بہت تیزی سے اس کی نگاہوں کے زاویے بدل رہے تھے وہ اتنی ہی خوف زدہ رہنے لگی تھی۔

نصف رمضان گزر گیا تھا' آج مونا کی ساس' دادی ساس اور نندیں اس کی عیدی لے کر آئی تھیں۔ نوکروں کی فوج الرٹ تھی' اہتمام روز ہی ہوتا تھا مگر آج کچھ زیادہ تھا' وہ افطاری کی تمام چیزیں تیار کرکے ٹیبل لگا کر مونا اور اپنے مشترکہ کمرے میں آگئی تھی۔ اسے حکم نہ تھا کسی کے سامنے آنے کا اور ہوتا بھی تو وہ نہیں جانتی کہ کیا بتاتی اپنے بارے میں؟ کیا کہہ کر تعارف کرواتی کسی سے کہ وہ کون ہے؟ وہ وہاں سے نکل کر مجید بابا کے کوارٹر میں آگئی تھی۔ وہ آج کل بیماری کے باعث اپنے کوارٹر تک محدود ہوکر رہ گئے تھے۔ اسے دیکھ کر بڑی خوشی سے مسکرائے تھے۔

"مہمانوں کی وجہ سے تمہیں یہاں آنا پڑا ہوگا بیٹی!" وہ تسبیح پڑھتے ہوئے بولے۔

"جی بابا! ویسے بھی مجھے ان لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا اچھا نہیں لگتا اگر رابعہ آنٹی اور مونا نہ ہوں تو میں ان کے ساتھ بیٹھوں بھی نہیں' میں بے حد کمزور لڑکی ہوں۔" اس نے کارپٹ پر دسترخوان بچھا کر لوازمات رکھ دیے تھے۔

"بڑے صاحب اور احد میاں بھی اخلاق کے اچھے ہیں' بس آج کل ذرا غصے میں ہیں تو بات نہیں کررہے ہیں۔ اس گھر میں دو فتنے ہیں ایک رامین بیگم اور دوسری ان کی بیٹی کاجل ان سے سنبھل کر رہنا' وہ کب کیا کر گزریں کچھ پتا نہیں ہوتا۔" بابا کی بات پر اسے یاد آیا وہ کاجل کو عموماً احد کے پیچھے پیچھے دیکھتی تھی اور وہ اس سے خوامخواہ اتنا خار کھاتی تھی کہ بات تک کرنا گوارا نہ کرتی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''اس نے احد میاں سے شادی کرنا چاہی مگر احد میاں اسے بالکل پسند نہیں کرتے تھے انہوں نے گھر چھوڑنا گوارا کرلیا مگر..... اس سے شادی نہ کی۔'' ان کے ترش رویوں کے باعث ملازم بھی ان کی عزت نہیں کرتے تھے۔

''ارے بٹی! تم کو احد میاں نے بتایا کہ عاشق علی مر گیا ہے جان چھوٹ گئی تمہاری اس سے اب تم بالکل آزاد ہو۔'' بابا کہہ رہے تھے اور وہ شاکڈ تھی۔

......☆☆☆......

''احد! کیا ہوگیا آج تم صرف کھجور کھا کر اٹھ گئے ہو روز تم دیر تک بیٹھتے ہو؟'' وہ نماز مغرب ادا کر کے آیا تو وہ اسے لان میں ہی مل گئی تھی۔

''آج طبیعت نہیں تھی کچھ بھی کھانے کو۔'' وہ سنجیدہ تھا۔

''طبیعت نہیں تھی یا رائمہ کی خالی کرسی دیکھ کر تمہاری بھوک اڑ گئی تھی؟'' یہ حقیقت تھی وہ بہت خوش گوار موڈ میں روزہ افطار کرنے آیا تھا مگر جب بیٹھتے ہی نظر رائمہ کی خالی کرسی کی طرف گئی تو دل کو ایک دھچکا لگا تھا۔ وہ ابھی تک پابندی کی زد میں تھی ادھر دل اس کی طرف مائل بہ کرم تھا' وہ اسے دیکھنے کی چاہ میں مبتلا رہتا تھا۔ آج اس کی غیر موجودگی اسے فیصلے کی طرف لے گئی تھی۔

''ہاں' ایسا ہی ہے۔'' اس نے پُر اعتماد لہجے میں اعتراف کیا۔

''اوہ..... ایسا کیا رشتہ ہے تمہارا اس سے؟'' وہ گویا انگاروں پر لوٹنے لگی تھی۔

''معلوم ہوگا تو سہہ نہیں پاؤ گی۔'' اس کے اندر اُمڈتا غبار باہر نکلنے لگا تھا۔

''ایسا کیا ہے اس لڑکی میں احد! جو مجھ میں نہیں' ایک غیر لڑکی کی خاطر تم دیوانگی کو چھو رہے ہو۔ وہ لڑکی تم کو ایک نگاہ نہیں دیکھتی اور تم پروانوں کی طرح اس پر نثار دکھائی دیتے ہو۔ میں نے کیا کچھ نہیں کیا تھا تمہارے لیے' ہر طرح سے تمہارے قریب ہونے کی کوشش کی' خود اظہار محبت کیا اور تم ہر بار مجھ کو دھتکارتے رہے۔ ایک بار بھی تم نے مجھے قابل توجہ نہ سمجھا۔''

''اس گھر کی بیٹی ہونے کے باوجود تم نے کبھی اپنی حرمت کا خیال نہیں رکھا...... پکے پھل کی مانند میری جھولی میں گرنا چاہا تھا۔ خود کو پیش کرنے والی لڑکیاں کبھی بھی عزت نہیں پاتی' تمہارے ان بے ہودہ رویوں نے تمہاری وقعت میری نگاہ میں بالکل صفر کردی تھی۔ اس لیے میں نے پپا کی بات نہیں مانی تھی کہ میری نظروں سے تم گر گئی تھی۔ پپا کی نظروں میں تمہارا مقام بلند ہی دیکھنا چاہتا تھا اور اس لیے میں اپنے گھر سے دور رہا اور یہ جدائی کا عرصہ میری زندگی کا اذیت بھرا وقت تھا جو میں کبھی بھولنا بھی چاہوں تو نہ بھول پاؤں گا۔'' وہ بولا تو کاجل کی تمام تیزی وطراری ہوا ہوگئی تھی۔ وہ اس کو آئینہ دکھا چکا تھا آئینہ میں اپنا مکرہ چہرہ اس سے شناخت نہیں ہورہا تھا' اس کی عزت ووقار کی خاطر اس نے بن باس لیا تھا اگر تایا جان کو وہ ان اوچھے ہتھکنڈوں کے متعلق بتا دیتا جو اس نے اسے حاصل کرنے کے لیے اختیار کیے تھا پھر کیا عزت رہ جاتی؟ اس پر گھڑوں پانی پڑ گیا پہلی بار اس کے ضمیر نے اسے جھنجھوڑا تھا۔

وہاں ان کے علاوہ دو نفوس اور بھی کھڑے تھے کاجل کو بلانے آتی رامین اور اس کے پیچھے آتے شاہ رخ جو نماز کی ادائیگی کے بعد آرہے تھے۔ ان کو جارحانہ انداز میں گفتگو کرتے دیکھ کر ناریل کے درخت کی اوٹ میں چھپ گئے تھے۔ احد جا چکا تھا' رامین اس سے آ کر گویا ہوئیں۔

''ہم تو آج تک اس کی راہ میں کانٹے ہی بچھاتے آرہے تھے اور دیکھو وہ کس خاموشی سے ہماری پردہ پوشی کرتا رہا ہے شاید اسی کو تربیت کہتے ہیں۔ رابعہ بھابی کی لوگ تعریف یونہی تو نہیں کرتے تا کچھ ایسا ہی وصف ہے ان میں۔'' رامین شرمندہ لہجے میں گویا ہوئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئی تھیں۔

شاہ رخ دنگ رہ گئے تھے' ان کے لیے بھی یہ انکشاف کسی اذیت سے کم نہ تھا۔ شادی سے انکار پر کیا کچھ انہوں نے احد کو سنا ڈالا تھا' کس قدر بے عزتی وتذلیل کی تھی۔ گھر

www.Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے بھی دھکے دیئے کے انداز میں نکالا تھا پھر بھی وہ خاموش رہا تھا۔

"درست کہا ہے احد تم نے خود سے مرد کے گلے کا ہار بننے والی عورت مرد کے پاؤں کی وفا کی زنجیر نہیں بن سکتی' عورت کا مفہوم ہی حیاء ہے۔" احد پر کی جانے والی زیادتیاں ان کو شدت سے یاد آرہی تھیں۔ وہ خود کو ملامت کرتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئے جہاں مہمانوں کے ہنسنے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

❁❁❁

"سنئے' مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔" موقع ملتے ہی وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

"شیور...... جی فرمائیے' آج آپ کو میری یاد کیسے آگئی؟" وہ سینے پر ہاتھ باندھے اس کے مقابل آن کھڑا ہوا' اس کا لہجہ ہر قسم کے طنز و تنفر سے پاک تھا' جگمگاتی نگاہیں اس کے روشن چہرے پر مرکوز تھیں۔

"بھول تو آپ مجھے گئے ہیں کوئی فالتو کاٹھ کباڑ سمجھ کر' میں روز انتظار کرتی ہوں شاید آج آپ مجھے بتائیں گے عاشق علی کے بارے میں...... اور کوئی جواب نہ پاکر اندر ہی اندر گھٹ رہی تھی۔ ڈر رہی تھی کہ خدا جانے کیا ہو رہا ہے؟ کیا ہونے والا ہے؟ اور آپ مزے سے گھوم رہے ہیں یہ تک بتانے کی زحمت گوارا نہ کی کہ عاشق علی کا قصہ ختم ہوگیا ہے' چھٹکارا مل گیا ہے اس سے؟" مارے غصے و رنج کے اس کی آواز پھٹ گئی' احد خجل سا ہو کر رہ گیا تھا۔

"مجید بابا اگر مجھے نہ بتاتے تو میں اسی اذیت میں مبتلا رہتی۔" وہ روہانسی ہوئی مگر آنسوؤں کو بہنے نہ دیا۔

"اوہ...... آئم رئیلی سوری! دراصل وہ تمام معاملہ ایسے حل ہوا کہ کئی دن تک میں بھی یقین نہیں کر پایا کہ ایسا بھی ہوسکتا تھا۔" وہ اتنی نرمی و حلاوت سے بات کر رہا تھا جیسے کڑواہٹ لہجے میں آئی نہ ہو' تندی و ترشی سے چھو کر بھی نہ گزری ہو۔

"اب میرا یہاں رہنا بے جواز ہے' ہمارے درمیان یہ میرج ہوئی تھی آپ مجھے خلاصی دیں' میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔" وہ مضبوط لہجے میں گویا ہوئی۔

"کہاں جاؤ گی؟" اس نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"واپس اپنے گاؤں' وہاں میرے بابا ہیں۔ وہ اپنی غلطیوں پر نادم ہوں گے' تنہائی کا روگ بڑے بڑے لوگوں کو راہ راستہ پر لے آتا ہے۔ مجھے امید ہے وہ برائی کا راست چھوڑ چکے ہوں گے۔" وہ خوش گمانی کے سمندر میں تیر رہی تھی اس نے چاہا وہ اسے یہ بتائے کہ اس کے بابا اب اس دنیا میں نہیں رہے مگر پھر یہ سوچ کر چپ رہا کہ وہ اس خبر پر ابھی رونا پیٹنا شروع ہوجائے گی اور گھر میں نئی صورت حال پیدا ہوگی۔ یہ خبر وہ اسے کبھی موقع دیکھ کر بتانے پر موقوف کرچکا تھا۔

وہ ٹیرس پر کھڑے تھے' آسمان ابر آلود تھا۔ تیز ہوا کے جھونکوں میں خوش گوار ٹھنڈک تھی۔ رائمہ نماز و تراویح پڑھ کر ابھی فارغ ہوئی تھی' سیاہ و گلابی پرنٹڈ دوپٹہ اس نے نماز کے اسٹائل میں باندھا ہوا تھا' اس کا چہرہ نور سے چمک رہا تھا۔ اس نے نگاہیں چرائی تھیں اور وہ آسمان کی طرف دیکھتا ہوا سپاٹ لہجے میں بولا۔

"میں سپریشن نہیں چاہتا' تمہیں ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔" اس نے اچانک دھماکہ کیا۔

"تم نہیں چاہتیں میرے ساتھ رہنا؟" وہ اس کے چہرے پر پھیلتے رنگوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"میری اور آپ کی حیثیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ کا اور میرا کوئی جوڑ نہیں' میری حیثیت اس گھر کی ملازمہ بننے کی بھی نہیں۔" وہ رکھائی سے گویا ہوئی۔

"پپا نے جو پہلی ملاقات میں بات کی تھی وہ تم بھولی نہیں ابھی تک؟"

"وہ باتیں بالکل درست تھیں' انہوں نے کچھ بھی غلط نہیں کہا تھا۔ سب والدین اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے کوشاں رہتے ہیں پھر آپ تو ان کی اکلوتی اولاد ہیں۔ آپ کے لیے انہوں نے نامعلوم کیسی شاندار پلاننگ کی ہوگی۔ مجھے آپ طلاق دیں' میں آپ کے مقدر

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کا ستارہ نہیں ہوں۔" اس نے اصرار کیا۔

"میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا نہ تم اب یہاں سے جاسکتی ہو۔ تمہیں یہیں رہنا ہے اور رہی حیثیت کی بات تو میں اسٹیٹس کو ٹھوکر مارتا ہوں۔ مجھے نہ معاشرے کی پروا ہے اور نہ اس معاشرے میں رہنے والے خودغرض لوگوں کی۔ اگر اب بھی تمہیں کسی کا خوف ہے تو میرا نام تمہارے ساتھ جڑ گیا ہے' تم بھی اب مسز رائمہ احد بن چکی ہو۔ میری پراپرٹی کی مالکہ ہو تم' کم حیثیت نہیں ہو۔" وہ اعتماد و محبت بھرے لہجے میں سمجھا رہا تھا' وہ حیران تھی کل تک وہ اسے بُرا بھلا کہتا رہا تھا۔ نکاح بھی صرف اپنی رسوائی کے خیال سے کرنے پر راضی ہوا تھا' البتہ کچھ دنوں سے اس کے تیور بدلے بدلے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ اکثر اس کی نگاہوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرنے لگی تھی۔ اسے سامنے پاکر وہ خاصا مطمئن ہوجاتا تھا۔

"میں رات کو پپا سے بات کرتا ہوں' ان کو تمہیں تسلیم کرنا ہوگا۔" رائمہ کی اس نے ایک نہیں سنی تھی وہ اس کی محبت میں دل و جان وار چکا تھا' اسے معلوم نہ ہوا تھا کب اور کس لمحے وہ اس کو اپنا چکا تھا اب اس کے بغیر زندگی ادھوری تھی۔

رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوچکا تھا' مونا' کاجل اور رامین شاپنگ پر گئی تھیں۔ وہ اسے ساتھ لے جانے پر بضد تھیں' اس نے بمشکل جان چھڑائی تھی رابعہ بیگم کے سر میں درد تھا۔ وہ نماز پڑھ کر سوگئی تھیں' شاہ رخ اپنے کمرے میں تھے وہ موقع غنیمت جان کر اس کے پیچھے ٹیرس پر آگئی تھی تاکہ اس سے طلاق لے کر گاؤں واپس جائے مگر اس نے اسے تذبذب میں ڈال دیا تھا۔ کل تک اس سے چڑنے و بے زار رہنے والا کس طرح آج اس کا طلب گار بن گیا تھا؟ وہ اس کی محبت پر یقین کرنے کو تیار نہ تھی۔

آفس ورک کرتے شاہ رخ نے اسے اندر آنے کی اجازت دی اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے گلاسز آنکھوں سے ہٹا کر گویا ہوئے۔

"میں ابھی آپ کو بلوانے والا تھا' اب ہر معاملہ کلیئر ہوگیا ہے۔ عید کے بعد آپ اس لڑکی کو طلاق دے کر جان چھڑائیں اور اسے ایک خطیر رقم آپ دے دیں تاکہ وہ کوئی ہلکا پھلکا بزنس کرکے آرام سے زندگی بسر کرسکے۔"

"میں آپ سے رائمہ کے متعلق ہی بات کرنے آیا تھا پپا!" وہ بیٹھا نہیں تھا۔ "میں اس کو طلاق نہیں دوں گا' یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔" اس کا لہجہ ٹھوس و بے لچک تھا' انہوں نے غور سے اس کے وجیہہ چہرے کو دیکھا پھر کچھ توقف کے بعد مسکرا کر گویا ہوئے۔

"مجھے آئیڈیا تھا تم اس کو ایسے کیسے چھوڑ سکتے ہو' وہ جوان حسین و بھرپور لڑکی ہے۔ چلیں آپ اس کے ساتھ کچھ وقت گزار لیں ہنی مون پیریڈ...... ایک ڈیڑھ ماہ کے لیے چلے جائیں سوئٹزرلینڈ' ملائیشیا' سنگاپور یا جہاں جانا چاہیں میں ٹکٹ کنفرم کروادیتا ہوں لیکن واپسی میں تمہیں اسے چھوڑنا ہوگا۔ وہ میرے خاندان کے قابل نہیں ہے کسی کمتر لڑکی کی کوکھ سے میرا خاندان آگے نہیں بڑھ سکتا۔" وہ دوٹوک لہجے میں کہہ رہے تھے اور احد کے پیچھے رائمہ آئی تھی جو پردے کے پیچھے ہی چھپ گئی تھی۔ وہ احد کی دیوانگی اور شاہ رخ صاحب کی نفرت کی انتہا دیکھنا چاہتی تھی اور ان کا پلان سن کر اس کے پیروں سے زمین نکل گئی تھی' وہ جیسے آئی تھی ویسے ہی خاموشی سے واپس چلی گئی۔

کمرے میں آکر اس نے خاموشی سے اپنا پرس اور شال نکالی اور پرس چیک کیا جس میں دو ڈھائی ہزار کی رقم موجود تھی۔ وہ گاؤں آرام سے جاسکتی تھی' احد کی اچانک بیدار ہونے والی محبت پر اسے اعتبار ابھی آیا بھی کہاں تھا اور اندر ہونے والی گفتگو نے دل بالکل ہی اس کے خلاف کردیا تھا۔ وہ اس سے علیحدگی چاہتی تھی مگر عزت و آبرو کے ساتھ جس کی ان امیر زادوں کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہ تھی اور اس کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ بن گئی تھی۔

رابعہ سو رہی تھی' ملازم کوارٹرز میں تھے۔ قسمت ساتھ دے رہی تھی' چوکیدار بھی گیٹ پر موجود نہ تھا' وہ تیزی سے باہر نکل گئی تھی۔ وہاں ان باپ بیٹے میں جنگ چھڑ گئی تھی احد ان کی باتوں سے راضی نہ تھا اور وہ اس کی محبت کو وقتی جذبہ

www.Paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

قرار دے رہے تھے، سمجھا رہے تھے۔

"سوری پپا! میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا آپ کی سوچیں اتنی پست و گھٹیا ہوں گی اگر مجھے یہی سب کرنا ہوتا تو میرے آگے ایک دنیا پڑی ہے پھر مجھے نکاح کی کیا ضرورت تھی۔ رائمہ ایک عرصے میرے ساتھ بنا کسی تعلق کے تنہا رہی ہے اور آپ اس کی خوب صورتی کی بات کرتے ہیں میں پوری دنیا گھوم چکا ہوں اس سے زیادہ حسین چہرے دیکھے ہیں میں نے تب کوئی حسن مجھے متاثر نہ کرسکا۔"

"پھر اس عام و معمولی سی لڑکی کے ساتھ رہنے پر کیوں اصرار کررہے ہو؟" ان کے لہجے میں گھن گرج نہ تھی وہ بے حد نرم لہجے میں گفتگو کررہے تھے۔

"وہ عام و معمولی لڑکی نہیں ہے پپا! وہ شرم و حیاء شرافت و اعلیٰ انداز کی حامل لڑکی ہے۔ مرد جتنا پاک باز ہو دوسری طرف سے بہکایا جائے تو سب گریز و پاک بازی دھری رہ جاتی ہے۔ رائمہ کی اسی ادا نے مجھے اسیر کرلیا ہے نکاح سے قبل وہ کبھی بغیر حجاب میرے سامنے نہیں آئی تھی اب بھی وہ فاصلہ رکھے ہوئے ہے۔"

"اپنے اس فیصلے پر کبھی پچھتاؤ گے تو نہیں برخوردار!" وہ بھرپور انداز میں مسکرائے۔

"پپا...... پپا! آپ مسکرارہے ہیں...... اس کا مقصد کیا ہوا؟ میرا مطلب...... آپ راضی ہیں...... آپ مذاق کررہے تھے؟" وہ اس کی طرف بڑھے تھے اور احد ان سے لپٹ گیا۔

"ہاں...... میں دیکھنا چاہتا تھا رائمہ سے آپ وقتی طور پر متاثر تو نہیں ہیں؟"

"پھر آپ نے کیا دیکھا پپا! میرے جذبات سچے ہیں نا؟" وہ علیحدہ ہوکر گویا ہوا۔

"سچے اور مضبوط، یہ بات حقیقت ہے احد! میں نے دل میں اس لڑکی کو جگہ نہ دی تھی، میں دولت سے زیادہ خاندانی نام و عزت کو اہمیت دیتا آیا ہوں مگر جب میں نے چانک آپ کی اور کاجل کی باتیں سنیں تو مجھے احساس ہوا اچھا اور برا ہونا اپنے اپنے ظرف کی بات ہوتی ہے۔ رائمہ نکاح کے بعد بھی آپ سے پردہ کرتی رہی اگر وہ لالچی و معمولی ذہنیت کی لڑکی ہوتی تو دولت حاصل کرنے کے لیے بہت کچھ کرسکتی تھی جس طرح کاجل اس گھر کی بیٹی ہوکر اپنے وقار سے گرتی رہی تھی۔"

"یہ ساری غلطی رامین آنٹی کی ہے جو ہوا سو ہوا پپا! پلیز آپ کبھی بھی ان پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیجیے گا کہ آپ سب جان چکے ہیں۔ میں کسی کو گلٹی فیل کرتے نہیں دیکھ سکتا ویسے بھی اس دن سے کاجل خاصی بدلی بدلی لگ رہی ہے شاید اسے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے۔" اس کا انداز عاجزانہ تھا۔

"بچوں کی بہترین تربیت کرنا ماؤں کا حق ہے خیر کاجل میری بیٹی ہے میں اسے شرمندہ کس طرح دیکھ سکتا ہوں۔ منیر اور اس کی ماں مہرین سے بات کی ہے میں نے سمجھایا ہے اپنے رویوں میں نرمی لے کر آئیں وہ لوگ رفتہ رفتہ ہی وہ ان لوگوں کے مزاج کو سمجھیں گی۔"

❁......❁......❁

وہ تیز تیز چلتے ہوئے اس علاقے سے نکل آئی تھی، سڑکوں پر ٹریفک رواں دواں تھا کیونکہ آخری عشرہ شروع ہوا تھا۔ عید کی تیاریوں کی گہما گہمی شروع ہوچکی تھی، لوگوں کی خاصی بھیڑ تھی۔ بارہ بجے کا عمل تھا مگر دن کا سماں لگ رہا تھا، کراچی کی راتیں بھی دن کی طرح روشن اور زندگی سے پُر ہوتی ہیں۔ بھاگتی دوڑتی گاڑیاں ہنستے مسکراتے چہرے چمکتے بازار اور پُر رونق راستے ایک ہلچل سی تھی ہر سو۔ وہ اتنے ہجوم میں نم آنکھوں و سلگتے دل کے ساتھ اسٹاپ پر کھڑی تھی معاً گرے کار آگے سے گزری اور کچھ دیر بعد ہی ریورس میں سامنے آکر رکی تھی۔

"رائمہ......" مسز مہ جبین حیران و پریشان کار سے نکلی، وہ اتنی عجلت میں تھیں کہ ڈرائیور کے دروازہ کھولنے کا انتظار کیے بغیر ہی خود باہر نکل کر اس کی طرف بڑھی۔ وہ بھی غیر متوقع طور پر ان کو سامنے دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی تھی، مہ جبین نے اسے سینے سے لگالیا اور اردگرد کی پروا کیے بنا اس کے ساتھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

خود بھی رو پڑی تھیں۔

"کہاں چلی گئی تھیں رائمہ! میں آپ کی سلامتی کی دعائیں مانگتی رہتی تھی۔" وہ اسے ساتھ ہی لے آئیں' ڈرائیور نے کار اسٹارٹ کردی تھی خاصی دیر تک وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں تھی' آنسوؤں کی بارش ٹوٹ کر برسی تھی۔

کار ایک لگژری بیچ اپارٹمنٹ کے بیسمنٹ میں رکی تھی' وہ اس کا ہاتھ تھامے شاندار اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی پھر ایک گلاس بھر کر پانی لے آئیں۔

"جلدی جلدی بتاؤ مجھے آپ کہاں چلی گئی تھیں کیونکہ آپ کار میں نہیں تھیں وہ رات میں نے پریشانی میں گزاری تھی پھر مجھے وہاں سے اپنی جان بچا کر بھاگنا پڑا تھا پھر میں دو تین بار چھپ کر وہاں گئی تاکہ آپ کے بارے میں کچھ پتا چل سکے مگر ہر بار یہی خبر ملتی تھی۔ وڈیرا! آپ کو ڈھونڈ رہا ہے' ابھی ہری پور سے واپسی پر بھی گاؤں سے ہوتی ہوئی آئی ہوں وہاں معلوم ہوا وڈیرا دنیا چھوڑ چکا ہے اور آپ کا کچھ پتا نہیں۔" وہ بے حد متجسس تھیں۔ رائمہ نے بھی چائے کے دوران ان کو ساری بپتا سنا ڈالی تھی۔ وہ سن کر متحیر رہ گئی تھیں۔

"اتنے کم عرصے میں کتنے دکھ دیکھ لیے آپ نے رائمہ! اور یہ پیپر میرج کی بھی فکر مت کریں میں خود سارا مسئلہ حل کروں گی' شاہ رخ اس طرح کیسے کرسکتے ہیں۔"

"آپ جانتی ہیں ان کو؟" اس نے چونک کر پوچھا تھا اسی ٹائم ڈور بیل ہوئی تھی۔

وہ گیٹ کھولنے گئی تھیں اور گیٹ کے باہر ایستادہ شخص کو دیکھ کر رائمہ بوکھلا کر کھڑی ہوگئی تھی اس کی نگاہیں بھی اس کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"وعلیکم السلام! اب اندر آؤ گے یا اسی جگہ کھڑے رہو گے۔" وہ خاصی بے رخی سے سلام کا جواب دیتی ہوئی بولیں۔ وہ گہرا سانس لے کر اندر آ گیا اور سیدھا اس کے قریب آ کر سخت لہجے میں گویا ہوا۔

"تم نے جرأت کیسے کی' بنا اطلاع دیئے گھر سے نکلنے کی؟"

"رائمہ نے تمہاری اور شاہ رخ کی باتیں سن لی تھیں پھر اس کا وہاں رکنے کا کیا جواز تھا؟"

"جو مذموم عزائم عاشق علی کے تھے' وہ تمہیں نکاح کی آڑ میں کرنے کی ترغیب دی جارہی تھی پھر اس کے بعد وہ ہی ٹھوکرا سے لگادی جاتی جو کسی پیشہ ور عورت کو لگادی جاتی ہے۔" مہ جبین مکمل طور پر رائمہ کی سائیڈ لے رہی تھیں' ان کی بات پر اس کا چہرہ تیزی سے سرخ ہوا تھا' وہ اس کی طرف درشتگی سے دیکھتا گویا ہوا۔

"جب لوگوں کو چھپ کر بات سننے کا شوق ہے تو پھر پوری بات بھی سننا چاہیے۔"

"کیا شاہ رخ نے تم سے کہا نہیں کہ کچھ ٹائم گزار کے رائمہ کو طلاق دو؟"

"آف کورس کہا لیکن......" وہ اس کی بات کاٹ کر غصے سے بولیں۔

"لیکن ویکن چھوڑو...... رائمہ تنہا نہیں ہے میری بیٹی ہے یہ' میں اس حرکت پر شاہ رخ اور تم کو لوہے کے چنے چبانے پر مجبور کردوں گی۔ اسد بھی عید پر انگلینڈ سے آرہے ہیں ہمیشہ کے لیے پھر تم دیکھنا ذرا۔" وہ آگ بگولہ ہورہی تھیں۔

"چاند آنٹی پلیز آپ میری پوری بات تو سن لیں آپ نے ان محترمہ کی باتیں سنی ہیں اور فیصلہ کرلیا...... اب میری بھی سن لیں۔" ان کی باتوں سے لگ رہا تھا ان کا رشتہ بہت پائیدار ہے' بے تکلفی سے ان میں گفتگو ہورہی تھی وہ نگاہیں جھکائے کھڑی تھی۔

"پپا نے اتنی لغو باتیں صرف اس لیے کی تھیں کہ وہ میرا امتحان لے رہے تھے یقین کرنا چاہتے تھے کہ میں ساری زندگی اس بندھن کو نبھا بھی پاؤں گا یا نہیں؟ کیونکہ ان سے نکاح میں نے مجبوری میں کیا تھا' وہ مجھے پرکھ رہے تھے اور محترمہ بدک کر بھاگ گئیں۔ چند لمحوں میں ہی پورے گھر میں کھلبلی مچ گئی' پورا بنگلہ' لان' سرونٹ کوارٹرز دیکھے جا چکے تھے مگر ان کا سراغ نہ ملا تو میں اور پپا الگ الگ ان کو

WWW.PakSociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ڈھونڈنے نکل گئے۔ ان کا اس طرح گھر سے جانا ہمیں احساس دلا گیا کہ یہ ہماری ادھوری باتیں سن کر جا چکی ہیں۔ پپا اس عمل پر بے حد شرمندہ ہیں۔" اس کی باتیں سچائی اور حقیقت سے لبریز تھیں، مہ جبین مسکرا کر خجالت آمیز لہجے میں گویا ہوئیں۔

"یہ بتائیے آپ کو رائمہ کی یہاں موجودگی کا کس نے بتایا؟"

"مونا آنٹی اور کاجل شاپنگ کرنے گئی ہوئی تھیں، وہاں سے گزرتے ہوئے انہوں نے آپ کو دیکھا تھا' میں جو گاؤں ان کو ڈھونڈنے کے لیے نکلنے ہی والا تھا مونا کے بتانے پر یہاں چلا آیا۔" ایزی ہو کر بیٹھتے ہوئے اس نے آنکھیں بند کرلی تھیں۔

اس کی غیر موجودگی نے اس کے اندر جو طوفان برپا کردیا تھا' وہ اسے دیکھ کر آسودگی میں بدل گیا تھا لیکن وہ اس کی بے اعتباری پر سخت خفا تھا' اس سے جدائی کے تصور سے ہی اس کی جان پر بن آئی تھی۔

"آنٹی! آپ کا نام چاند بھی ہے آپ نے کبھی بتایا نہیں۔"

"نام تو میرا مہ جبین ہے مگر نک نیم چاند ہے' جو میرے قریبی لوگ مجھے پیار سے چاند اور چاند آنٹی کہہ کر پکارتے ہیں۔" وہ خاصی پرخوش تھیں۔

"پیار کی باتیں ایسے لوگ کہاں جانیں گے جو عقل سے پیدل ہوتے ہیں۔" وہ آنکھیں بند کیے طنزیہ بولا پھر آنکھیں کھول کر مخاطب ہوا۔

"آپ کیسے جانتی ہیں ان کو؟ خاصی گہری دوستی لگ رہی ہے آپ کی۔"

"یہ میڈم مہ جبین ہیں ان کے اسکول میں ٹیچنگ کرتی تھی میری امی نے ان کو بہن بنایا ہوا تھا۔" وہ اس بار خاصے اعتماد سے گویا ہوئی۔

"آپ سے میں بات نہیں کررہا پھر آپ کیوں بول رہی ہیں؟" وہ اپنے مخصوص سرد واکھڑ لہجے میں بولا' رائمہ اپنا سامنہ لے کر رہ گئی۔

"اب یہ تمہاری بیوی ہے' تمہیں اس سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے۔"

"یہ آپ کہہ رہی ہیں نا' اس سے پوچھیں اس کو یہ رشتہ قبول ہے؟"

"میں چائے بنانے جارہی ہوں' تم خود ہی پوچھتے رہو۔ آپ اور سحری میں کیا کھاؤ گے؟ بس اب سحری کا ٹائم بھی ہونے کو ہے۔" وہ بہانے سے وہاں سے اٹھی تھیں۔

"آپ بیٹھیں میں چائے لاتی ہوں۔" وہ گھبرا کر اٹھی تھی۔

"نہیں نہیں...... تم دونوں اپنے جھگڑے نبٹاؤ' احد! میری ہاتھ کی چائے پسند کرتا ہے۔ اس وقت اسے چائے کی شدید طلب ہورہی ہوگی۔ آپ کے پیچھے اتنا خوار ہو کر آیا ہے میرا بچہ!" وہ کہتی ہوئی چلی گئیں اس نے ان کے پیچھے جانا چاہا تھا معاً اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"اتنے ایٹی ٹیوڈ کیوں دکھاتی ہو؟" اس نے کھینچ کر اسے قریب بٹھالیا۔

"آپ اتنا غصہ کیوں دکھاتے ہیں؟ ایک لمحے میں سامنے والے کی عزت دو کوڑی کی کر کے رکھ دیتے ہیں۔" وہ دور ہوتی سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ مہ جبین کی محبت نے اسے ایک دم سے بہت معتبر کردیا تھا اس کا اعتماد لوٹ آیا تھا۔

"غلط بات میں تمہاری بہت عزت کرتا ہوں۔" وہ سادگی سے بولا۔

"میں بھی آپ کی بے حد عزت کرتی ہوں۔" وہ جزبز ہوئی۔

"اور محبت......؟" وہ اس کا ہاتھ اپنے میں ہاتھ دبا کر آہستگی سے گویا ہوا۔ اس کی گرفت میں عجیب سی حدت تھی اس کی پلکیں رخساروں پر لرزنے لگی تھیں۔

"بتاؤ نہ صرف عزت سے کام نہیں چلے گا' محبت بھی چاہیے۔"

"اب کیا جواب دوں اس بات کا؟" وہ حواس

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

باختہ ہوئی۔

"مجھ سے محبت کرتی ہو یا نہیں یہ بتاؤ؟" وہ بضد ہوا۔

"مجھے نہیں پتا؟" وہ اس کے اصرار پر سراسیمہ تھی اُلگ بات تھی کہ دل کے تمام ساز ایک ساتھ بج اٹھے تھے جن کی جھنکار نے دل کی گہرائی میں مسرت وانبساط کی لہریں دوڑا دی تھیں۔ دھڑکنیں کچھ اس طرح بے ترتیب ہوئی تھیں کہ سنبھالے انہیں سنبھل رہی تھیں۔

"تمہیں میں پسند نہیں ہوں تم مجھ سے محبت نہیں کرتی ہو ٹھیک ہے پھر......"

"آہ......! آپ تو ناراض ہوگئے میرا یہ مقصد نہیں تھا۔" وہ بے ساختہ بولی۔

"پھر کیا مقصد ہے تمہارا؟ تم جبراً میرے سنگ زندگی گزارو گی؟" وہ خشک و بیگانہ انداز میں کہہ رہا تھا پل پل رویہ بدلنے والا بندہ تھا وہ۔

"میں اس خیال سے گھر سے نکلی تھی کہ آپ کا نام مجھ سے چھین نہ لیا جائے۔ میں ساری زندگی آپ کے نام کے ساتھ گزارنے کا ارادہ کرچکی تھی۔"

"پھر کہو نہ...... مجھ سے محبت کرتی ہو؟"

"میں یہ کیسے کہہ سکتی ہوں؟ عورت اقرار محبت کرتی اچھی نہیں لگتی۔" وہ نا چاہتے ہوئے بھی اقرار کرچکی تھی احد قہقہہ لگا بیٹھا۔

"صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں واہ کیا اقرار محبت ہے۔" اس کی شرارت پر وہ جھینپ کر مسکرادی وہ مبہوت سارہ گیا تھا کیسی چاند کی کرنوں جیسی مسکراہٹ تھی روشن و پُرکشش۔

"بس...... اب کبھی ان پلکوں کو بھیگنے مت دینا تمہاری مسکراہٹ بے حد اجلی ہے۔ آنسوؤں کے ساگر میں چھپانے کی سعی بالکل بھی نہ کرنا۔" وہ اس کے چہرے کو چھو کر کہہ رہا تھا تبھی مہ جبین چائے لے آئی تھیں۔

"بتایا نہیں تم نے سحری میں کیا کھانا پسند کرو گے؟" انہوں نے کپ تھماتے ہوئے کہا۔

"سحری ہم گھر جا کر کریں گے۔ میں رائمہ کو لے کر جا رہا ہوں۔" وہ از حد خوش تھا۔

"ارے اب رائمہ کو بھول جاؤ رائمہ میرے پاس رہے گی۔ میں شاہ رخ اور رابعہ سے بات کرچکی تھی ابھی رابعہ بہت نرم دل ہے وہ تم سے خفا ہونے کے بجائے خوشی خوشی رائمہ کے لیے رنگ اور کپڑے خرید رہی ہیں۔ مونا کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے شاپنگ سینٹر سے سب یہیں آرہے ہیں۔ تم رائمہ کو رنگ پہناؤ گے اور عید کے چوتھے دن وہ تمہاری دلہن بن کر جائے گی۔ رائمہ آج کے بعد تم اس سے نہیں ملو گی۔" انہوں نے ہنستے ہوئے تفصیل بتائی۔

"یہ فاؤل ہے آنٹی! اس سے محبت نہیں تھی تو یہ میرے ساتھ تھی اب محبت ہوگئی ہے تو ظالم سماج درمیان میں آرہا ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"جدائی محبت کو مزید مستحکم کرتی ہے پھر تم تو ایک ساتھ دو عیدیں مناؤ گے۔" وہ چائے پیتے ہوئے اسے چھیڑ رہی تھیں۔

"اب میری عید میری ان کی دید سے مشروط ہوگئی ہے ان کی دید کے بغیر عید کہاں عید لگے گی۔" وہ رائمہ کو محبت بھری نظروں سے دیکھ کر کہہ رہا تھا۔ دو آنسو چپکے سے اس کے آنچل میں جذب ہوئے تھے آج اس کی ماں کی دعا قبول ہوئی تھی۔ وہ محل جیسے گھر کی ہی نہیں ایک شہزادے کے دل کی رانی بن گئی تھی۔ پہلی بار عید اس کے لیے خوشیاں لے کر آرہی تھی اور اس کے دل سے صدا اٹھی تھی عید مبارک۔

www.Paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY